ہندو ثقافت کے پاکستانی مسلم ثقافت پر اثرات

تحقیقی مقالہ برائے ایم فل (علوم اسلامیہ)

مقالہ نگار

آمنہ بشیر رانا

ایم فل، علومِ اسلامیہ

نگران مقالہ

ڈاکٹر امجد حیات

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ

نمل اسلام آباد

شعبہ علومِ اسلامیہ

فیکلٹی آف سوشل سائنسز

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد

جنوری ۲۰۲۰ء

ہندو ثقافت کے پاکستانی مسلم ثقافت پر اثرات

تحقیقی مقالہ برائے ایم فل (علوم اسلامیہ)

مقالہ نگار

آمنہ بشیر رانا

ایم فل، علومِ اسلامیہ

نگران مقالہ

ڈاکٹر امجد حیات

اسسٹنٹ پروفیسر، شعبہ علوم اسلامیہ

نمل اسلام آباد

شعبہ علومِ اسلامیہ

فیکلٹی آف سوشل سائنسز

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد

جنوری ۲۰۲۰ء

© آمنہ بشیر رانا

بسم الله الرحمن الرحيم

منظوری فارم برائے مقالہ و دفاع مقالہ

(Thesis and Defense Approval form)

زیر دستخطی تصدیق کرتے ہیں کہ انہوں نے مندرجہ ذیل مقالہ پڑھا اور مقالہ کے دفاع کو جانچا ہے، وہ مجموعی طور پر امتحانی کارکردگی سے مطمئن ہیں اور فیکلٹی آف سوشل سائنسز کو اس مقالے کی منظوری کی سفارش کرتے ہیں۔

مقالہ بعنوان: **ہندو ثقافت کے پاکستانی مسلم ثقافت پر اثرات**

Impacts of Hindu Culture on Pakistani Muslim Culture

نام ڈگری: ایم فل علومِ اسلامیہ

نام مقالہ نگار: آمنہ بشیر رانا

رجسٹریشن نمبر: 967-MPhil/IS/S16

ڈاکٹر امجد حیات

(نگران مقالہ) ______________________ نگران مقالہ کے دستخط

پروفیسر ڈاکٹر شاہد صدیقی

(ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز) ______________________ ڈین فیکلٹی آف سوشل سائنسز کے دستخط

بریگیڈیئر محمد ابراہیم

(ڈائریکٹر جنرل) ______________________ ڈائریکٹر جنرل کے دستخط

تاریخ: ______________________

حلف نامہ فارم

(Candidate declaration form)

میں آمنہ بشیر رانا ولد بشیر احمد رانا

رجسٹریشن نمبر: 967-MPhil/IS/S16

طالبہ، ایم فل شعبہ علوم اسلامیہ، نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز (نمل) اسلام آباد حلفاً اقرار کرتی ہوں کہ مقالہ

بعنوان: **ہندو ثقافت کے پاکستانی مسلم ثقافت پر اثرات**

Impacts of Hindu Culture on Pakistani Muslim Culture

ایم فل علوم اسلامیہ کی ڈگری کی جزوی تکمیل کے سلسلہ میں پیش کیا گیا ہے، اور **ڈاکٹر امجد حیات** کی نگرانی میں تحریر کیا گیا ہے، راقم الحروف کا اصل کام ہے، اور یہ کہ مذکورہ کام نہ تو کہیں اور جمع کروایا گیا ہے، نہ ہی پہلے سے شائع شدہ ہے اور نہ ہی مستقبل میں کسی بھی ڈگری کے حصول کے لئے کسی دوسری یونیورسٹی یا ادارے میں میری طرف سے پیش کیا جائے گا۔

نام مقالہ نگار: آمنہ بشیر رانا

دستخط مقالہ نگار: ______________

نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد

فہرستِ عنوانات

نمبر شمار	عنوان	صفحہ نمبر
۱.	فہرست عنوانات (Table of Contents)	iv
۲.	مقالہ کی منظوری کا فارم (Theses Acceptance Form)	vii
۳.	حلف نامہ (Declaration)	viii
۴.	انتساب (Dedication)	ix
۵.	اظہار تشکر (A Word of Thanks)	x
۶.	ملخص مقالہ (Abstract)	xi
۷.	مقدمہ (Preface)	xii
۸.	**باب اول: ثقافت کا مفہوم اور اسلامی ثقافت کی خصوصیات**	۱
۹.	فصل اول: ثقافت کا مفہوم	۲
۱۰.	فصل دوم: اسلامی ثقافت کا تعارف اور اس کی خصوصیات	۸
۱۱.	فصل سوم: ہندو ثقافت کا تعارف	۱۸
۱۲.	فصل چہارم: انتقال ثقافت کے عمومی اسباب	۳۰
۱۳.	**باب دوم: ہندو ثقافت کے مسلم ثقافت پر اثرات کے مظاہر**	۳۷
۱۴.	فصل اول: ہندو ثقافت عقائد و عبادات کے تناظر میں	۳۸
۱۵.	فصل دوم: ہندو ثقافت خانگی زندگی کے تناظر میں	۴۹
۱۶.	فصل سوم: ہندو ثقافت اخلاقیات اور اجتماعیت	۵۵
۱۷.	فصل چہارم: ہندو ثقافت اور معاملات زندگی	۶۱
۱۸.	**باب سوم: ہندو ثقافت کے مسلم ثقافت پر اثرات کی وجوہات و اسباب**	۶۸
۱۹.	فصل اول: ہندو ثقافت کے دینی اسباب	۶۹
۲۰.	فصل دوم: ہندو ثقافت کے سیاسی اسباب	۷۶
۲۱.	فصل سوم: ہندو ثقافت کے معاشرتی اسباب	۸۲

۲۲.	**باب چہارم: پاکستانی مسلم ثقافت کے بچاؤ کی تدابیر**	۹۱
۲۳.	فصل اول: اسلامی ثقافتی لٹریچر کی نشر و اشاعت	۹۲
۲۴.	فصل دوم: مسلم ثقافت کی میڈیا کے ذریعے آگاہی	۹۵
۲۵.	فصل سوم: اسلامی ثقافتی اقدار کا غیر اسلامی ممالک میں فروغ	۱۰۱
۲۶.	فصل چہارم: اسلامی تعلیمات کی طرف رجوع اور اسلامی ثقافت کا نفاذ	۱۰۷
۲۷.	سروے نتائج	۱۱۷
۲۸.	نتائج البحث	۱۲۹
۲۹.	سفارشات	۱۳۰
۳۰.	فہرستِ آیات	۱۳۲
۳۱.	فہرستِ احادیث	۱۳۴
۳۲.	فہرستِ اعلام	۱۳۵
۳۳.	فہرستِ مصادر و مراجع	۱۳۶

انتساب

اپنے والدین اور محترم اساتذہ کے نام جن کی کاوشوں اور رہنمائی کی وجہ سے اپنے اس مقالہ کو پایہ تکمیل تک پہنچانے میں کامیاب ہو سکی ہوں۔

اظہار تشکر

اللہ رب العزت کا بے حد و بے حساب شکر ہے کہ اس ربِ کائنات نے مجھ جیسے حقیر انسان کو اس اہم موضوع پر قلم اٹھانے کی ہمت عطا کی، جس کے لئے میں اپنے مالک کا جس قدر شکر بجالاؤں کم ہے۔ میری کم علمی اور لاپرواہی کے باوجود اس مقالے کی تکمیل فقط رب العلمین کا مجھ ناچیز پر فضل عظیم ہے۔ کروڑوں درود و سلام ہوں اس ذات عالیہ پر کہ جن پر دورد نہ بھیجا جائے تو رب کی عبادت مکمل نہیں ہوتی اور جن کے الفاظ اور اعمال قیامت تک کیلئے باعثِ ہدایت وراہنمائی قرار پائے۔

میں سب سے پہلے اپنے نگران مقالہ محترم ڈاکٹر امجد حیات صاحب کی شکر گزار ہوں جن کی توجہ اور مسلسل رہنمائی کی وجہ سے یہ تحقیقی کام پایہ تکمیل تک پہنچا۔ اس کے ساتھ ساتھ میں نیشنل یونیورسٹی آف ماڈرن لینگویجز اسلام آباد کے ان تمام اساتذہ کرام بالخصوص صدرِ شعبہ علوم اسلامیہ جناب ڈاکٹر سید عبد الغفار بخاری کی بھی شکر گزار ہوں جن کی بے لوث رہنمائی نے مجھے حوصلہ بخشا اور میں یہ تحقیق کرنے کے قابل ہوئی۔ اس کے ساتھ ساتھ چوہدری عبد الستار کی بھی بے حد مشکور ہوں جنہوں نے اس تحقیقی کام کے دوران میری حوصلہ افزائی فرمائی۔

دورانِ تحقیق وہ تمام افراد و ادارے جنہوں نے مجھے اخلاقی اور فکری معاونت فراہم کیں میں ان سب کی شکر گزار ہوں خصوصاً اپنے اساتذہ، والدین، بھائی، بہنوں اور دوستوں کا تہہ دل سے شکریہ ادا کرتی ہوں۔ میرے والدین کی شفقت، دعائیں اور ان تمام افراد کی کوششیں شامل حال رہیں ان کے حوصلے نے میری روح کو ہمیشہ خوش رکھا اور تمام مشکلات برداشت کرنے کا حوصلہ دیا میں ان سب اور دیگر تمام دعا گو حضرات کی تہہ دل سے مشکور ہوں۔ اللہ پاک سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں ان سب کو بہترین اجر عطا فرمائے۔ امین

آمنہ بشیر رانا

مقدمہ

تعارف:

کسی بھی ملک میں بسنے والے لوگوں کے تمام رویئے ملکر مجموعی طور پر ملک کی ثقافت بنانے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں کیونکہ کسی بھی قوم کے لیے ثقافت خاص اہمیت کی حامل ہوتی ہے اور وہ ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔اس ثقافت کو دیکھ کرکسی قوم کی ترقی و تنزلی کا اندازہ کیا جاتا ہے بعض اوقات ایک قوم کا کسی دوسری قوم کی ثقافت یا تہذیب و تمدن اس حد تک اثر پڑتا ہے کہ وہ اپنی ثقافت سے دور ہو جاتی ہے۔پاکستانی ثقافت کی بات کی جائے تو یہ بات کہنا غلط نہ ہوگا کہ یہ ثقافت صدیوں پرانی ہے نئی نسل اس کو پرانا سمجھ کر دوسری ثقافت کی طرف راغب یا متوجہ ہونا شروع ہو جاتی ہے اسی طرح اسلامی تہذیب و تمدن وہی خاص اہمیت کی حامل ہے جیسا کہ دوسری قوموں کی ثقافت و تہذیب اہمیت رکھتی ہے۔ عصر حاضر میں بہت سی قومیں یا معاشرے ہیں جو دوسری ثقافت کی طرف راغب ہو رہی ہیں جیسا کہ اگر ہندو ثقافت کو دیکھا جائے تو کہیں نہ کہیں اس کا اثر ہمارے معاشرے میں نظر آتا ہے چاہے وہ زبان ہو و لباس ہو رسوم و رواج ہو ں یا کوئی زندگی کا پہلو ہواس میں ہندو ثقافت کا عکس چھلکتا نظر آتا ہے۔اس ثقافت کی رنگینیاں اس قدر ہیں کہ پاکستانی ثقافت بھی کسی نہ کسی حد تک اس رنگ میں رنگی ہوئی ہیں۔

میرے اس مقالہ "ہندو ثقافت کے پاکستانی مسلم ثقافت پر اثرات" میں بحث کی جائے گی کہ کس طرح سے ہندو ثقافت نے مسلم پاکستانی ثقافت پر اثر ڈالا ہے کس طرح لوگ اس کی طرف راغب ہوتے جارہے ہیں۔ عبادات، رسومات، اخلاقیات میں کس حد تک اس کا رنگ نظر آتا ہے۔عصر حاضر کے حالات کو مد نظر رکھا جائے تو ٹیلی ویژن پر نشر ہونے والے ہندو ثقافت پر مبنی ڈراموں نے نئی نسل کی زبان پر وہی الفاظ جاری کر دیئے ہیں جو ان کے روز مرہ کے الفاظ ہیں۔ان کے لباس، رہن سہن، بول چال کو ہر طرح سے ہندو ثقافت نے اپنے رنگ میں رنگا ہوا ہے۔شادی بیاہ کی رسومات میں بھی واضح اور نمایاں خصوصیات ملتی ہیں۔"عصر حاضر میں پاکستان میں سندھ کی وادی ہندو ثقافت کی عکاسی کرتی ہے "کیونکہ سندھ کی ساحلی پٹی پر انکا ظہور ہوا تھا۔سندھ کے لوگ ہندو ثقافت کے رنگ میں ڈھلے ہوئے ہیں۔

بیان مسئلہ:

کسی بھی ملک یا علاقہ میں رہنے والے لوگ، کسی بھی مذہب سے تعلق رکھتے ہوں وہ تہذیب و ثقافت میں ایک خاص کردار ادا کرتے ہیں۔ آج کے ترقی یافتہ دور میں انسان اس کوشش میں ہے کہ وہ خود کو نئی ثقافت کے رنگ میں رنگ سکے۔ عصر حاضر میں ہندو ثقافت کے رنگ کو خاص طور پر ہر ملک کی ثقافت میں نمایاں دیکھا جاسکتا ہے۔ ہندوؤں نے اپنی ثقافت کو اس قدر نمایاں کیا ہوا ہے کہ ہر کوئی اس کے رنگ میں رنگ جاتا ہے۔ چاہے وہ لباس میں ہو یا رہن سہن میں ہو۔ اس مقالہ میں عصر حاضر میں ہندو ثقافت کو دیکھا جائے گا وہ کس طرح سے اور کن پہلوؤں میں اثر انداز ہو رہی ہے اور پھر اس کا تجزیہ پیش کیا جائے گا۔

مجوزہ موضوع پر ما قبل تحقیق:

ثقافت کا موضوع ایک وسیع موضوع ہے اور اس پر دیگر موضوعات پر کام ہو چکا ہے جیسا کہ صرف رسومات کے پہلوؤں کو لیا گیا ہے۔ میرے مقالہ کا موضوع ثقافت سے متعلق ہے جس میں ثقافت کے دیگر اور پہلوؤں کو دیکھا جائے گا۔

۱۔ مسلم و ہندو رسومات کا تقابلی جائزہ، فرخ ناز، ایم اے، ۲۰۰۳ء، پنجاب یونیورسٹی

۲۔ پنجاب میں معاشرتی رسومات پر غیر اسلامی اثرات، ساجد گوہر، ایم اے، ۱۹۹۷ء، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی

تحقیق کی اہمیت:

کسی بھی معاشرے کے لیے ثقافت ایک خاص ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے۔ جو کسی بھی معاشرے میں بعض اوقات ترقی و تنزلی کی وجہ بنتی ہے۔ نئی نسل اس کی طرف راغب ہو رہی ہے۔ اس تحقیق کی وجہ یہ ہے کہ کن عوامل سے ہندوستان کی ثقافت مسلم معاشرے پر اثرات ڈال رہی ہے اور کس طرح سے پاکستان کی ثقافت کی انفرادیت کو باقی رکھا جاسکتا ہے۔ کہ دوسرے ملک کی ثقافت پاکستان کی مسلم ثقافت پر اثر نہ ڈال سکے۔ کیونکہ ہندو ثقافت کو Classical Culture کہا جاتا ہے۔

تحدید:

اس تحقیق میں ہندو ثقافت کے مسلم ثقافت پر اثرات کو زیر بحث لایا جائے گا۔ ہندو ثقافت کس طرح معاشرتی، سماجی زندگی کے مختلف جوانب پر اپنے اثر ڈال رہی ہے۔ دلائل کی روشنی میں ان کے حل کی تدابیر پیش کی جائیں گی۔ اور کس طرح کے پہلوؤں کو اپنا کر مسلم ثقافت کو قائم رکھا جاسکتا ہے۔

مقاصد تحقیق:

زیر بحث موضوع کے مقاصد درج ذیل ہیں۔

۱. ہندو و مسلم ثقافت کا مفہوم، اور تاریخی پس منظر واضح کرنا۔
۲. ہندو ثقافت کے پاکستانی مسلم ثقافت پر اثر انداز ہونے والے عوامل واسباب کو جاننا۔
۳. پاکستانی مسلم معاشرے پر ہندو ثقافت کے اثرات اور اس کے مظاہر کو واضح کرنا۔
۴. پاکستانی مسلم ثقافت کی انفرادیت کو برقرار رکھنے کے لیے ان کے حل کی تدابیر پیش کرنا۔

تحقیقی سوالات:

۱۔ ہندو ثقافت کا مفہوم کیا ہے؟ کیا ہندو ثقافت پاکستانی مسلم ثقافت پر اثر انداز ہوئی ہے؟ اور کیوں؟
۲۔ ہندو ثقافت کے پاکستانی مسلم ثقافت پر اثرات کے مظاہر اور عوامل کون کون سے ہیں؟
۳۔ پاکستانی مسلم ثقافت کی انفرادیت کو کیسے برقرار رکھا جاسکتا ہے اور اس کے لیئے کیا تدابیر ہوسکتی ہیں؟

نظری دائرہ کار:

ہندو ثقافت کے اثرات و نتائج کو بیان کیا جائے گا اور ان اثرات سے ہونے والے مسائل کا حل پیش کرکے اور تجزیہ کرکے پاکستان کی مسلم ثقافت کی انفرادیت کو برقرار رکھنے والے عوامل کا ذکر کیا جائے گا۔

پس منظری مطالعہ:

کسی قوم کے تمدن کا اندازہ اس ملک میں رہنے والے لوگوں کی عبادات، معاملات، اخلاقیات اور رسومات کے حوالے سے لگایا جاتا ہے اگر پاکستان کی ثقافت کی بات کی جائے تو اس میں خاص بات یہ ہے کہ اس میں مختلف تہذیبوں کا رنگ شامل ہے۔ معاشرے میں جس طرف بھی دیکھا جائے تو نوجوان نسل ہندو ثقافت کے گن گاتی ملے گی۔ اور پھر یہ ثقافت نوجوانوں کو ان کی اپنی اقدار سے باغی کروادیتی ہے۔ ہندوؤں کی ثقافت کا اس قدر اثر پایا جاتا ہے کہ لوگ اپنی اقدار کو بھول چکے ہیں۔ عصر حاضر میں اس کی چکا چوند دیکھ کر آنکھیں موند لی جاتی ہیں۔ اس لیے نئی نسل ایک مسلم معاشرہ اپنی ثقافت سے دور ہوتا جارہا ہے۔ اسلامی لٹریچر سے آگاہی نہ ہونا بھی اس کی وجہ ہے۔ اس تحقیق میں اس بات کا خاص خیال رکھا جائے گا کہ کس طرح سے اپنی ثقافت کو یاد رکھا جائے اور اس کے اثرات کی نشاندہی کی جائے۔

تحقیقی طریقہ کار:۔

مقالہ تحقیق کے لیے درج ذیل اسلوب اور لائحہ عمل اختیار کیا جائے گا۔

۱. بیانیہ طریقہ کار استعمال کیا جائے گا اور ساتھ ساتھ تجزیاتی طریقہ کار بھی پیش کیا جائے گا۔
۲. ثقافت سے متعلق بنیادی کتب سے بغیر کسی تفریق کے استفادہ کیا جائے گا۔
۳. ہندو ثقافت کے لٹریچر کے ساتھ ساتھ پاکستان کے اسلامی لٹریچر کو بھی مد نظر رکھا جائے گا۔
۴. ویب سائٹس سے استفادہ کیا جائے گا۔
۵. ثقافت سے متعلق آرٹیکل سے استفادہ کیا جائے گا۔
۶. سروے انٹرویوز اور سوالناموں سے مدد لی جائے گی۔
۷. مشاہدہ کرکے نتائج اخذ کیے جائیں گے۔

ابواب بندی

باب اول: ثقافت کا مفہوم اور اسلامی ثقافت کی خصوصیات

فصل اول: ثقافت کا مفہوم

فصل دوم: اسلامی ثقافت کا تعارف اور اس کی خصوصیات

فصل سوم: ہندو ثقافت کا تعارف

فصل چہارم: انتقالِ ثقافت کے عمومی اسباب

باب دوم: ہندو ثقافت کے مسلم ثقافت پر اثرات کے مظاہر

فصل اول: ہندو ثقافت عقائد و عبادات کے تناظر میں

فصل دوم: ہندو ثقافت خانگی زندگی کے تناظر میں

فصل سوم: ہندو ثقافت اخلاقیات اور اجتماعیت

فصل چہارم: ہندو ثقافت اور معاملات زندگی

باب سوم: ہندو ثقافت کے مسلم ثقافت پر اثرات کی وجوہات و اسباب

فصل اول: ہندو ثقافت کے دینی اسباب

فصل دوم: ہندو ثقافت کے سیاسی اسباب

فصل سوم: ہندو ثقافت کے معاشرتی اسباب

باب چہارم: پاکستانی مسلم ثقافت کے بچاؤ کی تدابیر
فصل اول: اسلامی ثقافتی لٹریچر کی نشر و اشاعت
فصل دوم: مسلم ثقافت کی میڈیا کے ذریعے آگاہی
فصل سوم: اسلامی ثقافتی اقدار کا غیر اسلامی ممالک میں فروغ
فصل چہارم: اسلامی تعلیمات کی طرف رجوع اور اسلامی ثقافت کا نفاذ

Abstract

My topic is as under:

Impacts of Hindu Culture on Pakistani Muslim Culture.

My research is about "Impacts of Hindu culture on Pakistani Muslim Culture". The attitude of people living in any country rather collectively play vital role in shaping its culture of that country. Culture is particularly significant for any country. It is the back bone as it glimpses the success and degradation it effects the culture. New generation becomes ignorant of it and degrades it as an old culture. Islamic culture has its own worth. Moreover, through culture one can remember past and imagine about future. In this research I will discuss the effects of Indian culture on Muslim society. How people are inclining towards it. How much it reflected in the whole scenario of life. How societies leave their culture for the sake of other culture. Because of this it leads towards the darkness.

In my research there are many problems which I discussed for example festival celebration, Islamic rituals etc. Islamic culture is very unique culture but most of the people should follow the Indian culture in current senario people blindly follow the others country religion because of this we finished our culture diversity. It Leeds new generation toward the ruin condition. In this research describe the tradition of Islamic culture what are the steps that we must have fellow being a Muslim society. Its our moral duty to believe our basic faiths and don'ts follow the unislamic culture, and don't forget our identity.

Islamic culture represents the most beautiful aspect of life. After accepting Islamic culture then we must have say we are Muslim and we have our identity.

باب اول

ثقافت کا مفہوم اور اسلامی ثقافت کی خصوصیات

فصل اول: ثقافت کا مفہوم

فصلِ دوم: اسلامی ثقافت کا تعارف اور اس کی خصوصیات

فصل سوم: ہندو ثقافت کا تعارف

فصل چہارم: انتقال ثقافت کے عمومی اسباب

فصل اول

ثقافت کا مفہوم

ثقافت کے لغوی معنی:

عربی لغت میں اس کے معنی کچھ اس طرح سے ہیں (ثقافی) اسم ثقافتی یا کلچرل اس کا قریب کے معنی ثقفا (خشک ہو جانا)۔ ثقافت عربی میں لفظ ثقف سے بنا ہے اور اس کا مطلب مہارت کے بھی ہیں۔ [۱]

قاموس الوحید میں اس کو یوں بیان کیا ہے:

"ثقافت علم وہنر، کلچر، تعلیم وتربیت اور شائستگی کو کہا جاتا ہے"۔ [۲]

مفتاح اللغات میں اس کی وضاحت یوں ہے، ثقف، سیدھا کرنا، مہذب بنانا۔ [۳]

بعض مقالات میں ثقافت کا مفہوم کچھ اس طرح سے بیان کیا ہے!

"ثقافت کا مادہ ثقف ہے جس کا مطلب ہے بنانا یا سنوار دینا"۔ [۴]

اسی طرح مہذب اللغات میں ثقافت کو لغوی طور یوں بیان کیا گیا ہے۔

"ثقافت کے معنی پاکیزگی اور نہایت ہی شائستگی کے ہیں"۔ [۵]

بعض علما کے نزدیک ان تعریفات میں سے جو رائج تعریف ہے وہ یہ ہے کہ ثقافت کا مادہ ثقافۃ سے نکلا ہے جس کے معنی بنانے کے ہوتے ہیں جیسے کسی چیز کو بنا کر اس کا اطلاق کیا جاتا ہے۔

---

(۱) لسان العرب، ابن منظور، دار الکتب، بیروت، لبنان ۱۹۸۸ء، ۲/ ۱۹۸

(۲) قاموس الوحید، وحید الزماں قاسمی، ادارہ اسلامیات، لاہور، ۱/ ۸۹

(۳) مفتاح اللغات، مولانا عبد الحفیظ بلیلاوی، قدیمی کتب خانہ، ۱۹۹۹ء کراچی، مزید تفصیلات کے لیے دیکھیے: اردو لغت، اردو لغت بورڈ، رابعہ بک ہاؤس، ۱۹۲۸ء

(۴) مہذب اللغات، حضرت مہذب لکھنوی، مکتبہ قدوسیہ، لاہور، ۱۹۹۸ء ص: ۱۸۸

(۵) القاموس المحیط، مولانا وحید الزمان قاسمی کیرانوی، ادارہ اسلامیت، پشاور، ۱۹۹۷ء ص: ۲۱۸

ثقافت کا اصطلاحی معنی:

"ثقافت کی تعریف ارتقاء فطری پر دلالت کرتی ہے جبکہ اسلام کا تمدن معاشرے کی ترقی کے درجہ کو واضح کرتی ہے۔ ثقافت ذہن کی حالت کو بیان کرتا ہے۔ تمدن یا اس کے مساوی اصول کی نمائندگی کرتی ہے۔[۱]

آکسفورڈ ڈکشنری میں کلچر کے لغوی معنی ہیں۔

مٹی کو کاشت کرنے کا عمل

" The action or practive of cultivating the soil"[2]

ایک اور انگریزی ڈکشنری میں کلچر کے معنی یہ بتائے گئے ہیں۔

جسموں اور دماغ کو ترتیب دینے والے عوامل سے لوگوں سے لوگوں کی فکری ترقی کرنا۔

" Intellectual development of a people training of the bodies or mind".[3]

E.B Taylor اپنی بک Primitive Culture میں لکھتا ہے:

"کلچر علم اور فن، عقائد ورسوم، اخلاقیات، عادات واطوار، وہ اسلوب حیات ہے جس کا اکتساب انسانی معاشرے میں فرد ہونے کی حیثیت سے کرتا ہے"۔[۴]

فیروز اللغات میں ثقافت کی تعریف اس طرح ہے:

"ثقافت کے معنی عقلمند ہونا، اور نیک ہونا کے ہیں۔[۵]

ثقافت کی اصطلاحی معنی اس طرح سے بھی ہیں:

---

(۱) اسلام کا معاشرتی نظام، خالد علوی، دارالاشاعت اردو بازار، کراچی، ۱۹۸۵ء، ص ۳۴۸

(2)The English Oxford dictionary volume IV, P:121

(3)Practival Dictionary Page No 170

(4)Eduard B. Taylor, primitive culture, vol 1, page no 1

(۵) فیروز اللغات، فیروز الدین، فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ، کراچی، ص ۱۲۰، دیکھیے نحو ثقافت اسلامیہ، عمر سلیمان الاشعر، ص ۳۵

"ایک گروہ کا اکھٹے ہو کر کسی لفظ کے معنی، موضوع اور اہمیت کو اپنالینا"۔ (۱)

ثقافت کی اصطلاحی تعریف ڈاکٹر برہان احمد نے کچھ اس طرح کی ہے۔

" ثقافت ایک طرز عمل ہے اکتسابی طرز میں تمام خیالات و اقدار ہیں جن کو ایک منظم خاندان یا معاشرے میں ہر رکن کے ہونے کی حیثیت سے خاص اہمیت میں رکھتے ہیں"۔ (۲)

ثقافت کسی بھی ملک کے لیے ایک خاص درجہ کی حامل ہوتی ہے جس کے نہ ہونے کی وجہ سے کسی ملک کا کلچر یا تہذیب کسی بھی دوسرے ملک کو معلوم نہیں ہو سکتی اس کی مزید تعریف اسلامی فکر و ثقافت میں بیان کی گئی ہے۔

"ثقافت ایک جامع اصطلاح ہے جس میں طرز معاشرت یا طریقہ زندگی کے تمام اصول و نمونے آتے ہیں انسان کس طرح رہتے ہیں، ملتے جلتے، کھاتے پیتے، سیکھتے پڑھتے پڑھاتے ہیں"۔ (۳)

زندگی کے اصولوں میں ثقافت کے خوبصورت اور نفیس معنی لیے جاتے ہیں جیسے کہ موسیقی، ادب، فن مصوری وغیرہ۔

یہ زندگی کا وہ پہلو ہوتا ہے جو انسانوں کی صلاحیت کے مطابق معرض وجود میں آتا ہے چنانچہ اس میں اشیاء چاہیے وہ مادی ہوں یا غیر مادی اس ثقافت میں شامل ہوتی ہیں جو انسانوں نے وقت کے ساتھ ساتھ ہی بنانا شروع کر دی تھیں۔ اگرچہ اس کی مزید تعریف دیکھی جائے تو یوں کہا جاتا ہے کہ ہر انسان کی خوبی ہے کہ وہ ثقافت کی تخلیق کرتا ہے اور اس کو دوسرے لوگوں میں منتقل کرتا ہے۔

ماہرین عمرانیات (Sociology) میں (Tyler) کی تعریف صدیوں تک ایک خاص مقام حاصل کرنے میں کامیاب رہی ہے۔

"ثقافت ایک ایسا مرکب ہے جس میں عقیدہ، اخلاق، قانون، رسوم و رواجات اور وہ تمام صلاحتیں اور عادتیں شامل ہیں جنہیں انسانی معاشرے کے رکن کی ایک خاص اہمیت کی حیثیت سے قبول کیا جاتا ہے۔" (۴)

---

(۱) فرہنگ آصفیہ، سید احمد دہلوی، اردو سائنس بورڈ لاہور، ۳/۶۱۷

(۲) کشاف تنقیدی اصطلاحات، ابو الاعجاز حفیظ صدیقی، مکتبہ دانیال، اردو پلشرز، کراچی، ۱۹۷۸ء ص:۵۴

(۳) اسلامی فکر و ثقافت، عطش دورانی، ادارہ ثقافت سیالکوٹ، ۱۹۹۴ء، ص:۲۱

(۴) ابتدائی معاشریات، عبدالحمید، ڈاکٹر، سٹینڈرڈ بک ہاؤس، لاہور، ۱۹۹۴ء، ص:۲۱۹-۲۴۰

اس کی تعریف میں وہ تمام پہلو نظر آتے ہیں جو ایک معاشرے میں لوگ عام طور پر اپناتے ہیں اور اس کو قبول کرتے ہیں اس کی وجہ سے ثقافت کا ظہور ہوتا ہے یہ تعریف ثقافت کی مادہ اور غیر مادہ تمام پہلوؤں کی عکاسی کرتی ہے۔ (Suber) سوبر اس کی تعریف یوں کرتا ہے:

"تمدن آموختہ کردار اور اس نتائج سے پیدا شدہ ایک ایسا نقش ہے جو ہر وقت تبدیل ہوتا رہتا ہے جو معاشرے کے مختلف افراد کے درمیان رواج پاتا ہے اس میں ہر قسم کا انسانی رویہ اقدار علوم اور انسانی اشیاء شامل ہیں"۔ [۱]

اسی طرح ہیری شیپرو (Hary Shaprio) نے ثقافت کی تعریف یوں کی ہے:

"کلچر ایک اکتسابی عمل ہے جو انسان اپنے ماحول سے حصول ضروریات و آرام قلب کے لیے اختیار کرتا ہے"۔ [۲]

اسلامی ثقافت کے تمام سرچشمے اسلامی تعلیمات سے پھوٹتے ہیں۔ اسلامی ثقافت کی جان وہ قومی رواج ہیں جو زمانہ ازل سے صحابہ، تابعین، تبع تابعین کی یادگار سے وابستہ ہیں۔ اسلام چونکہ ایک عالمگیر ثقافت ہے اور پورا عالم اس کے اندر محدود ہوتا ہے مسلم ثقافت ۱۴۰۰ سال ایک منہج پر چلی آرہی ہے انسانی ہمدردی اور خدمت خلق سے اچھے اوصاف کو جانا جاتا ہے یہی اسلامی ثقافت کے بنیادی مظاہر ہیں۔

امام ابن الحاج لکھتے ہیں:

"سب سے پہلے جنھوں نے ناچنے اور جھومنے کو ایجاد کیا وہ سامری اور اس کے یہودی ساتھی تھے۔ جب سامری نے ان کے لیے ایک بچھڑا تیار کیا جس سے ایک خاص آواز آتی تھی اور یہودی اس کے گرد ناچتے تھے بس یہ ناچنا جھومنا کفار اور ان یہودیوں کی رسم ہے جو بچھڑے کو پوجتے تھے"۔ [۳]

ان ماہرین کی تعریفات کو مد نظر رکھ کے یہ نتیجہ اخذ کیا جاسکتا ہے کہ ثقافت ایک ایسا عمل ہے جس کو سکون اور عیش و عشرت کے لیے مرتب کیا جاتا ہے یا زندگی گزارنے کے لیے جو اصول مرتب کیے جاتے ہیں جس کی وجہ سے لوگوں میں آگاہی پیدا ہو۔

---

(۱) معاشریات، مکتبہ رحمانیہ، مغربی پاکستان اردو اکیڈمی لاہور، ۱۹۹۱ء، ص۲۱۹ تا ۲۴۰

(۲) ایضاً

(۳) مدخل الشرع، امام ابن الحاج، مقتدرہ اسلامی، اسلام آباد، ۲۰۰۰ء، ص ۱۰۰، دیکھیے اساس البلاغۃ، ابو القاسم الزمخشری، ترجمہ محمد باسل عیون، دار الکتب العلمیۃ، ۱۹۸ء، ۱/ ۴۹۲

حاصل کلام:

ان تمام تعریفات کو دیکھتے ہوئے ثقافت کی رائج تعریف یہ کی گئی ہے کہ ثقافت ہی وہ واحد چیز ہے جو ایک علاقہ سے دوسرے علاقے تک منتقل ہوتی ہے انسانی معاشرے کا فرد ہونے کی حیثیت سے ثقافت کو ہر کوئی اپناتا ہے اسلامی ثقافت وہ ثقافت ہے جو انسان کو معاشرے میں رہنا بتاتی ہے اخلاق رزائل سے بچاتی ہے برائی سے بچاتی ہے۔ اسلامی ثقافت کا منبہ صرف قرآن وحدیث ہے۔

فصل دوم

اسلامی ثقافت کا تعارف اور اس کی خصوصیات

اسلام کے لغوی معنیٰ:

المعجم الوسیط میں لغوی مفہوم اس طرح بیان کیا ہے:

لفظ "اسلام" مادہ سلم (س۔ل۔م) سے باب افعال سے ہے۔ جس کے معنی صلح، سلامتی، اطاعت، حوالگی، ظاہری اور باطنی خامیوں اور غلطیوں سے پاک ہونا اور پاک رہنا کے ہیں۔ (۱)

اسلام کے معنی اطاعت و پیروکاری و فرمانبرداری کے ہیں۔

اسلام عربی کے لفظ سلم سے مشتق ہے۔

ا۔اسلام کی لغوی تعریف امن و صلح اور جسم، عقل کی درستگی ہے۔اسلام کے مفہوم میں خود سلامتی پالینا بھی شامل ہے"۔ (۲)

قرآن میں اس کی تعریف اس طرح ہے۔

﴿ يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ ﴾ (۳)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے ایسے لوگوں کو جو رضائے الہی چاہتے ہوں سلامتی کی راہ دیکھاتا ہے۔

صاحب تفسیر نے بیان کیا ہے کہ اللہ نے نبی کریم ﷺ پر اپنی کتاب نازل فرمائی ہے جس میں مسلمانوں کو ظلمت سے نکال کر روشنی کی طرح لیکر آئی۔ حضور ﷺ کو دین دے کر سب کی طرح بھیجا۔ (۴)

اسلام کا دوسرا مفہوم اس طرح سے ہے ماننا، تسلیم کرنا، جھکنا، خود سپردگی کرنا اور فرمابرداری اختیار کرنا۔اس معنی میں اسلام قرآن وحدیث میں کثرت سے استعمال ہوتا ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے۔

﴿ إِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ أَسْلِمْ ۖ قَالَ أَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴾ (۵)

ترجمہ: جب ان سے ان کے پرودگار نے فرمایا کہ اطاعت اختیار کرو انہوں نے عرض کیا جہانوں کے رب کی اطاعت اختیار کی۔

لسان العرب میں اسلام کے لغوی معنی جو بیان کیے گئے ہیں وہ یوں ہیں۔

---

(۱) المعجم الوسیط، احمد حسن الزیات مترجم سرور محمد اویس، الوسیط اکیڈمی، لاہور، ۱۹۷۲ء، ص ۳۱۷۷

(۲) اردو جامع انسائیکلوپیڈیا، چیرمین جسٹس اے رحمٰن، شیخ غلام علی سنز، ۱۹۸۷ء، ص ۱۱۵

(۳) سورۃ المائدہ: ۵ / ۱۶

(۴) تفسیر ابن کثیر، حافظ عماد الدین ابوالفداء، ترجمہ محمد جوناگڑھی، مکتبہ قدوسیہ، اردو بازار، ص ۲۴

(۵) سورۃ البقرۃ: ۲ / ۱۳۱

"ہر قسم کے الزامات سے بری ہونا، عاقبت کی زندگی گزارنا، باہم عافیت، صلہ رحمی اور اخلاق سے ایک دوسرے سے ملنا اور حضور خداوندی میں عجز وانکساری کے ساتھ جھک جانا"[1]

لسان العرب میں اس کی رائج تعریف کی گئی ہے

بلند و بالا درخت کو عربی میں "سلامہ" کہا جاتا ہے اور سیڑھی مُسلّم کہلاتی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ درخت اس کے ساتھ سیڑھی اپنی اونچائی کی وجہ سے لوگوں کی دسترس سے باہر ہوتے ہیں۔[2]

"اصلاحی طور پر اگر اسلام کے معنی دیکھے جائیں تو اصطلاح میں اسلام سے مراد مذہب یا دین ہے جو خداوند تعالیٰ کے لیے ظاہر اور باطن امور پر مطیع ہونے کا حکم دیتا ہے اور اطاعت کرنے والا شخص مسلم کہلاتا ہے۔

ضیاء القرآن میں بیان ہے کہ اسلام کے وسیع ترین مفہوم کو بڑے آسان الفاظ میں یوں بیان کیا ہے کہ سمجھنے والے اس کا مفہوم آسان اور عام فہم الفاظ میں سمجھ جاتے ہیں۔

"ماضی اور عصر حاضر میں نبی پر اللہ تعالیٰ نے جو کچھ بھی نازل فرمایا اس کی اطاعت اور فرمانبر داری کو اسلام کہا جاتا ہے یہاں تک کہ حضرت محمد ﷺ کی تشریف آوری سے جب اعلان نبوت کا کام ختم ہوا تو اسلام عام ہو گیا۔ اتباع محمدی کا اس ذات کو چھوڑ کر کوئی شخص اگر دوسرا راستہ اختیار کرے گا تو وہ صرف اور صرف گمراہی کا راستہ ہو گا۔"[3]

تجزیہ:

اسلام سے مراد ایسا دین ہے جسکو دے کر باری تعالیٰ نے حضرت محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا اس کے بعد اسی دین کو پسند کر لیا۔ قرآن میں ارشاد ربانی ہوتا ہے۔

﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِي وَرَضِيتُ لَكُمُ الْإِسْلَامَ دِينًا﴾[4]

ترجمہ: "آج میں نے تمھارے دین کو مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کر دی اور تمھارے لیے اسلام کو دین کی حیثیت سے قبول کر لیا۔"

---

(۱) لسان العرب، دار الکتب بیروت، لبنان، ۱۹۸۸ء

(۲) عقائد و نظریات، ڈاکٹر عبد الحکیم، اوار ہاشمی ملیر بک ڈپو، ۱۹۶۳ ص: ۴۰

(۳) ضیاء القرآن، ضیاء القرآن پبلی کیشنز، پیر محمد کرم شاہ الازہری، لاہور ۱۸۷۰ء، ص: ۱۷۳

(۴) المائدہ: ۵/ ۳

ضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

"کہ اس دن اسلام کو اللہ نے تمہارے لیے کامل و مکمل کر دیا اور اپنے نبی اور مومنوں کو اس کا کامل ہونا خود اپنی کتاب میں فرما چکا ہے۔اب سے رہتی دنیا تک کسی کا محتاج نہیں اس کا ذمہ اللہ کے سپرد ہے"۔(۱)

شریعت کی رو سے اسلام کا اطلاق دین کی اطاعت اور فرمانبرداری پر منحصر ہے اور جو آنحضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم لے کر آئے ان احکامات کو ماننے کا نام ہے۔ اسلامی ثقافت یا اسلام کا مفہوم ان الفاظ میں بھی کیا جاسکتا ہے۔

"کلمہ کا زبان سے اقرار کرنے اور اس پر یقین و ایمان رکھنے کا نام اسلام ہے جن کاموں سے اللہ اور اس کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے منع رہنے کا حکم دیا ہے ان سے رُکے رہنا بھی اسلام ہے"(۲)

اسلامی ثقافت کی خصوصیات:

اسلام وہ مذہب ہے جس کی خصوصیات اس کو نمایاں کرتی ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں پایا جاتا۔ کسی بھی ملک کی ثقافت ایک خاص اہمیت کی حامل ہوتی ہے۔ اسلامی ثقافت کی خصوصیات مندرج ذیل ہیں۔ جو اس کو دنیا کی دیگر تہذیبوں پر فوقیت دلاتی ہیں۔

اسلام دین فطرت ہے جو اسلامی تہذیب کی جھلک دیکھاتا ہے ہجرت کرنے کے بعد ایک عالمگیر تہذیب نے جنم لیا جس کو اسلامی تہذیب کہا جاتا ہے جو کہ قانون الہیٰ کے احکامات پر عمل پیرا ہونے کا نام ہے۔

بعض مفکرین نے تعریف ایسے بیان کی ہے۔

"ہم اس چیز کو اسلامی تہذیب کہتے ہیں وہ اس ذہنیت اس طرز عمل اور اس اصول حیات پر مشتمل ہے جو قرآن و سنت اور سیرت سے ماخوذ ہے"۔(۳)

اسلامی تہذیب ایسی تہذیب ہے جو کہ صرف اسلامی تعلیمات کی عکاسی کرتی ہے۔

ڈاکٹر علی فنادی کہتے ہیں کہ:

---

(۱) تفسیر ابن کثیر، ۴/۴۶۶

(۲) اسلام کیا ہے ؟، منظور احمد نعمانی، تاج کمپنی لمیٹڈ، لاہور، ۱۹۸۰ء، ص: ۱۰

(۳) اسلامی تہذیب، میاں محمد اشرف، فیروز سنز لاہور، ۱۹۹۳ء، ص: ۱۱، دیکھیے مزید تفصیل: مذاہب عالم کا جامع انسائیکلوپیڈیا، ترجمہ مولانا ابو طاہر صدیقی، مکتبہ قدوسیہ، ۱۸۷۲ء، ص ۱۱

زندگی اور کائنات کے اسلامی تصور کو قبول کر کے ایک انسانی جماعت جو سرگرمیاں سرانجام دیتی ہے اور زمین پر اللہ کی خلافت وجود میں آتی ہے جو وہ خلافت اسلامی تہذیب ہے"۔[۱]

اسلامی تہذیب ایسی تہذیب ہے جو لوگوں کی زندگیوں کو بدل کر رکھ دیتی ہے ان کی زندگیوں کو نئی راہ کی طرح کامیابی کی طرف لیکر آتی ہے ہر تہذیب اسلامی تہذیب ہو سکتی ہے اگر وہ نیکی اور بدی میں فرق کر سکے اور اسلامی معیار کو قبول کر سکے۔

میلی نوسکی (Mali Nowski) تہذیب و ثقافت کی تعریف ان الفاظ میں کرتا ہے۔

"ہر وہ شے جو افراد کے احساسات و جذبات سے وجود پذیر ہو کلچر کہلاتی ہے"۔[۲]

ثقافت کی اصطلاح کا مطالعہ کروبر اور کلا کلہاں (Krober & Kluchhohn) کچھ اس طرح سے ہے کہ ثقافت کے لفظ کا مختلف زبانوں میں جائزہ لیا اور ان کو اس طرح بیان کیا:

"ثقافت ایسے صریحی اور مضمر نمونوں پر مشتمل ہوتا ہے جو کہ طرز عمل کے اکتساب اور اس کی ترسیل کے نمونے اور انسانی گروہوں کے کارہائے نمایاں کی تشکیل کرتے ہیں۔ ان میں وہ فن پارے شامل ہوتے ہیں جو ثقافت کار اپنی جوہر خیالات اور ان سے وابستہ افراد پر مشتمل ہے دوسری طرف معاشرتی افعال کی پیداوار ہوتے ہیں"۔

ا. واضح نصب العین:

اسلامی تہذیب کی خاصیت یہ ہے کہ یہ زندگی کا نصب العین واضح بیان کرتی ہے اور انسان کو گمراہی سے روک لیتی ہے۔ مولانا مودودیؒ اپنی کتاب میں اس متعلق لکھتے ہیں۔

اللہ نے انسان کو زمین پر اپنا نائب بنا کر بھیجا۔ اس نائب کا اس کے سوا کیا نصب العین ہونا چاہیے کہ وہ جس کا نائب ہے اس کی رضا حاصل کرے۔[۳]

(۱) تحقیقات اسلامی، شمارہ ۳، جناب محمد سعود علم قاسمی، اردو اکادمی، لاہور۔ ۱۹۷۸ء، ص: ۱۰۳

(۲) ابتدائی معاشریات، عبد الحمید، ڈاکٹر، سٹینڈرڈ بک ہاؤس، لاہور ۱۹۹۴ء، ص ۲۱۹ تا ۲۴۰

(۳) اسلامی تہذیب کے اصول اور اس کے مبادی، مولانا مودودی، اسلامی پبلشرز لمیٹڈ، کراچی، ۱۹۶۲ء ص: ۶۴

۲. انسانی عظمت:

عظمتِ انسانی اسلامی تہذیب کی جان اور روح ہے۔ انسان کی یہ عظمت ذاتی بھی ہے اور اضافی بھی ہوتی ہے۔ انسان کی شخصیت اس کو کسی بھی جگہ نمایاں اور خاص بناتی ہے۔ قرآن میں بیان ہے۔

﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ﴾ [۱]

ترجمہ: "ہم نے انسان کو خوب صورت سانچے میں ڈھالا۔"

مذکورہ بیان کردہ آیت میں بنی آدم کی عظمت کی وضاحت کی ہے کہ انسان کی کیا عظمت ہے انسان کو اشرف المخلوقات کہا ہے اس آیت میں فرمایا ہے کہ:

"انسان کو اچھی شکل وصورت میں صحیح قد والا خوبصورت اور سہانے چہرے والا بنا کر بھیجا ہے اگر وہ اللہ کی عبادت نہیں کرتا تو اس کو ایمان والوں سے الگ کر دیا جائے گا"۔

امام ابن جریر تفسیر طبری میں فرماتے ہیں:

"جس نے قرآن جمع کیا وہ رذیل عمر کو نہ پہنچے گا تو فرمایا اگر یہی بڑھاپا ہوتا تو مومنوں کا استثناء کیوں ہوتا۔ بڑھاپا تو بعض مومنوں پر آتا ہے" [۲]

انسان اس کائنات کا نائب بنا کر پیدا کیا ہے۔ کیوں کہ انسان نائب الٰہی ہے۔ اس لیے اس کو اشرف المخلوقات کا درجہ دیا گیا ہے۔ قرآن میں اس کی عظمت کو یوں بتایا گیا ہے۔

﴿وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً﴾ [۳]

ترجمہ: "اور جس وقت فرمایا آپ کے رب نے فرشتوں سے کہ ضرور بناؤں گا زمین میں نائب۔"

اس آیت کے حوالے سے فرمایا گیا ہے کہ اللہ کے اس احسان کو دیکھ کہ اللہ نے آدم کو بنایا اور پہلے ہی فرشتوں سے اس کا ذکر کر دیا تھا مگر ابن جریر اس کی تردید (خلیفۃ) کرتے ہیں: یعنی تمہیں زمین میں نائب بنا کر بھیجا اور ان کے بعد ان کے خلیفہ بڑے لوگ ہوئے" [۴]

---

(۱) سورۃ التین: ۹۵/ ۴

(۲) تفسیر طبری، ابو جعفر محمد بن جریر، مکتبہ اسلامیہ، ۱/ ۸۳۷

(۳) سورۃ البقرہ: ۲/ ۳۰

(۴) تفسیر طبری، ۱/ ۷۶۵

۳. احترامِ انسانیت:

یہ اسلامی تہذیب کی نمایاں خصوصیت ہے جس کی بدولت معاشرے کے تمام افراد مساویانہ سلوک کے مستحق ہوتے ہیں۔ ہر کسی سے ایک جیسا سلوک کیا جاتا ہے۔ ادنیٰ اور اعلیٰ میں کوئی فرق بھی روا نہیں رکھا جاتا اور سب کے حقوق کی ضمانت دی جاتی ہے۔ (۱)

۴. ہمہ گیر تہذیب:

اسلامی تہذیب ایک ہمہ گیر تہذیب ہے زندگی کے ہر شعبے سے متعلقہ رہنمائی اس میں بتائی گئی ہے۔ ہر قسم کے مسئلوں کا حل اس تہذیب میں موجود ہے۔ ہر فرد کو اپنی ذات سے متعلق آگاہی اس تہذیبی میں حاصل ہے۔ کسی کے حقوق کو تلف کر کے عذاب کا مستحق بن سکتے ہیں۔ اس لیے اس ثقافتِ اسلامی نے معیشت، معاشرت میں اعتدال و توازن بر قرار رکھنے کا حکم دیا ہے۔

۵. عالمگیر تہذیب:

اسلامی تہذیب کسی خاص ملک و قوم یا کسی کی جاگیر نہیں ہے۔ اس کی حدود کائنات اور نسلوں پر محیط ہے۔ ہر شخص کو ایک خاص مقام اور درجہ حاسل ہے۔ جو وحدت خدوندی کا اقرار کرتا ہے چاہیے وہ کوئی بھی زبان بولتا ہو، کسی بھی ملک میں رہتا ہو، خواہ اس کا بودوباش اور زندگی گزارنے کے اصول اسلامی رنگ میں کیوں نہ رنگ جائے۔ (۲)

۶. سادگی / میانہ روی :

اسلامی تہذیب سادگی اور درمیانہ راستہ اختیار کرنے کا حکم دیتی ہے۔ اسلامی تعلیم یہی ہے کہ ہم رہن سہن اور غم و شادی کی رسومات میں سادگی کو اختیار کریں اور اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے اصولوں پر قائم رہیں۔ نمود و نمائش اور محض عزت حاصل کرنے کے لیے اپنی چادر سے زیادہ پاؤں باہر نہ نکالیں۔ (۳)

---

(۱) اسلامی تہذیب و ثقافت، عطش درانی، ادارہ ثقافت اسلامیہ، سیالکوٹ، ۱۸۹۴ء، ص:۳۸

(۲) اسلامی تہذیب کیا ہے؟ غلام دستگیر رشید، تخلیقات پبلشرز، علی پلازہ، لاہور، ۱۲۸۶، ص:۱۶۶، مزید دیکھیے سید قطب، خصائص الثقافۃ الاسلامیۃ، ص ۷۵

(۳) اسلامی تہذیب و ثقافت، عطش درانی، ۱۸۹۴ء، سیالکوٹ، ص:۴۹

۷. احترامِ عالم:

اسلامی تہذیب کی ایک اور اہم خصوصیت احترام امن عالم ہے اس کی وجہ سے معاشرے میں فساد نہ پھیلنے اور دوسرے ممالک کے ساتھ تعلقات استوار رہیں اور اس کے احترام کی بڑی وجہ سے بدی کو مغلوب بھی کیا جاسکتا ہے۔

"نیکی کو عام کیا جائے اور بدی کو ختم کیا جائے اور اگر ایسی کوشش کی جائے تو یہ جہاد کا درجہ رکھتی ہے جس سے امن عالم کو تقویت نصیب ہو گی اور دنیا جنگ کے ہیبت ناک انگاروں سے محفوظ رہے گی۔"(۱)

۸. علم و حکمت:

اسلامی تہذیب وہ تہذیب ہے جس سے ایک متمدن زندگی کی تکمیل ہوتی ہے اور یہ وہ چیز ہے جس کا شمار ترقی کے لیے کیا جاتا ہے اور اس کی بدولت اسلام کی اشاعت میں مدد مل سکتی ہے۔ یہ وہ دولت ہے جس سے گزشتہ مذہبی برادریوں نے اپنے پیروکاروں کی اکثریت کو محروم رکھا تھا۔ مگر اللہ تبارک وتعالیٰ کی ذات نے علم حاصل کرنے کو عورت اور مرد پر لازمی ٹھرایا۔(۲)

۹. پاکیزگی:

پاکیزگی جس کو عربی میں طہارت کہتے ہیں۔ اس کی اہمیت یوں معلوم ہوتی ہے کہ حضور ﷺ پر وحی کے نزول کے بعد سورۃ مدثر نازل کی گئی جس کی ابتدائی آیات میں صفائی اور پاکیزگی کے بارے میں بیان ہے اور اسلام میں اس کو خاص درجہ حاصل ہے۔ مسلمان صفائی اور طہارت کے اعلیٰ نمونے تھے اور دوسرے شہروں میں عوامی سہولت کے لیے غسل خانے تک بنائے گئے تھے۔

"اسلامی تہذیب کا دائرہ جن ملکوں اور علاقوں تک پھیلا وہاں شہروں بستیوں میں صفائی کا خاص خیال رکھا جاتا تھا۔"(۳)

---

(۱) الثقافۃ الاسلامیہ، احمد عبد الرحیم الصالح، الرسالۃ بیروت، ۱۹۹۲ء، ص ۲۲، انظر: معالم فی الطریق الاسلامیہ، سید احمد قطب، دار الشروق قاہرہ، ۱۹۷۹ء، ۷/ ۵۵

(۲) نقوش رسول ﷺ، محمد طفیل، حکیم محمد نعیم الدین، ادارہ فروغ اردو، ۱۹۸۲ء ۷/ ۵۲۸

(۳) اسلامی ثقافت، ڈاکٹر نصیر احمد ناصر، سنگ میل پبلشرز، کراچی، ۱۹۷۷ء، ص: ۴۸۳

۱۰. اخوت:

اسلامی تہذیب کی ایک اور خصوصیت اخوت بھائی چارے کی بھی ہے۔ مسلمان دنیا کے چاہے کسی بھی حصے، گروہ یا رنگ نسل سے تعلق رکھتے ہوں سب آپس میں بھائی ہیں اور اسکا نظارہ مسجدوں میں اکٹھے نماز ادا کر کے سمجھا جاسکتا ہے۔ حضور محمد ﷺ نے مسلمانوں کو ایک جسم سے مثال دی ہے۔ اگر جسم کا ایک حصہ بھی تکلیف میں ہو تو پورا جسم درد سے بلبلا اٹھتا ہے۔

۱۱. عدل وانصاف:

یہ ایسی چیز ہے اس پر دنیا کا نظام قائم ہے اگر عدل دنیا سے اٹھ جائے تو کارخانہ عالم میں تباہی برپا ہو سکتی ہے۔ اسلام اسکا بڑا اپیکر ہے اور تعلقات رشتہ داری، رنگ ونسل، میں کبھی بھی عدل وانصاف رکاوٹ نہیں بن سکتا۔

قرآن میں اس کے متعلق ارشاد ہوا ہے:

﴿ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ﴾ (۱)

ترجمہ: "انصاف کو ملحوظ رکھو بے شک اللہ تعالیٰ انصاف کرنے والوں کو پسند کرتا ہے"۔

۱۲. غیر فانی/لازوال:

اسلامی تہذیب کی ایک خصوصیت اس کا تسلسل اور ارتقاء ہے۔ باوجود اس کے کہ مخالف تہذیبوں نے اسے نیچا دکھانے اور صفحہ ہستی سے مٹانے میں کوئی کسر باقی نہیں رکھی مگر اسلامی تہذیب وہ تہذیب ہے جس کو کوئی ختم نہیں کر سکا۔ اسلامی تہذیب کے کارناموں کے بارے میں موجود ہے کہ مادی تہذیبیں میدان چھوڑ دیں گی مگر اسلامی تہذیب کی فتح ہوگی۔

۱۳. دین ودنیا کا امتزاج:

اسلامی تہذیب دین اور دنیا کو دو الگ خانوں میں بانٹی نہیں ہے بلکہ دین ودنیا کا حسین امزاج اسلامی ثقافت کو ہی کہا جاتا ہے۔

قرآن مجید میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ ﴾ (۲)

ترجمہ: "اور وہ لوگ جنھیں تجارت اور خرید وفروخت خدا کی یاد سے غافل نہیں کرتی"

---

(۱) سورۃ البقرہ: ۶۰/۸

(۲) سورۃ النور: ۲۴/۳۷

اس آیت سے دین اور دنیا کے امتزاج کا پتا چلتا ہے اور آیت میں یہ بات واضح کی ئی ہے کہ اللہ کی یاد کو دل سے کبھی غافل نہیں کرنا چاہیے اس کے متعلق فرمایا ہے کہ:

"جو شخص بغیر نماز پڑھے مسجد سے گزر جائے فرشتے اس پر تعجب کرتے ہیں ہتھیاروں اور نیزوں سے جو اس کو منع فرمایا اس لیے مسلمان جمع ہوتے ہیں"[۱]

﴿ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ ﴾[۲]

ترجمہ:"اپنے رب کا فضل تلاش کرو اس میں تم پر کوئی گناہ نہیں۔"

اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا ہے:

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذَٰلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنتُمْ تَعْلَمُونَ ﴾[۳]

ترجمہ:"مسلمانو! جب جمعہ کے دن جمعہ کی اذان دی جائے تو تم اللہ کی طرف دوڑو اور لین دین چھوڑ دو یہی تمھارے لیے بہتر اگر تم علم رکھتے ہو۔"

---

(۱) تفسیر ابن کثیر، ۱۹۸۲ء، ص:۵۵۳

(۲) سورۃ البقرۃ:۲/۱۹۸

(۳) سورۃ الجمعۃ:۶۲/۹

فصل سوم

ہندو ثقافت کا تعارف

ہندو ثقافت کا تعارف:

بھارت ایک پرانا ملک ہے۔ دنیا کے جن حصوں میں انسانی تہذیب و تمدن نے شروعات کی اس میں بھارت بھی شامل ہے۔ ہندوستان وہ ملک یا خطہ ہے جہاں پر تمام ثقافتوں سے تعلق رکھنے والے لوگ پہلے رہتے تھے۔

"دنیا کے ادیان میں سب سے قدیم مذہب ہندومت ہے۔ اس کے بنیادی عقائد کے ارتقاء اور اختلافات کی بناء پر اس کے نظام زندگی کی واضح نشاندہی نہیں کی جاسکتی۔ ان کے ماننے والوں کی تعداد لاکھوں کروڑوں میں ہے۔"(۱)

ہر قوم کے دیوتا کو ہندو قوم اپنا دیوتا بنا کر اس کی پوجا کرتی ہے اور اس دیوتا کے الگ الگ مندر بناتی ہے۔ حیوانات، نباتات، میں لاکھوں کروڑوں ہی دیوتا ہیں اور یہ قوم ان کو بھگوان کا درجہ دیتی ہے۔ ہندومت میں ہندو دھرم کے حوالے سے لکھا گیا ہے کہ:

"(تراشیدم بہ شیدم شکستم) یعنی بت تراشتا ہوں پھر اس کی پوجا کرتا ہوں اور پھر اس بت کو توڑ دیتا ہوں۔"(۲)

ہندومت ایک ایسی قوم ہے جس کے ہر کام کے لیے الگ الگ دیوتا مختص ہوتا ہے اور ان کے الگ مندر بنائے جاتے ہیں۔ اکثر تو ایسا بھی دیکھا گیا ہے کہ پوجا کے ساتھ ساتھ ناچ ناچ کر کے بھی بھگوان کے سامنے آرتی کی جاتی ہے۔ ہندومت میں چوری، ڈاکے، قتل اتنے بڑے جرائم نہیں ہیں جتنا بڑا جرم مذہبی کاموں میں بے احتیاطی برتنے کا ہے۔ ہندو اپنی زندگی گنوانے کے لیے ہر وقت تیار رہتے ہیں کہ بھگوان کو ہمارا خون چاہیے۔

جان کلارک اپنی کتاب میں لکھتا ہے:

"ہندو مذہب کا کوئی بانی نہیں ہے جس نے زرتشت، یسوع مسیح یا محمد ﷺ کی طرح کسی قسم کا کوئی خاص پیغام اپنی قوم کو دیا ہو یا اس کی رہنمائی کی ہو۔ ہندو قوم کے اندر ایسا کوئی شخص نہیں ہے جس نے اپنی خالص روایات کو پیچھے آنے والوں کے لیے باقی چھوڑا ہو۔"(۳)

---

(۱) مذاہب عالم میں تذکرہ خیر الانام، سیّد آلِ احمد رضوی علمی کتب خانہ ۱۷۸۴ء، ص:۲۳

(۲) ہندو اور رام کے خواب، ڈاکٹر شبیر احمد، یاسر جواد نگارشات، ۲۰۰۰ء، ص:۲۰ مزید دیکھیے محمد ضیاء الرحمن عظمی، فصول فی ادیان الھند، مکتبہ قاہرہ، ۱۸۹۲ء، ص ۱۲

(3) The clerk Archar, The great region of Modern World. P.67. year 2001

ان تعریفات میں رائج تعریف یہ ہے کہ:

"دراصل لفظ ہندو کی تحقیق اس طرح سے ہے کہ ہندو جغرافیائی طور پر پس منظر کا وجود ہے اور عام طور پر یہ لفظ ان کے استعمال ہوتا ہے جو دریائے سندھ یا اس کی وادی کے ارد گرد رہتے ہوں یا وہ علاقے جس کو سندھ کا پانی سیر اب کرتا ہو اور دوسری طرح ہندو کا لفظ کالے چور یا کالے ڈاکو کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ ہندو کا لفظ پہلی مرتبہ ایرانی قوم نے استعمال کیا تھا جو کہ ہمالیہ کے شمال مغربی دروں سے گزرتے ہوئے ہندوستان میں داخل ہوئے تھے۔"[۱]

مذہبی اور اخلاقی انسائیکلوپیڈیا کے مطابق:

"ہندوستان میں مسلمانوں کی آمد سے قبل اہل ہند اس لفظ سے ناواقف تھے۔"[۲]

سوامی دیانند نے اپنی کتاب ہندوازم ایٹ اے گلینس میں لکھا ہے:

"پنجاب میں رہنے والے قدیم آریا کی قوم جنوبی سرحد دریائے سندھ کے کنارے رہتے تھے جب کہ دریا کی دوسری طرف قدیم ایران یا فارس کے لوگ رہتے تھے۔ یہاں پر رہنے والے لوگوں کو دریائے سندھ کے نام سے پکارتے تھے۔ کچھ وقت گزرنے کے بعد آریا لوگوں نے ہندو لفظ کو پسند کیا"[۳]

اس کے بعد دوسری توجیہ یہ دی جاتی ہے کہ: "آریا قوم جب ہندوستان آئی تو قدیم باشندے اپنا قدیم مذہب اور عبادت گاہیں رکھتے تھے۔ یہ کالے رنگ کے لوگ تھے۔ اس لیے ان کو ہندو بولا جاتا تھا۔"[۴]

ہندو مت وہ واحد مذہب ہے جس کی کوئی تاریخ نہیں ملتی مگر ثقافتی اعتبار سے ہندو ثقافت وہ ثقافت ہے جس نے اپنے اثر میں سب کو لیا ہوا ہے۔ ہندو مت کے ماننے والے لوگوں نے اپنی ثقافت میں اس عنصر کو شامل کر لیا ہے۔ ہندو مت میں خداؤں کی اکثریت اوہام پرستی نظریہ سے گہرا تعلق رکھتی ہے۔ یہ وہ مذہب ہے جو مسخ شدہ ہے اور اس کی تاریخ وروایات بھی مسخ شدہ ہیں۔

---

(۱) اسلام اور ہندو مت، ڈاکٹر ذاکر نائیک، دانیال پبلشرز، لاہور ۲۰۰۵ء، ص:۷

(۲) مزید دیکھیے مذاہب عالم کا انسائیکلوپیڈیا، مصنف لیوس مور، مترجم سعد جواد، نگارشات پبلشرز

(۳) سوامی دیانند، ہندوازم ایٹ اے گلینس، چنڈ پال ہاؤس، دہلی، ۱۹۹۷ء، ص ۱۴

(۴) تاریخ قبائل، محمد اقبال خان نیازی، اردو بک سنٹر، ۱۹۸۷ء، ص:۸۵

دنیا میں تمام مذاہب میں سب سے زیادہ مسخ شدہ مذہب ہندومت کا ہے۔ ہندومذہب باضابطہ طور پر ہندوستان اور اس کے علاقوں سے وجود میں آیا تھا۔ جو کہ اپنی ثقافت کی عکاسی کرتا تھا۔ اس کی ثقافت اپنی اہمیت رکھتی ہے اس کے سحر میں ہر کوئی ہے۔ اس کی زبان، رہن سہن، تہوار اور دوسرے رسوم ورواج ایک علاقے سے دوسرے ملک میں پھیلے ہوئے ہیں۔

ہندومت دنیا کے بڑے مذہبوں میں سے ہے اس میں کم از کم ۵۶ کروڑ لوگ ہندومت سے تعلق ہے۔ ہندومت کی ثقافت ان کے دیوی دیوتاؤں میں بھی نظر آتی ہے جس علاقے کی ثقافت مختلف ہوتی ہے وہاں کا بھگوان یا دیوتا بھی مختلف ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اس کا مندر بھی الگ بنوایا جاتا ہے۔ اس کے متعلق لکھا گیا ہے:

> "ہندوؤں کے دیوتاؤں یا معبودوں کی کل تعداد ۳۳ کروڑ ہے۔ مونیئر ولیم کے مطابق ان بھگوانوں میں چٹانیں، پتھر، پہاڑ، درخت الغرض سب کچھ شامل ہیں اور دریاؤں میں سے گنگا کا دریا اہم دیوتا سمجھا جاتا ہے۔"(۱)

اسی طرح سے ہندو کتب میں خداؤں کے حوالے سے ایسے روایت ملتی ہیں۔

ہندومت میں خدا کا تصور اگر دیکھا جائے تو وہ کہتے ہیں کہ Everything is God یعنی یہ ان کی ثقافت ہے کہ ہر چیز کو وہ خدا کا درجہ دیتے ہیں۔ چاہے وہ کوئی بھی چیز ہو۔

کسی بھی معاشرے میں طرح طرح کے رسوم ورواج پائے جاتے ہیں۔ ہندوستان کی ثقافت اور رسم ورواج اس طرح کے ہیں جو کہ بکثرت پھیلے ہوئے ہیں۔ ہندوستان کے مختلف علاقوں میں مخصوص حالات اور ان کے لوگوں کا الگ الگ خصوصیت کا حامل ہونا ہی ان کی علاقائی تہذیب اور ثقافت کی عکاسی کرتا ہے۔

ہندوستانی ثقافت اس طرح سے پھیلی جب مسلمان برصغیر پاک وہند آئے تو وہ مذہبی رسموں کے علاوہ علاقائی اور ملکی رسم ورواج بھی اپنے ساتھ لے کر آئے۔ ان کے رنگ ہر طرح سے مسلم ثقافت پر حاوی نظر آتے ہیں۔ دراصل ہندو ثقافت ہر طرح سے خاص کلچر ہے۔ اس کا مذہبی کلچر یا ثقافت یہ ہے کہ بے شمار دیوتاؤں کو ماننا، ان کا فلسفہ حیات اور ان کا فلسفہ زندگی، کس طرح کا ہے۔ ہندو ثقافت زبان، مذہب، موسیقی، فن، اور ادب اور کھانوں (دوسری رسم و رواج) میں ہر طرح سے دوسری ثقافتوں سے مختلف ہے۔ اگر ان کی شادی بیاہ کی رسوم ورواج کو مدنظر رکھا جائے تو ان کی ثقافت میں الگ الگ رہنے کی ثقافت نہیں ہے۔ ان کی ثقافت Toiutfamily میں رہنے کی ہے۔ یہ اپنی اس ثقافت کو فروغ دیتے ہیں اور اس کے ساتھ

---

(۱) اسلام اور مختلف مذاہب کا تقابلی جائزہ، ڈاکٹر محمد زبیر صدیقی، رسالہ اسلام اور عصر حاضر، ادارہ فروغ اردو، کراچی، ۱۹۸۶ء، ص:۶۰

ان کی ثقافت اہمیت رکھتی ہے کہ کسی کو بھی ملتے وقت ہندومت میں لوگ ہاتھ جوڑ کر نمسکار کرتے ہیں جس کا مطلب ایک دوسرے کو دعا دینا اور ان کی ثقافت میں چھوٹے اپنے بڑوں کے پاؤں پکڑتے ہیں۔ [۱]

ہندوستانی کلچر اس طرح کا ہے جس میں ان کی کتابوں، بھگوانوں، ادب کو خاص اہمیت حاصل ہوتی ہے۔ آریہ سماج کے کئی لوگ بت پرستی کو نہیں بھی مانتے مگر پھر بھی ہندو کہلواتے ہیں۔ بھارت میں کئی طرح کی زبانیں بولی جاتی ہیں مگر وہاں یہ وفاقی حیثیت صرف ہندی زبان کو ہی حاصل ہے۔ [۲] ہندو ثقافت کے کچھ پہلوؤں پر اگر نظر دوڑائی جائے تو انکی شادی کی رسومات، فوتگی کی رسومات اور بہت سی ایسی ثقافتیں ہیں جس کو ہندومت میں ایک خاص درجہ حاصل ہے اور یہی وہ ثقافت ایک کلچر بن کر اسلامی ثقافت پر اثر ڈال رہی ہے جس کے اثر میں ہر کوئی ہے۔ اس کی ان ثقافت کے علاوہ ان کے ادب، رقص اور کھانوں کی بھی ایسی ثقافت ہے جس کو نہ چاہتے ہوئے بھی مسلم معاشرے والے اپناتے ہیں۔

ہندو ثقافت کی خصوصیات:

ہندومت کے اگر معاشرتی نظام کی اگر خاص خصوصیات جانچی جائیں تو انسانی زندگی کے ابتدائی دور سے لے کر آج تک مذاہب کے ساتھ آپس کا گہرا تعلق پایا جاتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ ایک فرد کو معاشرتی زندگی میں ہندوانہ رسوم ورواج اور طرز زندگی کے بغیر زندگی گزارنا مشکل کام لگتا ہے۔ ہندو مذہب کی ثقافت تمام بنی نوع انسان کے درمیان ہم آہنگی اور تعاون پر زور دیتی ہے۔

۱. عورت کا مقام:

> عورت معاشرے کا ایک اہم عنصر سمجھی جاتی ہے لیکن ویدوں میں اسے ایک ثانوی عورت کا مخلوق کا درجہ حاصل ہے۔ وہ بے وفا سمجھی جاتی ہے۔ [۳]

مزید عورت کے بارے میں لکھا گیا ہے۔

> "اسے نکاح ثانی کی اجازت نہیں ہوتی بلکہ اس کو خاوند کے ساتھ جلا دیا جاتا ہے، وراثت میں بھی اس کا کوئی حق نہیں ہوتا۔ عورت کے دل میں پیار و محبت بالکل نہیں ہوتا اور وہ ہلکی چیز گردانی جاتی ہے۔" [۴]

---

(۱) گوسوامی تلسی داس، شری رام چترمانس، لوکھنڈ والا، ۱۸۹۱ء، ص ۲۲

(۲) مزید دیکھیے: خاندانی وید پنڈت، مہاکوک شاستر، شیلانگ، آسام، ۱۹۰۵ء، ص ۱۰۲

(۳) سام وید، مترجم مسعود احمد، مجلس ترقی اردو، منترہ:۵، ۲۰۰۲ء، ص:۲۷۸

(۴) رگ وید، باب:۱۰، منترہ:۲، مترجم نعیم حسن، نگارشات ہند، ۱۹۷۷ء، ص:۱۶۴

ہندو ثقافت میں عورت کو کوئی درجہ حاصل نہیں ہے۔ وہ شوہر کے مرنے کے بعد بیٹے کی جاگیر سمجھی جاتی ہے اور شوہر چاہے اس کے ساتھ جیسا مرضی سلوک کرے اس پر کسی قسم کی کوئی پوچھ گچھ نہیں ہوتی، ہندو مت میں عورت کو پیر کی جوتی کے برابر سمجھا جاتا یہاں تک کہ عورت کو تعلیم حاصل کرنے کا بھی اختیار نہیں دیا جاتا۔

منو سمرتی میں عورت کی معاشرتی حیثیت اس طرح سے بیان یا متعین کی گئی ہے۔

"عورت کا وجود صرف اور صرف بچے پیدا کرنے کے لیے ہے یا صرف گھر کا کام کرنے کے لیے ہے۔
بچوں کی پرورش کرنے، ان کی دیکھ بھال کرے۔"(۱)

اس کے ساتھ ساتھ اسلام میں عورت کو ایک خاص درجہ حاصل ہے جس کی وجہ سے تمام حقوق اس کو دیے گئے ہیں۔ اس سے متعلق ارشاد ہوتا ہے:

﴿ خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا﴾(۲)

ترجمہ: اللہ نے تمھیں ایک انسان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کی بیوی بنایا۔

اس آیت سے اس بات کا پتا چلتا ہے کہ اسلام میں عورت کو کس قدر اہمیت حاصل ہے۔

۲. ذات پات کا نظام:

ہندو ثقافت کا اہم عنصر ذات پات کا نظام ہے اور یہ ہندو معاشرتے کی بے حد خاص خصوصیت ہے۔ ہندو معاشرے میں ذات پات کا نظام بے حد اور بے شمار چھوٹی بڑی ذاتوں میں منقسم ہوتا ہے۔ ان ذاتوں کے بغیر ہندو معاشرے کا تصور بے کار ہے۔ وہ ہر کام میں ذات پات کو مد نظر رکھتے ہیں۔ یہاں تک کہ عبادات میں بھی وہ ذات پات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہیں۔

"دوسرے مذاہب یا قوموں کی نسبت ہندو ثقافت میں ذات اور فرقوں میں اتنی تفریق پائی جاتی ہے کہ ایک معاشرتی طبقے سے دوسرے طبقے تک منتقل ہونا ممنوع قرار دے دیتے ہیں اور نچلے طبقوں کو کچھ بھی سمجھا نہیں جاتا"(۳)

ہندو ثقافت میں ذات پات اور فرقوں میں تفریق ان کی کتابوں کی گئی ہے جس کو صرف اور صرف اونچے طبقے کے لوگ پڑھ سکتے ہیں ان کے متعلق لکھا گیا ہے۔

---

(۱) منو سمرتی، باب:۱۰، منتر:۸۶، ارشد زاری، نگارشات پبلشرز، لاہور، ۲۰۰۳ء، ص:۴۴

(۲) سورۃ النساء، ۴/۱

(۳) مسلم ثقافت ہندوستان میں، عبد الحمید سالک، اردو بازار لاہور، ادارہ دیات اسلامیات، ۱۹۹۲ء

"وید کے لیے برہمن پیدا کیا گیا ہے۔ حکومت کے لیے کھشتری، ویش، کاروبار چلانے کے لیے پیدا کیا گیا اور شودر صرف ان سب ذاتوں کی خدمت اور دکھ اٹھانے کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔"(۱)

ان کی نظر میں تمام ذاتوں سے افضل اور برتر ذات صرف برہمن کی ذات ہے۔ برہمن چاہے جو بھی کرے اس کا کام پاک سمجھا جاتا ہے اور برہمن جیسا بھی سلوک کرے گا اس کو بھگوان برابر کا درجہ دیا جاتا ہے۔

"برہمن کا کام وید پڑھنا، پڑھنا، مذہبی رسوم ادا کرنا ہے۔ اس کے علاوہ دیوتاؤں کو چڑھاوے چڑھانا اور دان کا کام کرنے کے لیے پیدا کیا ہے اور ساری عمر یہی کام برہمن کے سپرد کئے گئے ہیں۔"(۲)

مزید برآں کہ:

"برہمن کی ذات صرف پنڈت، کاہن اور جج بن سکتی ہے۔ شادی بیاہ اور دیگر تمام ثقافتوں یا رسوم ور واج سب برہمنوں سے رابطہ کرتے ہی۔ نذر اور نیاز اور دان کے کام صرف برہمنوں کی موجودگی میں کئے جاتے ہیں۔"(۳)

ہندومت میں لوگ اپنی ثقافت کو کبھی بھی تبدیل نہیں کرنا چاہتے۔ ان کا ماننا ہے کہ یہ ثقافت ان کے لیے تشکیل دی گئی ہے۔ ان کی ثقافت ایسی ثقافت ہے جو کسی دوسری ثقافت سے متاثر ہونے کے بعد بھی اس کے ساتھ الحاق نہیں کرتے اور اس طرح سے وہ دوسری ثقافت کو اپنے اثر میں لیتے ہی کہ اس سے کوئی بچ نہیں سکتا۔ جیسا کہ ہندو ثقافت میں شودروں سے متعلق نہایت ہی گھٹیا چیزوں کو منسلک کیا گیا ہے۔

"شودر معاشرے کا ذلیل ترین طبقہ۔ ان کا کام صرف خدمت کرنا ہے اور ان کے لیے علیحدہ کنویں بنائے جاتے ہیں۔ ان کے الگ مندر ہوتے ہیں اور ان کے راستے پر کوئی بھی ذات کے لوگ نہیں چل سکتے۔"(۴)

جبکہ اسلام میں ذات پات سے متعلق کوئی حکم نہیں ملتا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

---

(۱) ویدانت، منترہ:، اذیڈاے راگوزن، مترجم مولوی احمد انصاری، الطبع جامعہ عثمانیہ، حیدر آباد، ۱۹۶۳ء، ص:۹۰

(۲) اسلام اور مذاہب عالم، ملک کریم بخش، ص:۸۷، مکتبہ دانیال اردو بازار لاہور، ۱۹۹۹ء

(۳)Encyclopedia ، مذاہب عالم کا جامع، ترجمہ مولانا ابوطاہر صدیقی، ۱۸۷۴ء، ص:۶۷۴

(۴) تقابل ادیان، پروفیسر محمد یوسف، بیت العلوم انار کلی لاہور، ص:۶۷، ۲۰۰۱ء

کسی عربی کو کسی عجمی پر کسی عجمی کو کسی عربی پر کوئی فوقیت حاصل نہیں ہے۔[۱]

۳. ہندو ثقافت میں وراثت:

ہندو ثقافت میں وراثت کے اختیار میں عورت کا کوئی عمل دخل نہیں ہے۔ وراثت کے اختیار میں عورت کسی بھی معاملے میں نہیں بول سکتی۔ وراثت کا اختیار صرف باپ بیٹوں کو حاصل ہوتا ہے۔ باپ کے باپ بیٹوں یا شوہر کو اس کی وراثت منتقل ہو جاتی ہے۔

> "ہندو معاشرے میں چونکہ قدیم ثقافت ہے۔ اس لیے اس کے قوانین بھی مختلف مراحل سے ہو کر بنائے گئے ہوتے ہیں۔ جب لوگ ہندوستان میں داخل ہو رہے تھے تو اس کے بعد خاندانی ملکیت کا اصول رائج کیا گیا تھا۔"[۲]

ہندو ثقافت کا قانون وراثت فطرت اور عدل کے خلاف ہے۔ منو سمرتی میں اس قانون کے متعلق اس طرح سے بیان کیا گیا ہے۔

> "باپ کی وراثت کا حقدار اس کا بڑا بیٹا ہو گا۔ چھوٹا اور درمیانہ لڑکا سب سے بڑے لڑکے (بھائی) سے اوقات گزاری کریں جس طرح والدین سے پرورش پاتے ہیں۔"[۳]

ہندو ثقافت میں وراثت کا اختیار اس طرح سے ہے کہ اگر بیٹا نہیں ہے تو اس کا حق یا اختیار اس کے بھائی کو ملتا ہے۔ اگر وہ بھی نہیں ہے تو والدہ کو ملتا ہے مگر اُس کی بیٹی کو اس کا حق نہیں دیا جاتا اس کی وجہ سے ہندو مت میں ایک طبقہ اونچے سے اونچا چلا جاتا ہے اور دوسرا طبقہ نیچے سے نیچے ہوتا چلا جاتا ہے۔ ہندو ثقافت میں یہ قانون وراثت صدیوں سے اس طرح سے ہی چلا آرہا ہے۔

اسلام میں عورت کو ذلت کے گڑھوں سے نکال لیا اور اس کو اس وقت عزت بخشی جب عورت کو مقام حاصل نہیں تھا قرآن میں آتا ہے:

﴿ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْأُنثَيَيْنِ﴾[۴]

---

(۱) صحیح بخاری، امام بخاری، کتاب المناقب، باب قول تعالیٰ﴿ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّا خَلَقْنَاكُم مِّن ذَكَرٍ وَأُنثَى وَجَعَلْنَاكُمْ شُعُوبًا وَقَبَائِلَ لِتَعَارَفُوا إِنَّ أَكْرَمَكُمْ عِندَ اللَّهِ أَتْقَاكُمْ﴾

(۲) معاشیات ہند، جی بی جھٹارام، مترجم، رشید احمد، اپنا ادارہ، لاہور، ۲۰۰۶ء ص:۱۷۱

(۳) مذاہب عالم کا تقابلی جائزہ، غلام رسول، علمی کتب خانہ، اردو بازار لاہور، ص:۱۴۴، ۱۹۸۳ء

(۴) سورۃ النساء، ۴/۱۱

ترجمہ: مرد کو عورت کے دو برابر حصے ملیں گے۔

۴. حیاء اور بے حیائی:

ہندو ثقافت کا ایک اور عنصر حیاء اور بے حیائی کا عنصر ہے۔ ہندو ثقافت میں نظری طور پر روحانی پاکیزگی کی تلقین کی گئی ہے۔ ناجائز جنسی تعلقات کی ممانعت ہے مگر اس کے باوجود بھی ہندو معاشرے میں بے حیائی کا عنصر عام پایا جاتا ہے۔ روحانی پاکیزگی کا عنصر اس میں زیادہ ہے کہ اس کے علاوہ وہ بھگوان کی پوجا نہیں کر سکتے اور اس کے ساتھ اگر جسمانی طہارت نہ کی ہو تو وہ بھی وہ مندر کے سیڑھیوں تک بھی پاؤں نہیں رکھ سکتے۔ اس کے متعلق ہے۔

"عورت پر روحانی اور جسمانی طہارت اس قدر ضروری ہے کہ اگر وہ حالت حیض سے ہو تو وہ رسوئی سے لے کر مندر تک جانے کی اوقات نہیں رکھتی۔"(۱)

اس کے ساتھ ساتھ ہندو ثقافت میں انسانی زندگی کے چار مقاصد بتائے گئے ہیں جن پر عمل کرنا ان کا اولین مقصد ہے۔ دھرم بازی، ارتھ یا دولت مادی یا جسمانی خواہشات، روحانی نجات جس میں دھرم بازی کو اہمیت حاصل ہے جب کہ دولت اور جسمانی خواہش زندگی کے لیے ناگزیر ہے۔(۲)

یہ ہندوستانی ثقافت کی چند چیزیں تھیں جس کی وجہ سے ہندو ثقافت اپنی اصل حالت کبھی بھی نہیں کھو سکتی۔ الغرض ہندوؤں کے شاستروں میں ان کو خاص مقام اور درجہ حاصل ہے۔ اس میں کچھ چیزیں ایسی ہیں جن کا اثر اسلامی ثقافت میں اس کی جھلک نظر آتی ہے۔ اسلام میں شرم و حیا بہت اہمیت کا حامل ہے۔ اسلامی میں عورت کو پردے میں رہنے کا حکم دیا گیا ہے تاکہ اس کی عزت اور عصمت برقرار رہے۔ (۳)

۱. دیوالی کا تہوار:

ہندو ثقافت کی جان دیوالی کا تہوار ہوتا ہے۔ جس کو ہندوستان کا ہندو دنیا کے چاہے جس حصے میں ہو کبھی بھی نہیں چھوڑتا۔ ہندو مت کے لوگوں نے اپنی ثقافت کو مضبوطی سے پکڑا ہوا ہے۔

ہندوؤں کا یہ تہوار مشہور اور معروف تہوار ہے۔ یہ ہندوانہ تہوار چار دن تک منایا جاتا ہے۔ یہ تہوار اس خوشی کے موقع پر منایا جاتا ہے کہ جب رام چندر ۱۴ سال کے لیے بن باس پر چلے گئے تھے اور اراون کو ہرا کر واپس آئے تھے۔ تو اس دن

---

(۱) ویدک ہندو، منترہ:۲۰، ذیڈاے رگوان، مترجم احمد انصاری، حیدر آباد، ۱۹۹۳ء، ص:۶۷

(۲) دنیا کے بڑے مذاہب، عماد الحسن فاروقی، مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور، ص:۵۶، ۱۹۹۷ء

(۳) اسلام میں عورت کا مقام، ثریا بتول علوی، اسلامک بک فاؤنڈیشن، دہلی، ۱۹۹۹ء، ص ۱۲

ملک میں روشنیاں ہی روشنیاں کی جاتی ہیں۔ ہندوؤں کا ئی عقیدہ ہے کہ اس رات ان کے یہاں بزرگوں کی روحیں آسمان میں زمین کی طرف آتی ہیں پھر یہ روشنیاں اس کے راستے کو روشن کرتی ہیں۔ (۱)

ہندوستانی معاشرے کا یہ تہوار خاص اہمیت رکھتا ہے۔ ہندوستانی ثقافت کے ادبی لٹریچر میں بھی اس کی سب سے زیادہ جھلک ملتی ہے اور ساتھ ہی ساتھ اس کو ملک میں دکھایا بھی جاتا ہے کہ کس طرح سے رام چندر نے اراون کو ہرایا تھا اور کس طرح سے اچھائی کی برائی پر جیت ہوئی تھی۔

۲. ہولی کا تہوار:

ہولی کا تہوار تو ایسا تہوار ہے جس کے اثر میں مسلم معاشرہ بھی نظر آتا ہے۔ ہندو ثقافت کا دوسرا اہم تہوار ہولی کا تہوار ہوتا ہے۔ ہولی موسمِ بہار کے شروع ہوتے ہی منائی جاتی ہے۔ جو کہ ہر کوئی بڑے ہی شوق و ذوق سے مناتا ہے۔

"ہولی کا تہوار برصغیر پاک و ہند میں شوق و ذوق سے منایا جاتا ہے۔ اس موقع پر ایک دوسرے پر رنگ چھڑکا جاتا ہے اور ڈھول بجایا جاتا ہے۔" (۲)

ہولی کا تہوار اسلامی معاشرے میں بھی منایا جاتا ہے چونکہ ہندو ثقافت سے وابستہ لوگ اسلامی ممالک میں بھی رہتے ہیں تو ان کی دیکھا دیکھی اسلامی معاشرے میں رہنے والے لوگ بھی اس تہوار کو مناتے ہیں۔ مگر اسلامی ثقافت میں اس طرح کا کوئی تہوار نہیں ملتا اور نہ اس کے متعلق کسی بھی طرح کی آگاہی دی گئی ہے۔

۳. جنماشٹی کا تہوار:

ہندو ثقافت کا ایک اور تہوار جنماشٹی کا تہوار ہے۔ یہ وہ خاص تہوار ہے جس میں وہ بھگوان کرشن کی پیدائش کو مناتے ہیں۔ اس ثقافت میں سب سے خاص تہوار جنماشٹی کا تہوار ہوتا ہے۔ اس دن کی مناسبت سے جھولوں کو سجایا جاتا ہے اور اس میں ہندو کرشن بھگوان کی مورتی کو رکھ دیتے ہیں۔ خواتین اس دن سب سے زیادہ بناؤ سنگھار کرتی ہیں اور اس دن مندروں کو بالکل سجا دیا جاتا ہے۔ اس ثقافت کو مدِ نظر رکھتے ہوئے بچوں کو کرشن سے مماثلت دینے کے لیے بچوں کو بھگوان کی طرح تیار کر دیا جاتا ہے اور اس دن عورتیں بذات خود پوجا کرنے کے لیے مندر جاتی ہیں اور ننگے پاؤں آرہتی کا تھال لے کر بھگوان کے جھولے اور اس کی مورتی کی پوجا کرتی ہیں۔ (۳)

---

(۱) اسلام اور مذاہب عالم، ملک کریم بخش، مکتبہ دانیال، اردو بازار لاہور، ص:۱۰۹، ۱۹۹۹ء

(۲) رسوم ہند، رائے بہادر ماسٹر پیارے، WRMHalarise، فکشن ہاؤس، ۲۰۰۶ء، ص:۹۸

(۳) لاف آف ہندوازم، شام لعل شاستر، کمرشل مکتبہ دہرادون، ۱۹۹۰ء، ص ۷۱

اس کے ساتھ ساتھ ہندو ثقافت میں کچھ ایسی رسومات بھی ہیں جو کہ اس ثقافت کو اور زیادہ نمایاں کرتی ہیں۔ جس کی طرف بغیر سوچے سمجھے لوگ کھچے چلے جاتے ہیں۔

۴۔ شادی کی رسومات:

ہندو ثقافت میں شادی کی رسومات اس طرح سے ہیں کہ ان پر لوگ اندھا دھن یقین کرتے ہیں جس کو آگے تفصیل سے بتایا جائے گا۔

ہندو ثقافت میں شادی بیاہ کو معاشرتی زندگی میں اہم جزو سمجھا جاتا ہے۔ بغیر کسی سماجی مرتبے کے کنوارے پن کو معاشرے میں بڑا فعل سمجھا جاتا ہے اور طویل کنوارے پن کو بدنامی گردانا جاتا ہے۔ یہ دونوں صورتیں صرف اسی صورت میں ٹھیک سمجھی جاتی ہیں جب رہبانیت اختیار کرنی ہو۔

ہندو ثقافت میں شادی کی عمر بہت کم ہے۔ عورت کو دوسری شادی کرنے کا اختیار حاصل نہیں ہوتا۔ اس طرح ساری زندگی وہ اپنے مرے ہوئے شوہر کی بیوہ بن کر گزار دیتی ہے۔

> "بیاہ کی رسومات میں برہمن قربانی کی رسم ادا کرتا ہے۔ مہر کا کوئی ذکر نہیں ہوتا۔ مرد اپنی مرضی سے عورت کو کوئی بھی تحفہ دے سکتا ہے۔"(۱)

ہندو ثقافت میں ہندوؤں کو طلاق دینے کی اجازت نہیں ہوتی۔ یک اور کثیر زوجگی دونوں کی اجازت ہے۔ اس ثقافت میں موجود ہے۔ شادی کی تمام رسومات میں برہمن شرکت کرتا ہے اور جتنے بھی معاملات ہیں وہ برہمن اپنے ہاتھ سے انجام دیتا ہے۔

> "(نیوگ) کے ذریعے شوہر کی گمشدگی یا اولاد نہ ہونے کی وجہ سے عورت غیر کے ساتھ ازدواجی تعلقات قائم کرتی ہے۔ اور اس کے ذریعے بچے پیدا کرے گی تو وہ اولاد اس کے شوہر کی کہلائے گی۔"(۲)

۵۔ موت کی رسوم:

قدیم دورِ ثقافت میں بھی موت کی وہی رسوم ہیں جو آج کل ادا کی جارہی ہیں۔ غسل، کفن اور خوشبو کے بعد نعش کو گنگا کے کنارے لکڑیوں میں رکھ کر جلا دیا جاتا ہے اور اس عمل کے کرنے کے لیے اس کا بیٹا منتخب کیا جاتا ہے۔ وہ اپنے کندھے پر کچھے گڑھے میں سوراخ کر کے پانی کو اس کی چِتا کے ارد گرد گراتا ہے اور پھر وہ ان لکریوں کو آگ لگا دیتا ہے۔ پھر اس راکھ کو

---

(۱) منوشاستر، مترجم ارشد رازی، نگارشات، لاہور، ۲۰۰۳ء

(۲) مسلم ثقافت ہندوستان، عبدالحمید سالک، ادارہ اسلامیات، لاہور، ص: ۳۰ ۱۹۹۴ء

مٹکے میں ڈال کر واپس گھر لایا جاتا ہے اور کچھ دن کے بعد اس راکھ کو گنگا کے دریا میں بہا دیا جاتا ہے۔ ہندو معاشرے میں رہنے والے لوگوں کا ماننا ہے یہ ہے کہ اگر اس راکھ (آستیاں) ان کو بہایا نہ جائے تو روحیں زمین پر ہی گھومتی رہتی ہیں اور ہندو اس راکھ کو متبرک راکھ گردانتے ہیں۔[1]

ہندوؤں میں موت کی رسومات نہایت ہی پابندی کے ساتھ ادا کی جاتی ہیں۔ دوسری رسومات کے علاوہ مرنے والے کی بھینٹ (شرادھ) کو خاص اہمیت حاصل ہوتی ہے جس میں تمام برہمنوں کو کیلے کی چھال پر کھانا کھلایا جاتا ہے۔ مردے کی رسوم پتروں کے نزدیک مقدس ہیں جو کہ نئے چاند کے روز ادا کی جاتی ہیں۔

"شرادھ میں کھلایا جانے والا کھانا اگر دس لاکھ آدمی بھی کھالیں تو اتنا فائدہ مردے کو نہ ہو گا جتنا برہمن کے وید پڑھنے پر ہو گا۔"[2]

۶۔ پیدائش کی رسومات:

ہندووانہ ثقافت میں پیدائش کی رسومات بھی اہمیت رکھتی ہیں۔ جب بچہ پیدا ہوتا ہے تو اس کو فوراً سے تلک لگایا جاتا ہے اور اس کرشن کے جھولے میں لٹایا جاتا ہے۔ اور اہل ہند میں اکثر ہی یہ رواج پایا جاتا ہے کہ پہلے بچے کی پیدائش ننھال میں کروائی جاتی ہے۔ ہندوستانی ثقافت میں یہ چیز صدیوں سے رائج ہے کہ اگرچہ لڑکی کے والدین غریب ہی کیوں نہ ہوں وہاں ہی پہلے بچے کی پیدائش کروائی جاتی ہے۔

"جب ساتواں مہینہ ہو تو میکے والے لڑکی کو لے کر آتے ہیں اور اس کی جھولی میں سات طرح کی ترکاریاں پھل، مٹھایاں، میوے اور پکوان رکھتے ہیں۔"[3]

ہندو ثقافت میں یہ رسم بھی عام ہے جس میں عورت کو پھولوں کا زیور پہنایا جاتا ہے اور اس پر لال رنگ کا دوپٹہ ڈالا جاتا ہے۔ اگرچہ کہ عورت کو ہندو ثقافت میں کوئی مرکزی حیثیت نہیں ہے مگر س تقریب میں عورت کو اہم سمجھا جاتا ہے۔ بچے کی پیدائش کے بعد اس کے منہ میں کوئی میٹھی چیز لگائی جاتی ہے اور کچھ دنوں کے بعد برہمن پنڈت سے مشورہ کر کے اس کے نام رکھنے کا دن طے کرتے ہیں جس کو (نام کرن) کا دن کہتے ہیں۔ اس دن اس بچے کے بال اتروا کے اس کو نام دے دیا جاتا ہے۔

یہ ہندو ثقافت کی خاص رسومات ہیں جس کی وجہ سے الگ اور منفرد ثقافت سمجھی جاتی ہے۔

---

(۱) کتاب الہند، ابوالریحان البیرونی، سید اصغر علی، الفیصل ناشران، کتب لاہور، ص:۲۷۳، ۱۹۹۴ء

(۲) منوشاستر، مترجم ارشد رازی، ص:۱۶۷

(۳) رسوم دہلی، سید احمد دہلوی، اردو اکادمی دہلی، ص:۲۴، ۱۹۸۶ء

فصل چہارم

انتقال ثقافت کے عمومی اسباب

انتقال ثقافت کے عمومی اسباب

کسی بھی ثقافت کو منتقل ہونے کے لیے زیادہ وقت درکار نہیں ہوتا جب کہ انسان ایک علاقے، معاشرے، ملک کو چھوڑ کر دوسری جگہ منتقل ہوتا ہے تو وہ اپنے ساتھ نہ چاہتے ہوئے بھی وہاں کی کچھ نہ کچھ ادوار، عادات طور طریقے لے کر آتا ہے۔اس طرح سے ہی ثقافت ایک ملک سے دوسرے ملک جاتی ہے۔ جیسا کہ جب مسلمان ہندوستان چھوڑ کر آئے تو کسی نہ کسی حد تک وہاں کی کچھ عادات اور ثقافتوں کو اپنے ساتھ لے کر آ گئے۔ اس تہذیب نے مسلم معاشرے پر سب سے زیادہ اثر ڈالا۔ اس کی اصل وجہ مسلمانوں کے ساتھ رہنے کی تھی جس وجہ سے وہاں کی ثقافت ادھر بھی منتقل ہو گئی۔ اس کے متعلق لکھا گیا ہے۔

> "یہ بات اکثر جگہ موجود ہے کہ ایک قوم کی رسمیں دوسری قوم میں بسبب اختلاط اور ملاپ کے اور بغیر قصد کے اور ان کی بھلائی اور برائی پر غور و فکر کرنے کے بغیر داخل ہو گئی ہوں تو تمام معاملات زندگی میں اثر دکھاتی ہیں اور اس سے ہی کوئی نئی ثقافت وجود میں آتی ہے۔"(۱)

ہندوستان میں جن لوگوں نے اسلام قبول کر لیا تھا وہ آج بھی اس ہی ثقافت کو مان کر چل رہے ہیں۔ مسلمان ہونے کے باوجود بھی پرانی رسمیں برقرار ہیں۔

انتقال ثقافت کے متعلق لکھا گیا ہے۔

> ثقافت کا پھیلانا، ثقافتی عقائد اور معاشرتی سرگرمیوں کو ایک سے دوسرے لوگوں اور ایک سے دوسرے گروہ میں پھیلانا ہے۔ جس میں مختلف مذاہب اور قومیت مواصلات اور ٹیکنالوجی کے ذریع عالمی ثقافت کا زیادہ عمل ہے۔

> "Culture diffusion is the spread of cultural beliefs and social activities from one group of people to anther. The maximig of world cultures through different religions, and nationalities, communication transportation and technology."(2)

مزید اس طرح لکھا گیا ہے۔

---

(۱) رسوم و رواج بشمول مضامین سر سید، سر سیّد احمد خان، مکتب خیابان ادب، لاہور، سن ۱۹۵۴ء، ص:۴۵

(2) www.cultural encyclopedia.org. net.

ثقافت اس مفروضے پر مبنی ہے کہ قوم ایک نظریے اور طرز زندگی کو دوسرے ملک پر مجبور کرنے کی کوشش کرنی ہے۔

"Culture imperialism is based on the assumption that one nation tries to force its culture, idealogy and way of life on another country."(1)

کسی بھی ثقافت کی تبدیلی کے لیے کسی نہ کسی وجہ کی ضرورت پڑتی ہے۔ انتقال ثقافت کا خاص ٹول میڈیا ہے۔ کیونکہ یہ ایک ثقافت کو دوسری جگہ منتقل کرتا ہے۔ میڈیا دوسرے ملک کی ثقافت کو بڑھا چڑھا کر دکھاتی ہے جس کے ذریعے سے لوگ اس کی طرف Fascinate ہوتے چلے جاتے ہیں۔ میڈیا لوگوں کے ذہنوں کو ایسے ڈھال دیتا ہے کہ لوگ دوسری ثقافت کی طرف اپنا ذہن بنالیتے ہیں۔

بہت سے لوگ جب کسی دوسرے ملک میں منتقل ہوتے ہیں تو وہاں پر adjust ہونے کے لیے ان کو وقت درکار ہوتا ہے۔ وہاں پر وقت کے ساتھ ساتھ adjust ہونے کے بعد وہاں کی ثقافت کو نہ اپنانا مشکل کام ہوتا ہے جب کسی ثقافت کو اپنا لیا جائے تو اس طرح سی ہی ثقافت ایک گہ سے دوسری جگہ منتقل ہوتی ہے۔

کسی بھی ثقافت کو منتقل کرنے میں کچھ اسباب ایسے ہوتے ہیں جن کی وجہ سے ثقافت جلد منتقل ہوتی ہے۔

ا۔ ٹیکنالوجی:

جو لوگ ٹیکنالوجی کا استعمال کرتے ہیں وہ مہارت اور آلات دوسری ثقافت کو توڑ مروڑ کر ثقافتوں کے ساتھ الحاق کر دیتے ہیں۔ جدید طرز زندگی اور دوسری ثقافت کی رنگینی کو ملحوظ خاطر رکھ کر ایسی تقریبات منعقد کی جاتی ہیں جس کی وجہ سے وجہ شہرت حاصل ہوتی ہے۔ جو چاہے جب چاہے اور جہاں چاہے کلچرل ایکسپرٹ بن کر کلچر سے سوشل کلچر کو تبدیل کر دیتا ہے۔

۲۔ میڈیا انڈسٹری:

میڈیا انڈسٹری وہ واحد ذریعہ ہے جس کے ذریعے ثقافت پروموٹ ہوتی ہے۔ یہ ثقافتوں میں تبدیلی کا سب سے عام طریقہ کار ہے۔ دوسری ثقافتوں کے ساتھ رابطے کا واحد ذریعہ بھی ہے۔ ذرائع ابلاغ کے بے جا فروغ کی وجہ سے لوگ اپنی ثقافت سے دوسری ثقافتوں کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں میڈیا ایسا ٹول ہے جو کسی بھی چیز کو جتنا پرموٹ کرتا ہے لوگ اس طرف زیادہ راغب ہوتے ہیں۔(۲)

---

(1) Culture diversity, AKiva lriye, p 48, 1997

(2) www.culturalofffect.org.net

"تبدیلی سے مراد یہ ہے کہ کسی بھی نئی جدت اور لوگوں کے گروپ کو مفید ثابت کرنا اور دیگر عوامل کے ساتھ ثقافت منتقلی کرنا۔"(۱)

یہ اسباب ثقافتی تبدیلی کو چلاتے ہیں۔ اسی طرح پرنٹ میڈیا بھی ایک ذریعہ ہے جس کی وجہ سے دوسرے ملک کی ثقافت تیزی سے اثرانداز ہو رہی ہے۔ وہاں کا ادب کالم، فیشن اور دیگر اور چیزیں اس کا سبب بن رہی ہیں۔

۳۔ سیاحت کے ذریعے:

سیاحت کے ذریعے بھی ثقافت کو منتقل کیا جاسکتا ہے جب کسی ملک میں سیاحت کی غرض سے جایا جاتا ہے تو وہاں جا کر وہاں کی ثقافت کو اپنایا جاتا ہے اور واپس آکر وہی ثقافت اپنائے رکھتے ہیں اس کے ساتھ ساتھ سیاحتی چیزوں کے ذریعے بھی ثقافت کو منتقل کیا جاتا ہے۔ جدید دور ثقافت میں لوگ دوسرے ممالک سے سیاحتی چیزیں لے کر جاتے ہیں اور اپنے ملک میں جا کر وہاں پر اپنی ثقافت کے ساتھ اس کو متوازن کر کے ثقافتی کلچر کے طور پر پیش کر دیتے ہیں۔

۴۔ Member of expert community ماہرین برادری کے ممبر:

Expert کمیونٹی میں شامل ہونے کی وجہ سے ثقافتی منتقلی میں علیحدہ ماحول کو فروغ دیا جاتا ہے جو عام زبان اور ثقافت کا اشتراک کرتے ہیں اور Expert کمیونٹی کی وجہ سے اپنی ثقافت کو برقرار رکھنے میں بھی مدد ملتی ہے اور یہاں ہی کسی نہ کسی حد ثقافت کو منتقل کیا جاتا ہے۔(۲)

۵۔ ادب کے ذریعے

ثقافت کی منتقلی کا ایک اور سبب مصوری اور ادب کا بھی ہے۔ مصوری، خطاطی یا ادب وہ ذریعہ ہے جو کسی بھی ملک کی ثقافت کو اجاگر کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ مصوری یا خطاطی کے شاہکاروں کی مدد سے نمائش لگا کر دوسرے ملک کے افراد کو ثقافت کے بارے میں آگاہ کیا جاسکتا ہے نیز خطاطی اور فن تحریر کے ذریعے ہی ثقافت کو منتقل کیا جاتا ہے۔ مثلاً اپنی خطاطی میں کسی بھی ثقافت کو شاہکار بنا کر اسکی اشاعت یا ترویج کی جاسکتی ہے۔

۶۔ کھیلوں کے ذریعے

کھیلوں کے ذریعے بھی وہاں کی ثقافت کو منتقل کیا جاسکتا ہے۔ غیر ملکی ممالک کی کھیلوں کو جب اسلامی ممالک میں کھیلا جاتا ہے کی وجہ سے ثقافت منتقل کی جاتی ہے اور ان کھیلوں کے بعد وہاں کی ثقافت کے مطابق لباس بھی زیب تن کیا جاتا ہے۔

---

(1) Impact of Culture, Wieliamson, Liblour house, 1874, P:153

(2) Culture and International Hisotry, Jassica & Frank, Next Fricition House, 1840, P:8001

ثقافتی کھیلوں کی نشرو اشاعت سے بھی اس کام میں مدد مل سکتی ہے۔ کھیلوں کے فروغ کے ذریعے ثقافت کے مثبت پہلو کو اجاگر یا منتقل کیا جاسکتا ہے۔ نسل نوع تک ثقافت کو منتقل کرنے کے لیے یہ سب سے اہمیت کا حامل ہے۔ [۱]

۷۔ زبان سیکھنے سے:

زبان کسی بھی ثقافت کی عکاسی کرتی ہے جس طرح ثقافت کے تحفظ یا سلامتی کے لیے اس کو آئندہ آنے والی نسلوں تک منتقل کیا جاتا ہے۔ اس طرح زبان کو زندہ رکھنے کے لیے اس کو ایک ثقافت سے دوسری ثقافت کی طرف منتقل کیا جاتا ہے۔ زبان بھی ثقافت کا حصہ کہلاتی ہے۔ ثقافت کو فروغ دینے کے لیے ضروری ہوتا ہے کہ زبان کو زیادہ سے زیادہ پرکشش بنایا جائے۔

انتقالِ ثقافت کی سب سے بڑی وجہ زبان ہے۔ ہمارے ذرائع ابلاغ اپنی زبانوں میں خبریں، فلمیں، ڈرامے، کارٹون اور دیگر ایسا مواد پیش نہیں کرتے جو کہ نئی نسل کو اپنی طرف کھینچ سکے۔ بیرون ملک اپنی ثقافت کو فروغ دینے کے لیے ضروری ہے کہ اپنی زبان اور اپنی ثقافت کو مد نظر رکھا جائے۔ جس میں تاجر اور کاروباری لوگ اپنا اہم کردار ادا کرسکتے ہیں۔ قومی زبان کو پڑھانے اور سکھانے سے بچوں میں خود کی ثقافت کے متعلق شوق پیدا ہوگا کیوں کہ قوموں کی شناخت ہی ان کی اپنی تمدن اور ثقافت سے ہوتی ہے۔ دوسری ثقافت کو اپنا لینے سے اخلاقی پستی کا شکار ہونے والے نوجوان ساری زندگی اس میں مبتلا رہتے ہیں۔ ثقافت کے منتقل ہونے سے اچھے اور برے دونوں اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ ثقافت کو منتقل کرنے میں جتنے بھی اسباب کا عمل دخل ہوتا ہے ان کو مد نظر رکھ کر ان پر عمل کرنا چاہیے کیوں کہ جدت کو جتنا اپنایا جائے گا اتنا ہی اسلامی تعلیمات سے دور ہونا پڑے گا۔

اس کے متعلق لکھا گیا ہے۔

> "انسان کلچر کا سہارا لے کر بھی کلچر پر انحصار نہیں کرتا بلکہ وہ کلچر کے پہلو بہ پہلو اپنی تخلیقی دنیا بنا لیتا ہے۔" [۲]

۷۔ رسوم و رواج:

طرز معاشرت اور رسوم و رواج بھی ثقافت کا حصہ ہوتی ہے۔ ہندو ثقافت کے رسوم و رواج ایسے ہیں جو کہ تیزی سے دوسری ثقافتوں کو اپنی لپیٹ میں لے رہے ہیں۔ ثقافتی اقدار کے پیچھے ترتیب پائی جاتی ہے اور اس کی وجہ سے رسوم و رواج

---

(1) Promoting Culture & History, Nick Jonsons, Friction House , 1995, P:75

(۲) کلچر کا مسئلہ، مارکس، پاک اکیڈمی، کراچی، ۱۹۹۲ء، ص:۱۹

جب ایک ثقافت سے دوسری ثقافت کی طرف منتقل ہوتے ہیں تو ان کی آمیزش نئی لگتی ہے۔ جیسا کہ کچھ رسومات ایسی ہیں جو کہ خالصتاً ہندو ثقافت کی طرف منتقل ہوئی ہوتی ہیں۔ اور اسلامی ثقافت میں اس کی کوئی جگہ باقی نہیں ہے۔ اس لیے یہ ثابت ہوتا ہے کہ ثقافت کی منتقلی کی وجہ سے ایسی نئی چیزیں دوسری ثقافت میں شامل ہو جاتی ہیں جس کو لوگ چھوڑ نہیں سکتے۔ جغرافیائی لحاظ سے اگر کئی کئی علاقائی ثقافتیں کسی اکائی میں مدغم ہو جائیں تو وہ ثقافت ایک سے زیادہ سماج یا ثقافتوں میں گھر جاتی ہے۔ اس کی اپنی پہنچان، شکل کھو جاتی ہے۔ ذرائع ابلاغ نے غیر ملکی ثقافتوں کو زیادہ فروغ دیا ہے۔ [1]

حاصل کلام:

الغرض ثقافت کی منتقلی کے اسباب ہی وہ وجوہات پیدا کرتے ہیں جو دوسری ثقافتوں کا آپس میں ملاپ کرواتے ہیں اور اسلامی ثقافت ایسی ثقافت ہے اس میں کسی بے حیائی کا حکم نہیں پایا جاتا مگر مغربی یا ہندو ثقافت نے بے حیائی کا سر عام پرچار کر رکھا ہے۔ اسلام ایک مذہب نہیں جو دوسرے مذاہب کی طرح ایک خاص قوم اور ایک خاص عرصہ حیات کے لیے ہے بلکہ وہ دین ہے جس کی تعلیمات ہمہ گیر اور عالمگیر ہیں۔ اسلامی تعلیمات کو بالائے طاق رکھ کر کوئی مسلم ثقافت پوری نہیں ہوتی۔

جب کہ ہندو مذہب سوائے اس کے کہ تین ہزار سال پرانا ایک مذہب ہے۔ جو کہ اپنے اندر کوئی کشش اور خوبی نہیں رکھتا اور وہ خلاف عقل اور غیر فطری دین ہے۔ چنانچہ اسلام اور ہندو مت کے عقائد اور معاشرتی رسومات میں بھی تضاد پایا جاتا ہے۔ ان کی ثقافت کے فروغ کی وجہ سے اسلامی ثقافت بہت حد تک اس کے رسم و رواج میں گھیر چکے ہیں۔ خصوصاً شادی بیاہ اور دیگر رسومات میں ضرورت صرف اس امر کی ہے کہ اسلام کی تعلیمات پر عمل پیرا ہوا جائے اور بچوں کو اسلامی تعلیمات کی طرف توجہ اور آگاہی دلوائی جائے اور اپنی رسم و رواج کے بارے میں ان کو تعلیم دی جائے اور غیر مسلم ثقافتوں کو چھوڑ اسلامی ثقافات کو فروغ دیا جائے۔

---

(۱) الدعوۃ الاسلامیہ فی الھندوسیۃ، محی الدین الالوائی، ۱۹۹۹ء، ص ۱۷۳

باب دوم
ہندو ثقافت کے مسلم ثقافت پر اثرات کے مظاہر

فصل اول: ہندو ثقافت عقائد و عبادات کے تناظر میں

فصل دوم: ہندو ثقافت خانگی زندگی کے تناظر میں

فصل سوم: ہندو ثقافت اخلاقیات اور اجتماعیت

فصل چہارم: ہندو ثقافت اور معاملات زندگی

فصل اول

ہندو ثقافت عقائد و عبادات کے تناظر میں

ہندو ثقافت عقائد و عبادات کے تناظر میں

کسی بھی مذہب میں عقائد و عبادات کا ایک خاص درجہ ہوتا ہے۔ عبادات کے ذریعے ہی انسان اپنے انجام کو پہنچتا ہے۔ چاہے وہ کوئی بھی مذہب ہو، اس میں عبادات اور عقائد کی تعلیم دی جاتی ہے۔ اس طرح ہندو مت متضاد نظریات اور متعدد عقائد کے وسیع مجموعہ کا مرکب ہے۔ فرضی کہانیوں اور داستانوں پر مشتمل ہے جس میں اللہ کو ماننا، تین خداؤں کو ماننا شرک اور بتوں کو ماننے کی ہر خصوصیت ملتی ہے۔ اس وجہ ہندو مذہب کو تمام مذہبوں کا مجموعہ بھی کہا جاتا ہے۔ پنڈت جواہر لال نہرو لکھتا ہے:

"ہندو مت ایک عقیدہ و مذہب کی حیثیت سے مبہم، غیر مرتب اور بہت سی خصوصیات رکھتا ہے۔ وہ سب انسانوں کے لیے ایک طرح کی چیز ہے۔ اس کی تعریف بیان کرنا یا مذہب کے عام مفہوم کو متعین کرنا یہ مذہب نہیں ہے یہ مذہب وہ اپنی شکل اور ماضی میں بھی متعدد اعمال پر منحصر ہے۔ بلند ترین سے نچلے درجے تک ایک دوسرے کے ساتھ متضاد ہے۔"(۱)

اس کے ساتھ ساتھ مہاتما گاندھی بھی لکھتا ہے:

"خوش قسمتی سے یا بد قسمتی سے ہندو مذہب کو تسلیم شدہ مذہب نہیں ہے۔ میں سادہ الفاظ میں اس کی تعریف اس طرح کروں گا۔ یہ عدم تشدد کے لیے سچائی تلاش کرنے کا نام ہے۔ درست اور جائز چیزوں کے متعلق اپنی ان تھک کوشش کو جاری رکھنے کا نام ہندو دھرم ہے۔(۲)

ہندوؤں کا دینی ادب ہر تاریخ کی طرح غیر مستند اور غیر ثقہ ہے۔ ان کی کتابوں میں بھی کوئی خاص تاریخ نہیں ملتی۔ ان کا زمانہ تالیف اور تصنیف بھی کسی کو معلوم نہیں اور تقدس و مقام کے متعلق ہندوؤں میں ایک رائے ہے۔ ان کی پوجا کے متعلق سے ملتا ہے کہ اگر کوئی نروان کی حالت کو پہنچ جائے تو وہ معصوم و پاک ہو جاتا ہے۔ اس کے متعلق لکھا گیا ہے:

"ہندو ادب دو ہزار سال قبل پہلے پھیلے ہوئے لٹریچر کا مظہر ہے جو ہندوستان میں رہنے والوں نے مختلف اطراف و جوار میں اس قدر طویل عرصے میں جمع کیا ہے۔ اس لیے اس کا زمانہ تصنیف معلوم کرنا مشکل ہوتا ہے۔"(۳)

---

(۱) مذاہب عالم، ایس ایم شاہد، لاہور پبلشرز، سن ۱۹۴۶ء، ص:۳۷

(۲) دنیا کے مذاہب، الحاج جی این امجد، دانیال پبلشرز، اردو بازار لاہور، ۱۹۷۸ء ص:۳۶۳

(۳) ادیان و مذاہب کا تقابلی جائزہ، ڈاکٹر عبد الرشید، دار النور اشاعت، اسلام آباد، ص ۵۵

مگر بتدریج اس کے اندر تبدیلیاں ہونا شروع ہو گئیں اور ہندوستان میں کافی حد تک سُنی اَن سُنی کہانیوں کو مقبولیت ملنے لگی۔

"ہندومت کو ایسا مذہب سمجھا جاتا ہے جس میں کئی خداؤں کا ذکر ہے۔ ان کے ہاں الگ قسم اور ہر کام کے لیے الگ خدا کو مانا جاتا ہے۔ بہت سے ہندو اس بات کو مانتے ہیں کہ وہ کئی خداؤں کو مانتے اور پوجتے ہیں۔ بعض ہندو لوگوں کے مطابق ۳۳ کروڑ خدا کو ماننا اور پوجنا ہندو مذہب میں ہے۔ ہندوؤں کے دیوتاؤں کی کل تعداد ۳۳ کروڑ ہے جس میں ہر چھوٹے بڑے کام کے لیے دیوتا شامل ہے۔[۱]

خدا کے تصور کے بارے میں مسلمانوں اور ہندوؤں میں ہی سب سے بڑا فرق ہے کہ مسلمان ایک خدا کو مانتا ہے اور ہندوؤں ہمہ اوست(Panthesin) کے قائل ہیں اور عام ہندوؤں کے لیے ہر چیز خدا کا درجہ رکھتی ہے۔ ہندوؤں کی مذہبی کتابوں میں خالص توحید کا عنصر نہیں پایا جاتا جو بھی تصویر پیش کی جاتی ہے وہ سب دین میں کاٹ تراش کر پیش کی جاتی ہے۔ اس کے متعلق لکھا گیا ہے۔

"جو پیدا نہیں ہوا وہی ہماری عبادت کا حقدار ہے وہ اجسام کی طرح خود قائم ہے۔ وہ کسی کو نقصان نہیں پہنچاتا اور ہمیں اس کی عبادت کرنی چاہیے۔"[۲]

مزید اس کے متعلق لکھا جاتا ہے:

"اے خدا! تو ہمارا باپ ہے، ہمارا بھائی ہے اور ہمارا دوست ہے۔"[۳]

ہندوؤں میں خاص اہمیت تریمورتی کو حاصل ہے۔ اس میں ۳ خداؤں کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ برہما، وشنو، شیوا ان تینوں کو بڑے خداؤں کا درجہ حاصل ہے۔ وید میں خدا کا تصور یہ ہے کہ:

"تو مرد ہے، تو عورت ہے، تو کنواری لڑکی ہے، تو بوڑھا آدمی ہے جو لاٹھی لے کر کھڑا رہا ہو، تو ہر طرف موجود ہے، وہ ایک ہے تنہا ہے، اس میں تمام معبود ایک ہو جاتے ہیں۔"[۴]

---

(۱) یجر وید از دیوی چند، ص:۳۷۷ حوالہ ڈاکٹر ذاکر نائک، اسلام اور ہندوستان، ۲۰۰۷ء، ص:۹

(۲) رگ وید منڈل ۸ سوکت، حوالہ علامہ نیاز فتح پوری، خدا اور تصورِ خدا، ۱۸۷۰ء، ص:۹۹

(۳) دنیا کے بڑے مذاہب، عماد الحسن آزاد فاروقی، مکتبہ جامعہ دہلی سمیٹہ، ص: ۵۶

(۴) خدا اور تصورِ خدا، علامہ نیاز فتح پوری، مکتبہ رحمانیہ صدر کراچی، ۱۹۹۸ء ص:۱۰۲

ہندو برہما کو خالق کائنات کا درجہ دیا جاتا ہے ہندوؤں یہ مانتے ہیں کہ برہمانے ایک سونے کا انڈہ دیا۔اس کے اندر دنیا کا وجود ہو گیا اور پھر وہ گہری نیند سو گیا۔وشنو کو نیکی کا دیوتا کہتے ہیں۔وشیوا کو قہار اور جبار کا درجہ دیتے ہیں کہ وہ ہر طرف تباہی کرنے والا ہے۔دنیا کو عذاب میں مبتلا کرنے والا ہے۔لوگوں کو سزائیں دیتا ہے۔

بھگوت گیتا میں خدا کے متعلق یہ تصور دیا جاتا ہے:

"وہ جن کی عقل ماری گئی ہے مادی خواہشات نے ان کی آنکھوں پر ہوس و حرص کی پٹی باندھ رکھی اور وہ خدا کی عبادات اور قوانین کو سرانجام دیتے ہیں۔"[۱]

ہندوؤں کے ہاں عبادت میں عام و خاص کی کوئی بھی تمیز نہیں رکھی جاتی، کھڑے ہو کر دونوں ہاتھوں کو منہ کے سامنے کر کے عبادت کی جاتی ہے۔اس کے بعد پنڈت کبھی بیٹھا ہوتا ہے، کبھی کھڑا ہوتا ہے۔ان کے ہاں عبادت کے وقت دونوں ہاتھوں کو جوڑ کر پراتنا کرتے ہیں۔اس کے ساتھ عقائد کے لحاظ سے ہندو مذہب میں کثرت پرستی اور حیوان پرستی کو خاصی اہمیت دی جاتی ہے۔عقیدہ تناسخ اور قربانی کا عقیدہ ہندومت میں ایک مرکزی حیثیت رکھتا ہے۔ہندوؤں کے ہاں عقائد سماجی اور معاشرتی زندگی پر اثرانداز ہو جاتے ہیں۔[۲] ہندوؤں کے عقیدہ کے مطابق برہمنوں کو بھلائی کا کام کرنے کیلئے تخلیق کیا ہے اور کھشتری، ویش اور شودر ذہن، بازو اور پاؤں سے پیدا کیے گئے ہیں۔

"پُرامن طریقوں سے دین کو تلاش کرنا دھرم ہے اور یہ کہ آدمی بھگوان کو مانے بغیر بھی ہندو دھرم کا پیروکار ہو سکتا ہے۔"[۳]

ان کے عقیدہ مظاہر اور کثرت پرستی سے زیادہ اثرانداز نظر آتے ہیں، ان کے یہ عقیدہ بنیادی اور ابتدائی طور پر رگ وید سے ہیں۔ان کی کتاب رگ وید میں بہت سے بھگوانوں کی پرستش کا کہا جاتا ہے۔اس عقیدے کی وجہ یہ ہے کہ پالن ہار کی ذات کائنات کے ذرے میں پائی جاتی ہے اور بھی بہت سے منتروں سے معلوم ہوتا ہے کہ مظاہر قدرت اور کثرت پرستی ایک ہی بھگوان کے حصے میں آتے ہیں۔ویدوں کے مذہب میں کثرت پرستی سے پہلے بت پرستی کا رواج نہیں تھا۔

رگ وید میں یوں لکھا ہے کہ عالم دو قسم کے ہیں۔یعنی زمین بھی ایک عالم ہے اور آسمان بھی ایک عالم ہے۔ان دونوں سے ہی تمام مخلوقات پیدا ہوئی ہے اور وہی ان کو زندہ رکھنے والا ہے۔ہندوؤں کے عقیدے کے مطابق زمین اور آسمان کو دیاوس اور پرتھوی کہا جاتا ہے اور "دیاوس سے ہی دیوتا کا لفظ ماخوذ ہے"۔

---

(۱) بھگوت گیتا حوالہ ڈاکٹر ذاکر نائیک، خدا کا تصور مذاہب عالم، دارلنور اسلام آباد، ۲۰۰۴ء، ص:۲۱

(۲) تقابل ادیان و مذاہب، پروفیسر میاں منظور احمد، علی بک ہاوس، اردو بازار، لاہور، ۱۹۷۳ء، ص ۹۵

(۳) تلاش ہند، جواہر لال نہرو، تحقیقات، علی پلازہ، لاہور، ۲۰۰۴ء، ص:۹۱

آتش پرستی کا عقیدہ بھی قدیم زمانے سے چلا آرہا ہے۔ ہندو مذہب میں عقیدہ آتش کی تعریف میں بجھن بھی گائے جاتے ہیں۔ آگ کا گھر کا بھگوان بھی کہا جاتا ہے۔ رگ وید میں لکھا گیا ہے:

"انسان کا دوست ہے کسی انسان کو حقارت کی نگاہ سے نہیں دیکھتا وہ ہر خاندان میں رہتا ہے۔"(۱)

قربان گاہ میں بھی آگ روشن کرنا ہندوؤں کا عقیدہ ہے اس آگ کو روشن کرنے کا سبب یہ ہے کہ اس پر بنائی جانے والی شراب جو دیوتا کو طاقتور بناتی ہے۔

"عقل والا میرے جسم میں داخل ہو گیا ہے حالانکہ میں سادہ لوح ہوں اے سواما! میرے جسم میں وہ سوزش پیدا کر دے جو آگ سے پیدا ہوتی ہے۔ ہماری زندگی کو طول دے جیسے آفتاب پر صبح کو دن پر ہوتی ہے۔ تو ہماری عقل تیز کرتا ہے۔ تو ہمارے اندر سما گیا، ہماری بیماری ناچار ہو کر بھاگ گئی طاقتور سورما ہمارے اندر سرایت کر گیا اور ہماری زندگی کے دن بڑھ گئے۔"(۲)

اسی طرح ہندو مت کا ایک اور عقیدہ وحدانیت کا بھی ملتا ہے۔ قدیم زمانے سے لے کر جدید دور تک ہندو مت میں کثرت پرستی کا تصور ملتا ہے اس میں بے شمار دیوتاؤں، دیویوں کی پرستش کی جاتی ہے۔ اس کے علاوہ بھی ہندو مذہب میں ان سب کی پوجا کی جاتی ہے جس کی نہ تو مورتی بنائی جاتی ہے نہ کبھی اس کی کوئی تصویر لی جاتی ہے۔ ان کو مختلف نام دیئے گئے ہیں۔

۱۔ بھگوان ۲۔ پر میشور ۳۔ ایشور ۴۔ اوم ۵۔ برہم

ہندو مذہب میں ایک معبود کی پرستش کا عنصر نمایاں طور پر نظر آتا ہے۔ وہ ذات پر مشابہت اور عدم مشابہت سے بالا تر ہے۔ ہندو مذہب میں واحد ایشور کی ذات ہے جس کی تعریف و تائید میں اقتباس لکھے جاتے ہیں:

"ایشور کو بھگوان، متر، ورن، اور آگنی کہہ کر پکارتے ہیں۔ سچے بھگتوں کے محافظ ریشوں نے تمھارے نام ان کی خدمات منسوب کی ہیں۔"(۳)

اس کے متعلق لکھا گیا ہے:

"وہ عظیم الشان بھگوان لا محدود ہے ہم اس سے مانگتے ہیں وہ ہر جگہ اور ہر سمت میں موجود ہے اور ہمیشہ تمھارے قریب رہتا ہے۔"(۴)

---

(۱) ویدک ہند، (اردو ترجمہ) مولوی احمد انصاری، زیڈ اے راگوزن، دار الطبع جامعہ عثمانیہ حیدر آباد، دکن، ۱۹۲۳، ص:۱۱۷

(۲) ایضاً، ص:۸۵

(۳) رگ وید، سوامی دیانند سرسوتی، مترجم رحمت حسین، الندر پریس میرٹھ، ۱۹۸۹، ص: ۶۹

(۴) ایضاً

عقیدہ تثلیث میں بھی ہندو تین دیوتاؤں کی پرستش کرتے ہیں۔ دوسو قبل مسیح میں نگری کے کتبہ میں کرشن کی پرستش کے لیے ایک مندر بنایا گیا تھا۔ ہندوؤں میں یہ رواج پہلے بھی رائج تھا مگر اس کی کوئی مستند گواہی نہیں ملتی تھی۔ پھر وقت کے ساتھ ساتھ ہندو دھرم میں مختلف فرقے بن گئے اور پھر ان فرقوں کا ایک الگ بھگوان بن گیا۔ ان کے عقیدے کے مطابق برہما خالق کائنات ہے اس کے ۴ منہ ہیں اور سب اس کے منہ کے ارد گرد طواف کرتے ہیں۔ وشنو کو سورج دیوتا سے مماثلت دی جاتی ہے۔ وشنو کی پوجا کرنے والے صبح صبح اپنے ماتھے پر سرخ رنگ کا نشان لگاتے ہیں اور ہندوؤں کے مطابق مندروں میں جانا اور گھنٹیاں بجانا ان کی عبادت میں شامل ہے۔

شیوا پرستی ہندوؤں کا قدیم اور خوفناک عقیدہ ہے۔ اس کی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ شیوا کو ماننے والے دنیا کا قدیم ترین مسلک ہے یہ ظلم وزیادتی کا دیوتا ہے۔ یہ دنیا میں تباہی برپا کرتا ہے۔ ہندومت میں عقیدہ تثلیث زندگی کے بارے میں ہندوؤں کی اس سوچ کی آئینہ دار ہے کہ ہندو الوہیت کی اساس پر مبنی ہیں۔ ہندوؤں کا یہ عقیدہ عیسائیوں کے عقیدہ سے مماثلت رکھتا ہے۔

ہندو پنڈتوں کے نزدیک ہندومت بطور مذہب غلط اصطلاح ہے اس مذہب کو وید دھرم پر مبنی کہا جاتا ہے اور ہندومت رسوم، ورواج عبادات اور عقائد کا مجموعہ ہے۔ [۱]

اس کے ساتھ ساتھ اسلامی میں واحدنیت پر زور دیا گیا ہے کہ اللہ کی ذات وہ واحد ذات ہے جس کا کوئی شریک نہیں ہے اسلام میں عقیدہ تثلیث کی نفی یوں کی گئی ہے:

﴿قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ o اللَّهُ الصَّمَدُ o لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ o وَلَمْ يَكُن لَّهُ كُفُوًا أَحَدٌ﴾ [۲]

ترجمہ: کہو کہ وہ (ذات پاک جس کا نام) اللہ (ہے) ایک ہے۔ معبود برحق جو بے نیاز ہے۔ نہ کسی کا باپ ہے اور نہ کسی کا بیٹا۔ اور کوئی اس کا ہمسر نہیں۔

اسلامی تعلیمات کے مطابق عبادت ایک خالص رابطے کا نام ہے جس میں کوئی ذات اپنے خالق معبود سے بڑھ کر نہیں ہوتی جو صفات میں یکتا ہو اس کا کوئی ثانی نہ ہو۔ اسلام میں توحید اور عبادات سے مراد اللہ کو قبلہ رخ، اپنی سمت، نزدگی اور اپنا آئیڈیل قرار دینا ہے اور اس کی اطاعت کرنا ہے اور کسی دوسرے کی نفی کرنا ہے۔ [۳]

---

(۱) تاریخ دعوت وعزیمت، ابی الحسن الندوی، نشریات اسلام، ۴/۹۲۱

(۲) سورۃ الاخلاص: ۱۱۲/۱-۴

(۳) اسلامی تصور کائنات، آیات اللہ مظہری، ثقافتی نمائندہ ایران، سن اشاعت ندارد، ص ۱۷۳

ہندو ثقافت کے اثرات کو اگر عقائد کے تناظر میں دیکھا جائے تو یہ بات کہنا بالکل بھی غلط نہیں ہو گا کہ تمام نہ سہی کسی نہ کسی عقیدے میں ان کی جھلک نظر آتی ہے۔ مسلم ثقافت میں توہم پرستی کی کوئی گنجائش نہیں ہے مگر پھر بھی لوگ قرآن وسنت کو چھوڑ کر غیر اسلامی چیزوں کی طرف جارہے ہیں توہم پرستی مسلم ثقافت میں آگ کی طرح پھیل رہی ہے پڑھا لکھاطبقہ بھی اس کی دسترس میں آرہاہے جیساکہ اگر دیکھا جائے تولوگ بلی کے گزرنے پر کہتے ہیں کہ بلی راستہ کاٹ لے تو وہ کام ادھورارہ جاتاہے جو وہ کرنے کے لیے جارہاہو تاہے بلی کے رونے اور چیخنے کو بھی منحوس کہا جاتاہے مگر اسلام میں ایسی بات نہیں بتائی گئی۔

عام افراد کے ساتھ ساتھ مسلم ثقافت کو چھوڑ کر سیاست سے جڑے ہوئے لوگ بھی اس میں شامل ہیں جو کہ جعلی پیروں اور عاملوں سے تنتر منتر کرواتے ہیں اور عاملوں کو ہزاروں روپے بھینٹ دیتے ہیں اور ان کے بیان کردہ اصولوں پر زندگی گزارتے ہیں مسلم معاشرے میں ایسے بے شمار عقائد ہیں جو کہ عصر حاضر کی زندگی میں نظر آتے ہیں کیونکہ میڈیاہندو ثقافت سے متعلق مواد نشر کرتاہے جس میں ایسی مشرکانہ توہم پرستی کولوگوں کے ذہنوں میں پختہ کررہاہے کہ اگر چھت پر کوا بولے توگھر میں مہمان آتے ہیں اسی طرح اگر ہاتھ کی ہتھیلی میں خارش ہو توخرچ کا امکان واضح ہو جاتاہے نوجوان نسل بھی اس میں گری ہوئی ملتی ہے محبتوں کے نام پر جادوٹونا کرواتے نظر آتے ہیں اس کے متعلق لکھا گیاہے:

> "ہر طرف ایمان کی کمزوری ہے تعویذ، ٹوٹکے مرادیں اور قوالیوں کا زور ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ لوگوں کو دین سے دور کیاجارہاہے اور غیر اسلامی طاقتوں کی وجہ سے معجزے اور کرامات تلاش کررہے ہیں"۔(۱)

تجزیہ:

عقائد میں بہت زیادہ ان کی جھلک ہے۔ ان کے ڈراموں میں گھر کی معمولی بات چیت میں اس بات کو واضح کیاجاتاہے کہ توہم پرستی کے بغیر گزارہ نہیں ہے اخبارات اور رسالوں میں ایسے ہزاروں اور بے شمار اشتہارات ملتے ہیں جو کہ لوگوں کو غیر اسلامی عقائد کی طرف راغب کررہے ہوتے ہیں مسلم معاشرے میں رہنے والے لوگ غیر اسلامی ثقافت کو بہت جلد اپنا رہے ہیں اور توہم پرستی کا عالم یہ ہے کہ جمعہ اور منگل کے روز کپڑے دھونا آمدن میں کمی کی وجہ سے گردانتے ہیں۔

توہم پرستی کی بڑھتی ہوئی شرح کی اصل ذمہ دار اسلامی تعلیمات سے دوری ہے اور ایمان کی کیفیت سے دور ہونے کی وجہ سے ہورہی ہے کیونکہ ہر چیز کا حل قرآن وحدیث میں موجود ہے مگر لوگ اس طرف آتے نہیں ہیں خواتین، نوجوان

---

(۱) تہذیب کا فکری پس منظر، حسن محمد، اکادمی اردو پبلشرز، نئی دہلی، ۱۹۸۹ء، ص:۵

نسل، عام آدمی کوئی بھی اس لیے بچا ہوا نہیں ہے معاشرے میں کھویا ہوا مقام و غیرت کے لیے اور اعتماد بحال کرنے کیلئے علم کا سہارا لیتے ہیں مگر مسنون اذکار کا ذکر نہیں کرتے۔

توہم پرستی کا ایک اور مظہر اگر نظر سے گزرے تو وہ یہ ہے کہ بری نظر سے حفاظت کے لیے گھر یا گاڑی کے آگے گندی جوتی کو لٹکا دیا جاتا ہے یا گاڑی کے سامنے کالے کپڑے کو باندھ دیا جاتا ہے یہ تمام اعتقادات صرف ہندو ثقافت کی مرہون منت سے مسلم قوم میں پنپ رہے ہیں اور پریشانیوں سے بچنے کے لیے ہاتھوں کی انگلیوں میں انگوٹھیوں کو بھر دیا جاتا ہے اس کے حوالے سے شہاب ثاقب میں لکھا گیا ہے:

"مسلمان توحید کا دعویٰ رکھتے ہیں اور ہندوؤں کو غیر اللہ کے پوجنے سے جہنمی کہتے ہیں مگر خود بھی ان کی دیکھا دیکھی قبروں کو سجدہ کرتے ہیں شونی اور بد شگونی کی باتیں کرتے ہیں جس طرح ہندو قوم اپنے پنڈتوں اور پادریوں کو مانتے ہیں اس طرح مسلم معاشرے میں بھی پیر زادے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں"(۱)

اور اس کا گمان اس قدر زیادہ ہے کہ لوگ صحیح اور غلط میں کوئی فرق نہیں کر پاتے جب انسان کے دل میں شکوک پیدا ہوتے ہیں تو ایسے غلط راستوں کا سہارا لیتا ہے یا انسان جب اپنے آنے والے وقت کو جاننے کے میں مضطرب ہوتا ہے تب اس کا یقین علم نجوم پر اور مضبوط ہو جاتا ہے کیونکہ عصر حاضر میں دیکھنے سے یہ پتہ ملتا ہے کہ اسلامی معاشرے کے زیادہ تر عوام اس علم پر پختہ یقین رکھتے ہیں کیونکہ ہندو کے ہاں نجومیوں کا آنا جانا لگا رہتا تھا تو ان کو دیکھتے دیکھتے مسلم معاشرے میں اس کا یقین راسخ ہو چکا ہے۔ علم نجوم میں یہ بات موجود ہے:

"جب سلطان جہانگیر کی عمر چار برس چار مہینہ اور چار دن ہوئی تو علم نجوم کی مدد سے اس کی پیدائش کے مہینے کا حساب لگا کر اس کو پھر سکول روانہ کیا گیا"۔(۲)

عصر حاضر میں دیکھا جائے تو شاہراوں، سڑکوں پر لوگ بیٹھے ہوتے ہیں اور باقاعدہ طور پر ان کی اشتہار بازی بھی دیوار پر موجود ہوتی ہے لوگ رک رک کر ان سے اپنے مستقبل کے بارے میں معلوم کر رہے ہوتے ہیں یا دوسرے معنوں میں طوطوں سے فال نکلوائی جاتی ہے لوگوں کے ہاتھوں کی لکیروں کو مد نظر رکھ کر لوگوں کو الٹی سیدھی باتیں بتاتے رہتے ہیں اور اس کا اثر پڑھے لکھے طبقے پر بھی ملتا ہے جس کو وہ Stars Reading کا نام دے دیتے ہیں۔ مزید اوہام پرستی کو دیکھا جائے

---

(۱) شہاب ثاقب، عبد الحق حقانی، تحفہ ہند پریس دہلی، ۱۳۶۲ء، ص ۲۳، تسخیر جنات اور جھاڑ پھونک کی تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو قانون اسلام، باب نمبر ۲۹، ص ۲۰۱، ۴۲۳،۲۲۳

(۲) ترک جہانگیری، نور الدین جہانگیر، سنگ میل پبلشرز، لاہور، ۱۹۹۱ء، ص ۲۰

تو عرس پر دھمال بھی ہندو ثقافت کی ہی مرہون منت ہے ہندو اپنے بھگوانوں کو منانے کے لیے ان کے آگے ناچتے ہیں اور ان سے منتیں مرادیں پوری کروانے کے لیے ننگے پاؤں ان کے آگے کھڑے ہوتے ہیں۔

"ہندو اپنے بھگوان سے منتیں مرادیں مانگتے ہیں اور ان کو منانے کے لیے ان کے سامنے ناچتے ہیں"(۱)

اسلامی معاشرے میں اس کا رنگ نظر آتا ہے لوگ مزاروں پر جاکر وہاں پر قبور پرستی کے ساتھ ان مزاوں کے سامنے دھمالیں بھی ڈالتے ہیں جس میں خاص بالخصوص بلھے شاہ کا مزار، داتا گنج بخش کا مزار اور دیگر مزار میں جہاں پر لوگ دھمالیں ڈالتے ہیں اور ان کی قبروں کے سامنے سجدہ کیا جاتا ہے۔ یہ بات مشاہدے میں ملتی ہے کہ لوگ اعتقادات اور عقائد کو مد نظر رکھ کر ایسا کرتے ہیں۔(۲)

اسلامی ثقافت میں ایسی بے شمار توہمات اور غیر اسلامی عقائد موجود ہے جن کو لوگ مانتے ہیں اور یہ وقت کے ساتھ ساتھ پھیل رہے ہیں قبر پرستی کی ثقافت بھی ہندو ثقافت سے ہی آئی ہے کیونکہ وہ بھگوانوں کو سامنے سے پوجتے ہیں مگر اسلامی معاشرے میں قبر کو سجدہ کرتے ہیں اور ان کے لیے نذرو منتیں بھی مانی جاتی ہے اسلامی معاشرے میں تمام توہمات سے منع کیا گیا ہے۔

مزاروں پر جاکر منتیں ماننا اور ان کے نام لے کر چڑھاوے چڑھانا یہ سب کچھ ہندو ثقافت و عقائد کی وجہ سے اسلامی ثقافت میں آیا ہے یہ سب ہندو ثقافت کا مرہون منت ہے ہندو اپنے دیوتاؤں کے آگے منتیں مانگتے ہیں ان کے سامنے چڑھاؤں کو پرشاد کا نام دیتے ہیں یہاں تک کہ اپنی مراد کو مکمل کرنے کے لیے انسانوں بھی قربان کیا جاتا ہے۔ دور حاضر میں مشاہدہ کرنے سے معلوم ہو گا کہ مسلمان بھی مزاروں، درگاہوں، درباروں پر دیگیں چڑھاتے ہیں اور یہاں تک کہ منتیں پوری کروانے کے لیے نذر و نیاز کی دیگیں پکاتے ہیں اس کا زیادہ تر رجحان عورتوں میں ملتا ہے جو ہر کام کو شروع کرنے سے پہلے منت مانگتی ہیں اور نذر و نیاز مان لیتی ہیں مگر اسلام میں ایسا کوئی حکم نہیں ہے جس نے اپنی منت پوری کروانے کے لیے کوئی نذر مانی ہوا اس کے بارے میں آتا ہے:

﴿ وَمَا أُهِلَّ بِهِ لِغَيْرِ اللهِ ﴾ (۳)

ترجمہ: جس پر ذبح کے وقت غیر اللہ کا نام پکارا ہو حرام کیا ہے ۔"

---

(۱) ہندو تہواروں کی اصلیت، منشی پرشاد ماتھر، مکتبہ جامعہ لمیٹڈ، ۱۹۹۱ء، ص ۵۰۵

(۲) روزنامہ جنگ، ہفت ایڈیشن، ۲۰۰۴ء، ص ۱۴، مزید ملاحظہ ہو: طریقت کی حقیقت، چوہدری غلام رسول، البدر پبلشرز، لاہور، ۱/ ۱۲۲

(۳) سورۃ البقرۃ: ۲/ ۱۷۳

تفہیم القرآن میں ہے کہ جس چیز پر اللہ کے علاوہ کسی کا نام لیا گیا ہو وہ چیز حرام ہے اس کا اطلاق اس پر بھی ہوتا ہے جیسے کسی اور کے نام پر قربان کیا گیا ہو اور بالخصوص جو اللہ کے نام کے سوا کسی اور کو نذر کی گئی ہو۔[1]

ہندو ثقافت کے مظاہر کا ایک اور مظہر قبروں پر آتش یا چراغاں کرنے پر بھی نظر آتا ہے یہ بھی ہندو ثقافت کا مظہر اسلامی ثقافت میں جھلک رہا ہے قبروں پر آتش یا چراغاں کرنا بھی ان کی ثقافت کی رونمائی کرتی ہے کیونکہ وہ اپنے بھگوانوں کے مندروں میں آئے دن چراغاں کرتے ہیں اور ان کے مندروں میں چراغ جلتے رہتے ہیں اور کوئی بھی پوجا ہو تو وہ چراغوں کو جلا کر منت مانگتے ہیں یہی مشاہدہ اسلامی ثقافت میں نظر آتا ہے لوگ مزاروں پر جا کر چراغ کو جلاتے ہیں اور ان قبروں کے سامنے منتیں مانگتے ہیں ان چراغوں کو جلا کر دعائیں کی التجا کرتے ہیں اور آج کل عرس کے موقعوں پر مزاروں وغیرہ بھی کیا جاتا ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

((لعن الله اليهود والنصارىٰ اتخذو قبور انبيا ئهم مساجد))[2]

اللہ یہود و نصاری پر لعنت کرے انہوں نے انبیاء اور بزرگوں کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا ہے۔

یہ مظہر ہندو ثقافت سے لیا گیا ہے اور لوگ اس کی دھڑا دھڑ پیروی کر رہے ہیں اور چھوٹی سے چھوٹی بات کے لیے بھی مزاروں پر جا کر دھاگے باندھتے اور چراغ جلاتے ہیں۔

اسلامی معاشرے میں بہت زیادہ توہمات پائی جاتی ہیں جو کہ ہندو ثقافت کی مظہر ہیں اہل ہند تو شروع سے توہمات میں گھرے ہوئے ہیں مگر اب عصر حاضر میں اس پر بھی بے شمار لے رہے ہیں۔

اس کی ایک اور وجہ یہ ہے کہ جادو کے ذریعے دعاؤں کو پورا کیا جاتا ہے اور جادو ٹونے ٹوٹکوں سے بہت سی ناجائز چیزوں کی تکمیل کروائی جاتی ہے۔ اس کے متعلق ارشاد فرمایا گیا ہے:

((ان الرقي والتمائم والتولة شرک))[3]

جھاڑ پھونک، تعویذ اور منتر شرک ہے۔

جادو کرنے والے گناہ کے حقدار ہوتے ہیں اور جادو کے کرنے کے لیے جو چیزیں استعمال کی جاتی ہیں وہ حرام ہوتی ہیں یہ کام بھی ہندو ثقافت کی مرہون منت ہے ہندو ثقافت میں اپنی طاقت میں اضافہ کرنے کے جادو کا سہارا لیا جاتا ہے جس کا کسی کو کوئی فائدہ نہیں ہوتا ہے۔

---

(۱) تفہیم القرآن، مولانا مودودی، مکتبہ عثمانیہ، ۱۹۹۵ء، ص ۲۲

(۲) صحیح بخاری، کتاب الجنائز، باب مایکرہ من اتخاذ المساجد، حدیث ۱۳۳۰، ۳/ ۲۱۲

(۳) السنن، ابی داؤد، سلیمان بن اشعث، کتاب الطب، باب تعلیق التمائم،، دار السلام ریاض، ۱۹۹۹ء، ۴/ ۵-۶

الغرض جہاں بھی دیکھا جائے تماعباداتوں میں اس کا مظہر ملتا ہے تانت دھاگے تعویذ ہر چیز ہندو ثقافت کی وجہ سے ہے دھاگوں کی ثقافت کا رواج بھی اس وجہ سے ہے کیونکہ ہندو ثقافت میں لڑکیاں اپنے بھائیوں کو دھاگہ باندھتی ہیں اس کو راکھی کا نام دیتے ہیں اور اس کا الٹا اثر مسلم معاشرے میں اس طرح سے ہوا کہ لوگوں نے اس کو ہر مسئلے کا حل ڈھونڈ لیا ہے۔

اسلام وہ مذہب ہے جس میں ایسی کوئی چیز شامل نہیں۔ تمام مسائل کا حل قرآن وحدیث میں موجود ہے زندگی کا جو بھی مسئلہ ہو وہ قرآن وحدیث سے حل کیا جاسکتا ہے۔

فصل دوم

ہندو ثقافت خانگی زندگی کے تناظر میں

ہندو ثقافت خانگی زندگی کی روشنی میں

ہندو ثقافت کے خانگی زندگی میں بھی اثرات نظر آتے ہیں۔ہندوستان میں رسوم و رواجات کو خاص مقام حاصل ہے۔چاہے چھوٹے سے چھوٹا موقع ہو وہ اس کو رسم و رواج کے تناظر میں مناتے ہیں۔خانگی زندگی کی بنیاد ہی شادی سے ہوتی ہے۔ہندو مذہب میں عورت کو برا سمجھا ہے۔اس لیے عورتوں کے لیے کوئی مقدس کلمات ہندو مذہب میں یا رسم و رواج میں ادا نہیں کیئے جاتے۔عورت کو بچپن میں اپنے باپ، جوانی میں اپنے خاوند اور بوڑھا ہونے پر بیٹوں کی سرپرستی میں رہنا ہوتا ہے۔عورت کو کبھی بھی آزاد زندگی گزارنے کی اجازت نہیں ہوتی۔

"ہندو معاشرت میں عورت کی حالت کبھی بھی بہتر نہیں ہو سکتی۔وہ ہمیشہ اپنے باپ، خاوند اور بیٹوں یا کسی دوسرے مرد کی ماتحت ہوتی ہیں۔شادی میں بھی ان کی مرضی ضروری نہیں سمجھی جاتی"[1]

معاشرے پر ہندو رسم و رواج کا نقش گہرا نظر آتا ہے۔شادی بیاہ سے متعلق اس میں گہرا اثر اور رنگ ہندو ثقافت کا ہے۔ہندو خانگی زندگی کی ابتداء شادی سے پہلے منگنی سے کرتے ہیں۔دونوں گھروں کے افراد آپس میں کوئی ایک دن طے کرتے ہیں اور اس دن سب رشتہ دار بیٹھ کر منگنی کی رسم ادا کرتے ہیں۔رسم ادا کرنے کے بعد (منگل چرن) یا رحمت کی دعا پڑھتے ہیں۔اور لڑکے والوں پر چاول پھینکے جاتے ہیں۔سرخ رنگ کا پانی چھڑکا جاتا ہے۔

"نوی ہوش کو اپنی بیٹی ایک شخص کو دینے کے بعد کسی دوسرے شخص کو نہیں دینی چاہیے"

عام طور پر ہندوؤں میں شادی کے رسم و رواج کچھ اس طرح سے ہیں۔

۱۔دھرم پاپن: جس میں لڑکی کے والدین ایک نظرانے کے طور پر مستقبل کے شوہر کو دیتے ہیں۔

۲۔وٹہ سٹہ: دو گھروں کے لوگ آپس میں بیٹیوں کی شادی کرتے ہیں۔

۳۔ٹکیاں: اس رسم میں دلہن کی قیمت طے کی جاتی ہے۔"

ہندوؤں کے ہاں شادی کی رسومات اس طرح کی ہیں کہ اس کے اثرات مسلم معاشرے پر بھی پڑ رہے ہیں اور اس طرح خانگی زندگی بھی متاثر ہوتی ہوئی نظر آتی ہے۔[2]

---

(۱)اسلام کا خاندانی نظام، چودھری غلام رسول، علم عرفان پبلیشرز اردو بازار لاہور، ۲۰۰۴، ص:۶۵

http://www.hindumarriagecermony/net/fs8107

(۲)منو دھرم شاستر، مترجم ارشر رازی، نگارشات پبلیشرز لاہور، ۲۰۰۳

۱۔ تلک:

ہندو ہر رسم و رواج میں اور ہر تہوار میں تلک لگاتے ہیں۔ان کا ماننا ہے اس سے ان پر لگی بُری نظر اُتر جاتی ہے۔یہ تلک صندل پاؤڈر اور مقدس کو کم بنا کر دونوں آنکھوں کے درمیان لگایا جاتا ہے۔شادی سے پہلے اس رسم کو دلہن کا بھائی لگاتا ہے اور بعد میں اس کو تحائف دیئے جاتے ہیں۔

۲۔ جماوان:

اس کے معنی پیار کرنے یا بوسہ کرنے کے ہیں۔مگر اس رسم میں دلہن دلہا کا بوسہ نہیں لیا جاتا مگر پانچ شادی شدہ عورتیں چاولوں کو دلہن دلہا کے ہاتھوں بازوؤں سے مس کرتے ہیں۔ہندوستان میں اس رسم کو اہمیت حاصل ہے۔

۳۔ لگن:

تلک کی رسم کرنے کے بعد دلہن کے گھر سے واپسی پر تحائف یا کچھ نقد رقم لائی جاتی ہے جس کو پانچ شادی شدہ عورتوں میں بانٹ دیا جاتا ہے۔اور اس موقع پر مخصوص گانے بھی گاتے ہیں۔ہندو ثقافت میں شادی کی رسوم کو مزید تین حصوں میں اس طرح تقسیم کی جاتا ہے۔

۱۔ شادی ہال

۲۔ تحائف کا تبادلہ

۳۔ کنیادان کی الم

۴۔ عہد وفا اور ہاتھ ملانے کی الم

۵۔ دلہن کا پلو باندھنا

۶۔ منتر پڑھتے ہوئے آگ کے گرد گھومنا

۷۔ سات قدم چلنا

۸۔ اختتامی دعائیں پڑھنا[۱]

ان رسومات میں لڑکی کو پہلے منگنی اور پھر مایوں میں بٹھایا جاتا ہے۔اور اس کو مہندی لگوائی جاتی ہے۔شادی شدہ عورتیں آکر لڑکی کو مہندی اور تلک لگاتی ہیں۔جس کو اچھا شگون مانتے ہیں۔شادی جب شروع ہوتی ہے تو استقبالیہ کی مخصوص جگہ بنائی جاتی ہے جس میں دلہن کے والدین گرم جوشی سے ملتے ہیں۔اس کے بعد دلہا کے ماتھے پر والدین تلک لگاتے ہیں۔اور دلہن دلہا کے گھر والوں اور رشتہ داروں کو مشروب پیش کرتے ہیں۔ہندوؤں کے ہاں جہیز دینا ضروری گردانا جاتا ہے۔اگر کوئی

---

(۱) ہندوستانی تہذیب و ثقافت، ڈاکٹر تاراچند، کلکتہ پبلشرز، ۱۹۷۳ء، ص ۱۰۸

جہیز نہ دے سکے تو لڑکے والے رشتہ توڑنے کے مجاز ہوتے ہیں۔اس لیے دلہن کا باپ لازمی طور پر دلہن کو تحفہ میں گائے دیتا ہے۔کیونکہ شادی کے بعد یہ لڑکی کی معاشی ضرورت ہوتی ہے۔جو کہ تبرک اور تقدس کی علمبر دار مانی جاتی ہے۔ان رسومات کے ہونے کے بعد لڑکی کا کنیا دان کیا جاتا ہے۔کنیا کا مطلب لڑکی اور دان کا مطلب دے دینے کے ہیں۔لڑکی کا باپ لڑکی لڑکے کو دینے کا باقائدہ اعلان کرتا ہے۔پروہیت منتروں کا ورد کرتے ہیں۔دلہن کا دایاں ہاتھ دلہا کے دائیں ہاتھ میں دے کر آگ کے گرد چکر لگوائے جاتے ہیں۔[۱]

دلہا کو گائے تحفہ کرنا:

دلہن کا باپ دلہا کو گائے کا تحفہ دیتا ہے۔ہندوستان میں گائے کو خوش بختی گردانا جاتا ہے۔اور اس کو تبرک اور تقدس کی نشانی بھی سمجھتے ہیں۔دلہاوالے دلہن کو سونا اور دوسری قیمتی اشیاء دیتے ہیں۔

مقدس آگنی کی رسومات:

ویدی مذہب کے تمام پیروکار اپنی مذہبی عبادات اور تمام رسومات مقدس آگنی سے شروع کرتے ہیں جس کا بنیادی تصور روحانیت حاصل کرنا ہے۔اس آگنی میں تیل،پودے،اور خوشبوڈالی جاتی ہے اور ساتھ ہی ساتھ منتر بھی پڑھے جاتے ہیں پھر دلہا اور دلہن دونوں اس بات کا وعدہ کرتے ہیں۔

"ہم ایک دوسرے کے جانثار اور وفادار رہیں گئے، ایک دوسرے کو ہر غم اور خوشی میں شریک کریں گئے، ہمارے درمیان محبت اور ہم ایک دوسرے کو سو سال تک پیار و محبت کی دیکھ لیا کریں،خدا ہمیں سو سال کی زندگی دے اور خدا کرے کہ ایک دوسرے کے ساتھ محبت بھرے الفاظ بول سکیں۔"[۲]

چاول کی پیشکش(لاج ہوما)

اس رسم میں دلہن اپنے ہاتھ دلہا کے ہاتھ پر رکھ کر اس کو چاول کی پیشکش کرتی ہے۔

"میں دلوں کو ملانے والے خدا کی پوجا کرتی ہوں میں اپنے والدین کا گھر شوہر کے لیے چھوڑ رہی ہوں۔ میں پراتنا کرتی ہوں کہ بھگوان ہمیں یکجا رکھے۔ اس نذرانے کے ساتھ شوہر کی بھی عمر کی دعا گو ہوں۔"

---

(۱) منوشاستر،۸،کوک شاستر،منتر شلوگ،مترجم ارشد رازی،نگارشات،لاہور،۲۰۰۳ء ص ۲۲۷

(۲) مہابھارت،منشتی پرکاش دیانند،مترجم لالہ رام اینڈ سنز،تاجران پبلشرز،دہلی،۱۹۳۲ء،ص ۲۶۲

ہندو مت کی خانگی زندگی کی رسومات کی عکاسی مسلم ثقافت میں بھی ملتی ہے۔ اس ثقافت میں دلہن کی چند دن پہلے مایوں پر بٹھا دیا جاتا ہے۔ نمود و نمائش کی جاتی ہے۔ ڈھولک اور گانا بجایا جاتا ہے۔ ہندوؤں کی رسومات ہمیشہ ایسی بنتی چلی جاتی ہیں جس میں پیچیدگی کا عنصر نظر آتا ہے۔ ہندوؤں کی ساری رسومات میں برہمن کا ہونا ضروری سمجھا جاتا ہے۔ اس کی شادی شدہ زندگی میں زن کو کوئی خاص درجہ حاصل نہیں ہے مگر اسلام میں عورت کو ایک خاص مقام حاصل ہے۔ ہندوؤں کے ہاں عورتوں کو جوتی سمجھا جاتا ہے۔ البتہ اسلام میں عورت کے پاؤں کے نیچے جنت ہے۔ ہندوؤں کی ہمیشہ ہی کوشش رہی ہے کہ وہ مذہبی اور معاشرتی رسومات کو مشکل کریں۔ عام افراد کی دسترس سے باہر ہیں۔ ہندو ثقافت کے تمام نظریات یا رسومات محض وجودی ہیں۔ اس لیے ان کے ہاں بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔

مزید اخلاقی تعلیمات اس طرح سے ملتی ہیں:

"اے قادر مطلق! ایک کنجوس کو بھی خیرات کرنے کی توفیق دے اسے نیک مزاج بنا۔"(۱)

"ہر جگہ لوگ میرے ساتھ مہربانی سے پیش آئیں۔"(۲)

برہمنوں کو اخلاقیات کا زیادہ درس دیا جاتا ہے کیوں کہ یہ اونچا طبقہ ہوتا ہے۔ اس لیے برہمنوں کو اخلاق سے پیش آنے کا حکم دیا جاتا ہے۔ لکھا گیا ہے:

جالینوس نے کتاب اخلاق نفس میں کہا ہے:

"قیصر قومووس کے زمانے میں دو شخص بت فروش کے پاس گئے اور دونوں نے اس بت کا سودا کرنا چاہا۔ ایک شخص اس بت کا مندر بنانا چاہتا تھا دوسرا اس بت کی قبر بنانا چاہتا تھا۔ دونوں میں سے ایک کو خواب آیا کہ وہ چیز بنا پہلے جس سے تمھارا نام عیب سے پاک ہو۔"(۳)

اخلاقیات میں برہمنوں کو خاندان کے بزرگوں کا ادب کرنے کا بھی حکم دیا جاتا ہے۔ افلاطون لکھتا ہے:

"جو شخص ادب کرنا چاہتا ہے اس پر لازم ہے کہ دیوتاؤں کے سر کو قائم رکھے۔ باپ دادا کے جو آداب مقدر میں جب تک وہ زندگی ہیں بقدر طاقت ان کی اطاعت واجب ہے۔"(۴)

---

(۱) رگ وید ہ/، منتر ۳۳، سوامی دیانند، مترجم حافظ شان احمد، ۱۹۳۳ء ص:۴

(۲) اتھر وید ۹، منتر ۱۵، راگیا چنیدے اتھر واء مترجم قومی کونسل برائے فروغ اردو زبان، نئی دہلی، ص:۶

(۳) کتاب الہند البیرونی، ترجمہ سید اصغر علی، نظر ثانی سید عطا حسین ناشران، کتب غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور، ۱۹۹۴ء، ص:۱۵۱

(۴) ایضاً، ص:۱۵۳

ہندوؤں کے نزدیک اخلاقیات ایک ہی طرح کے ہیں۔ ان میں اخلاقیات کی تعمیر ایک ہی اصول پر ہوتی ہے۔ ہر روز کے پانچ فرائض کی ادائیگی ہر ہندو پر فرض ہے اور انسانی ہمدردی بھی ان پر فرض ہے۔ ان کے نزدیک اخلاقیات کے پانچ اصول درج ذیل ہیں۔

"۱۔ برہم بجھن یعنی عبادت الٰہی ۲۔ گنی اور گیانی (افراد کا احترام)

۳۔ پری بچن یعنی بزرگوں کا احترام ۴۔ بھوت بچن یعنی مویشیوں اور پرندوں کو کھلانا

۵۔ اتی تی یعنی مہمانوں کے ساتھ حسن سلوک کرنا اور ان کے ساتھ اچھا رویہ رکھنا۔"(۱)

ویدوں سے لے کر پرانوں بھگوت گیتا تک کوئی کتاب ہی ایسی ملتی ہو گی جس میں اخلاقیات کے گن نہ گائے گئے ہوں اور سنسکرت مصنفین ان کے مذہب میں اخلاقیات کو ایک خاص درجہ دے چکے ہیں اور اس کا اقرار کر چکے ہیں۔ ہندو مفکرین کہتے ہیں کہ ہندو اخلاقیات صرف ہندو نوجوانوں کے لیے بلکہ فلسفہ سے تعلق رکھنے والوں کے لیے ضروری ہے جو کہ ان کو خیر و شر سے بچانے کے لیے کام آتا ہے۔ ہندوؤں کی کئی تصنیفات میں اعلیٰ درجے کے اخلاقی اصول کی جھلک نظر آتی ہے۔ ان کا ماننا یہ ہے کہ اخلاقی تعمیر سے ملک کی مادی بہبود ممکن ہو سکتی ہے۔

"ہم سب ایک دوسرے کی حفاظت کریں، سب ملک کر کھائیں، مل کر بہادرانہ کام کریں اور ایک دوسرے سے نفرت نہیں کریں گے۔"(۲)

جبکہ اسلام میں اس قسم کی کوئی گنجائش باقی نہیں اسلام میں شادی کی بنیاد نکاح کو قرار دیا گیا ہے اس کے علاوہ میں کسی قسم کی رسم نہیں ہے۔ مہندی، مایوں، ڈھولکی کی تمام رسمیں ہندو ثقافت کی مرہون منت ہیں جیسا کہ لکھا گیا ہے:

"اسلام میں شادی کے لیے نکاح کا لفظ استعمال ہوا ہے"

اور لغت میں اس کی رائج تعریف یوں ملتی ہے

تناکحت الاشجار (۳)

اسلام میں نکاح کے بعد عورت کے لیے حق مہر مقرر کر دیا جاتا ہے اور ان کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ ان کے مہر خوش دلی کے ساتھ ادا کرو۔ اسلام میں شادی کی رسومات نہایت ہی سادہ ہیں۔ نکاح سے پہلے لڑکے والدین اس کے ولی بن کر لڑکی کے گھر جاتے ہیں اور معاملات کو طے کر کے شادی کا دن مقرر کرتے ہیں اور نکاح پڑھانے کی اجازت لی جاتی ہے۔

---

(۱) ہندو اخلاقیات، بی اے حیدر، مترجم مولوی غلام ربانی، دکن لار پورٹ پریس جام باغ، حیدر آباد

(۲) ایضاً، ص: ۴۷۷

(۳) مصباح اللغات، مادہ نکح، مقبول اکیڈمی، ص ۲۰۷

فصل سوم

ہندو ثقافت اخلاقیات اور اجتماعیت

ہندو ثقافت اخلاقیات اور اجتماعیت

اخلاقیات میں منظم اور درستگی کے تصور کی سفارش شامل ہے۔

"Ethics involves systematizing, defending and recommending concepts of right and wrong behavior."[1]

ہندو ثقافت اور مسلم ثقافت میں ضابطہ اخلاق مماثلت رکھتا ہے۔ ان کے ہاں بھی کہیں نہ کہیں اخلاقیات کا وہی تصور ملتا ہے جو مسلم ثقافت میں ہے۔ ان کے ہاں اخلاق اس بات کی عکاسی کرتا ہے۔

"اگر کوئی تمھارے منہ پر ایک تھپڑ مارے تو اسکے سامنے اپنا دوسرا گال بھی پیش کرو۔"[۲]

ان کے ہاں اخلاق کا دوسرا تصور "کرما" لفظ کے تحت ملتا ہے۔ ہندو ثقافت میں مانا جاتا ہے کہ جو کسی سے جیسا رویہ یا برتاؤ کرے گا اس کو ویسا ہی رویہ واپس ملے گا۔ کرما سے مراد وہ عمل ہے جو جسم سرانجام دیتا ہے بلکہ اعمال کا احاطہ کرتا ہے جو ذہن سرانجام دیتا ہے۔ ہندوؤں میں اس کے لیے یوں بیان کیا گیا ہے:

"Virtue, right conducts, ethics, are the parts of the complex concept of Karhma."[3]

خوبیاں، صحیح اخلاق اور رویے کرما کے مشکل اور پیچیدہ حصے تصور کیے جاتے ہیں۔

ان کی کتابوں میں اخلاقیات کا حکم دیا جاتا ہے۔ وید میں اس کے متعلق کہا گیا ہے کہ:

"حسد، کذب گوئی، دھوکہ بازی، جوا کھیلنا، چوری اور دوسروں کے مال و جان کو نقصان پہنچانا گناہ سمجھا جاتا ہے۔ کیونکہ ایمانداری، امانت داری، صداقت، خوش مقامی اور عدم تشدد کو پسندیدہ اخلاق قرار دیا گیا ہے۔ باہمی ہمدردی اور بہتر تعلیم پر زور دیا ہے۔"

اسی طرح ویدوں میں اخلاقیات کے حوالے سے ظالمانہ احکامات بھی پائے جاتے ہیں۔ ویدوں میں جبر و ظلم کی جھلک دیکھائی گئی ہے جو کہ اس وجہ کو ثابت کرتے ہیں کہ وید ان کی الہامی کتاب نہیں ہے۔ یہ کئی مرتبہ گم ہوتی رہی ہے اور بار بار خود ہی لکھی جاتی رہی ہے۔

---

(1) Bhikkhu, Jmestn42350601. Org/wp

(۲) ہندو رسم رواج، مہاتما گاندھی، سلیم اختر مترجم، احمدیہ پبلشرز، ملتان، ۱۷۹۷ء

(2) www.access insight.org/Dharma

"اخلاقیات بنیادی طور پر اعمال سے متعلق ہیں خیر و شر دونوں ہی برہمن میں تحلیل ہو جاتے ہیں جو ہر چیز میں جاری ہے۔ حق کے نقطہ نظر سے وہ خیر ہے۔ اس راہ میں سنجیدہ اور خود غرضانہ خواہشات ہیں۔"

رگ وید میں اخلاقی تعلیم کچھ اس طرح کے الفاظ میں دی گئی ہے:

"اے لوگو! اپنی قوتیں کل بنی نوع انسان کی بہبود کو بڑھانے میں لگادو۔ محبت اور یگانگت تمھارے آپس کے تعلقات کی خاص خصوصیات ہیں۔ تمھارے دل کی حرکت تمام انسانی قلوب کی حرکت کے ساتھ ہم آہنگ ہو۔"(۱)

رگ وید میں اخلاقیات پر خاصا زور دیا گیا ہے اور اس کے ساتھ ہی پروفیسر میکس نے کہا ہے کہ:

"اخلاق انسان کے ہر پہلو کا فطری عکس نظر آتا ہے۔ اخلاق وہ پہلا کام ہے جو ہر آدمی کی زبان سے سب سے پہلے نکلتا ہے۔ ہم اپنے کتب خانوں، عجائب خانوں میں اخلاق سے متعلق آثار کی معلومات کو جمع کرتے رہتے ہیں۔"(۲)

اپنیشد میں بھی اخلاقیات پر کافی زور دیا گیا ہے۔ ان کے ماننے والے کہتے ہیں کہ اخلاق خزانے کی چابی ہے۔ اخلاقیات انسان کو ایسے دوریا جہان میں پہنچادیتا ہے۔ جہاں صرف نور ہی نور ہوتا ہے۔

"جو شخص کسی گرو کے مکان میں رہتا ہے۔ ویدوں کا مطالعہ کرتا ہے اور پھر خانہ داری میں پڑتا ہے اور اپنے مطالعہ میں لگا رہتا ہے وہی راحت و سکون حاصل کرتا ہے۔"(۳)

ہندو ثقافت میں اخلاقیات کا اتنا عمل دخل ہے کہ انکا ماننا ہے کہ کامل اور ابدی خوشی صرف ان لوگوں کو ملتی ہے جس کا کردار سب سے اچھا ہو گا اور وہ لوگ بے باک اور خوشی کے ساتھ زندگی گزاریں گے۔ ان میں اخلاقیات کو ایک درجہ حاصل ہے۔ ان کے گرووٗں کی تعلیم مندرجہ ذیل نکات پر ہوتی ہے۔

"۱۔سچ بولو ۲۔نیکی کی زندگی بسر کرو ۳۔نیک کرداری کے راستہ کو نہ چھوڑو

۴۔ماں کا احترام کرو ۵۔ایسے کاموں میں دیر نہ کرو جس سے کسی کی بھلائی ممکن ہو۔"(۴)

---

(۱) رگ وید امنتر، ۲۳، مترجم نہال سنگھ، نگارشات مزنگ لاہور روڈ، ۲۰۰۵ء، ص ۱۰

(۲) بھگوت گیتا، ویکیپیڈیا، www.ethics.org.com

(۳) ویدانت ویدک ہند، زیڈ راگوان مترجم انصاری احمد، جامعہ عثمانیہ حیدر آباد، ۱۹۳۳ء

(۴) اتھر وید مترجم محمد سلیم، قومی کونسل برائے اردو شماریات، ۱۷۰۵ء

"حب الوطنی کے جذبے کو بھی دل میں جگہ دینی چاہیے۔ ان کے گردوں کے مطابق جب تک ان تعلیمات پر عمل پیرا نہیں کیا جا سکتا تب تک ہم اعلیٰ درجے کا اخلاق حاصل نہیں کر سکتے، ہندو مت میں اخلاقیات پر بہت زور دیا گیا ہے۔ جھوٹ بولنا، چوری، دوسرے لوگوں کو نقصان پہنچانا، ان پر دھوکہ کا الزام لگانا نہایت ہی بڑے گناہ سے مشروط کیا گیا ہے۔"(۱)

اس کے مقابل امانت داری، ایمان داری، اچھے اخلاق سے کسی کو ملنا، اچھے اخلاق کی عکاسی کرتے ہیں اور افراد یا خاندان کے ساتھ اچھے طریقے اور حسن سلوک سے رہنا بھی اچھے اخلاق کی عکاسی کرتا ہے۔

الغرض اگر اسلام میں اخلاقیات کو دیکھا جائے تو یہ اچھے اخلاق کی غمازی کرتا ہے۔ حدیث مبارکہ میں ارشاد ہوتا ہے:

((اِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ صَالِحَ الْأَخْلَاقِ)) (۲)

ترجمہ: بے شک میں اخلاق کو ان کے اتمام تک پہنچانے کے لیے مبعوث کیا گیا ہوں۔

اسلام میں اخلاق کے معنی میں انسانوں کی فلاح اور اصلاح کے لیے عطا کیے گئے معاملات کا نام اخلاق ہے۔ قرآن میں بار بار ہمیں اخلاق سے متعلق آگاہی کے لیے آیات کو نازل کیا گیا ہے۔

﴿ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْاَرْضِ مَرَحًا اِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ كُلَّ مُخْتَالٍ فَخُوْرٍ o وَاقْصِدْ فِيْ مَشْيِكَ وَاغْضُضْ مِنْ صَوْتِكَ اِنَّ اَنْكَرَ الْاَصْوَاتِ لَصَوْتُ الْحَمِيْرِ ﴾ (۳)

ترجمہ: اور لوگوں سے اپنا منہ نہ پھیرو یعنی (معاشرتی اجتماع سے، رواداری سے، حسن سلوک سے، ہمدردی سے اور مساوات سے پیش آؤ) اور زمین پر اکڑ کر نہ چلو بے شک اللہ کسی غرور و تکبر کرنے والے کو پسند نہیں کرتا اور اپنی چال میں میانہ روی اختیار کرو اور اپنی آواز دھیمی رکھو۔ بیشک آوازوں میں سب سے بُری آواز گدھے کی ہے۔"

تفسیر جلالین میں ہے کہ:

"لوگوں سے رخ نہ موڑو اور رخ موڑ کر لوگوں کی بات کا جواب نہ دو اور اس سے اس طرح نہ ہی بات کرو اس کو اونٹ سے تعبیر دی گئی ہے جیسے بیماری میں اس کی گردن اکڑی رہتی ہے دو آدمیوں کا ایک

---

(۱) تقابل ادیان، ملک کریم بخش، اردو بازار لاہور، ص:۴۳

(۲) السنن الکبری، البیہقی، کتاب الشہادات، باب مکارم الاخلاق، مترجم محمد عبد القادر عطاء، مکتبہ رحمانیہ، صدر بازار کراچی، ۱۹۷۵ء، ۱۰/۹۲

(۳) سورۃ القمان: ۳۱/۱۸، ۱۹

دوسرے سے کنارہ کرنا منع ہے۔ مزید وضاحت یوں کی گئی ہے جس سے مل کر بولیں تو گدھے کی آواز سے تشبیہ ہوتی ہے اس لیے کہا گیا ہے کسی کے ساتھ کنارہ کشی نہ اختیار کرو۔ (۱)

اس کے بعد سورۃ الحجرات میں اس کے متعلق ارشاد ہوتا ہے:

﴿ یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسٰی اَنْ یَّکُوْنُوْا خَیْرًا مِّنْھُمْ وَلَا نِسَاۗءٌ مِّنْ نِّسَاۗءٍ عَسٰی اَنْ یَّکُنَّ خَیْرًا مِّنْھُنَّ ۚ وَلَا تَلْمِزُوْٓا اَنْفُسَکُمْ وَلَا تَنَابَزُوْا بِالْاَلْقَابِ ۭ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوْقُ بَعْدَ الْاِیْمَانِ ۚ وَمَنْ لَّمْ یَتُبْ فَاُولٰۗىِٕکَ ھُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴾ (۲)

ترجمہ: اے وہ لوگوں جو ایمان لائے ہو نہ ایک قوم دوسری قوم سے ٹھٹھانہ کرے عجب نہیں کہ وہ ان سے بہتر ہوں نہ عورتیں مذاق اڑائیں دوسری عورتوں کا ہو سکتا ہے کہ وہ ان (مذاق اڑانے والیوں) سے کہیں بڑھ کر اچھی ہوں نہ تم آپس میں ایک دوسرے کو طعنے دو اور نہ ایک دوسرے کے برے نام رکھو کہ بڑا برا نام ہے گنہگاری (دولتِ) ایمان (سے سرفرازی) کے بعد اور جو باز نہیں آئیں گے تو وہی ہیں ظالم۔

"قرآن کریم کی آیات کے ساتھ ساتھ احادیث میں بھی اخلاقیات پر زور دیا گیا ہے۔

اللہ کے بندوں میں وہ بندہ سب سے اچھا ہے جس کے اخلاق سب سے اچھے ہیں۔

اخلاق کے متعلق آتا ہے کہ یہ باہم بندوں کے حقوق و فرائض کے وہ معاملات ہیں جن کو لوگوں پر فرض کیا گیا ہے۔

جب انسان اس دنیا میں آتا ہے تو ان فرائض کی انجام دہی اس پر لازمی کر دی جاتی ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے:

((أَكْمَلُ الْمُؤمِنِينَ إِيمَاناً أَحسَنُهُم خُلُقاً)) (۳)

ترجمہ: کامل مومن وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہیں۔"

پھر دوسری جگہ ارشاد ہوتا ہے:

"میزان میں اخلاق سے زیادہ کوئی چیز نہ ہو گی بااخلاق شخص دلوں کو فتح کرے گا۔"

(۱) تفسیر جلالین، علامہ جلال الدین سیوطی، دار اشاعت اردو بازار ایم۔ اے جناح روڈ، کراچی، ۵/ ۶۹

(۲) سورۃ الحجرات: ۴۹/ ۱۱

(۳) السنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی الحلم واخلاق، ۳/ ۵۷۲

خلاصہ کلام:

ان احادیث اور آیات سے اخلاقیات کے بارے میں پتا چلتا ہے۔ ہندو مت جہاں اخلاقیات پر عمل پیرا کرایا جاتا ہے وہیں تعلیمات میں سختی بھی نظر آتی ہے۔ ان کی اخلاقیات میں زیادہ تر بتوں کو ان کے رئیس بنا کر اس کی اطاعت کرنا زیادہ اخلاق والا سمجھا جاتا ہے۔ اسلام میں اخلاقیات پر انتہائی زور دیا گیا ہے اخلاق سے بہتر کوئی بھی چیز نہیں ہے۔ جس سے اخلاق اچھا ہوتا ہے وہ آخرت میں بھی سنورتا ہے۔ اسلام میں ہندو ثقافت سے اخلاق پر اثرات زیادہ بڑے معلوم نہیں ہوتے اور اسلامی تعلیمات میں سب سے زیادہ زور ہی اخلاقیات پر زود دیا جاتا ہے۔ اخلاق انسان کا وہ رویہ ہے جو وہ دوسروں کے ساتھ اختیار کرتا ہے۔

فصل چہارم

ہندو ثقافت اور معاملاتِ زندگی

ہندو ثقافت اور معاملاتِ زندگی

ہندو ثقافت کی جھلک ہر طرف نظر آتی ہے۔ یہ وہ ثقافت ہے جو نہ چاہتے ہوئے بھی اپنی جھلک دوسرے ممالک کی طرح چھوڑتی ہے۔ ہندو ثقافت کو اگر روز مرہ کی زندگی میں دیکھا جائے تو ہماری روز مرہ کی زندگی میں بھی اس کی جھلک نظر آتی ہے۔ اگر ہم کاروباری معاملات کو دیکھیں تو ہندو ثقافت میں رہن یا گروی رکھ کر کوئی بھی سودا کیا جا سکتا ہے۔ مسلم ثقافت میں بھی اس عکس کو دیکھا جا سکتا ہے۔

زندگی کے معاملات کی دو اقسام ہیں۔ ایک اجتماعی معاملات اور دوسرے سماجی معاملات

۱۔ اجتماعی معاملات:

وہ معاملات ہیں جس کا تعلق مسلمانوں یا ان کے باہمی معاملات سے ہوتا ہے اور ان کا فیصلہ قرآن و حدیث کی روشنی میں کیا جاتا ہے۔

۲۔ سماجی معاملات:

وہ معاملات ہیں جو غیر مسلموں اور مسلمانوں کے درمیان واقع ہوتے ہیں یا ان کو اس طرح سے کہا جا سکتا ہے کہ غیر مسلموں اور مسلمان کے درمیان معاملات کا فیصلہ بین الاقوامی نوعیت کا ہوتا ہے۔

ہندو ثقافت کا معاملات زندگی میں غیر مسلموں کے ساتھ تعلقات آئیں گے اگر غلام کے ساتھ تعلقات کو دیکھا جائے تو ہندوؤں کے ہاں برا سلوک کرنے کا حکم دیا گیا ہے لیکن اس کے ساتھ ہی دین اسلام اس کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تلقین کرتا ہے۔ (۱)

ہندو مت میں عقائد سے زیادہ معاشرہ یا معاشرتی زندگی کو اچھا درجہ حاصل ہے۔ ان کے نزدیک معاملات زندگی اگر متوازن نہ ہوں تو زندگی میں الجھن برقرار رہتی ہے۔ اس لیے وہ متوازن رہنے کے لیے ہر طرح اور ہر طریقے سے ان معاملات کو پورا کرتے ہیں۔ باہمی لین دین، خرید و فروخت اور قرض کو معاملات کہا جاتا ہے۔ ہندو ثقافت میں اگر لین دین کا مسئلہ چلتا ہے تو ہندوؤں کے ہاں کوئی بھی چیز گروی رکھ کر لین دین کا معاملہ طے کر دیا جاتا ہے اور پھر جس سے کوئی چیز لی جاتی ہے وہ وقت ختم ہونے تک اس پر سود لگاتا رہتا ہے۔ ان کی ثقافت میں ایک دوسرے کے ساتھ دھوکہ دہی، جھوٹ جھلکتا ہوا نظر آتا ہے۔ اس طرح تجارتی معاملات میں بھی وہ معاشی عدل کو بالائے طاق رکھ کر کام کرتے ہیں جس کی وجہ سے معاشی نظام (Economic System) میں توازن برقرار نہیں رہتا۔ جس کی وجہ سے برہمن، شودروں کو بری نظر سے دیکھتے ہیں کیوں کہ آپس میں کسی

---

(۱) دیکھیے کتاب الثقافۃ الشھریۃ، محمد حسن سبستان، مترجم دار البیروت، مصر، ۱۹۷۹ء، ص ۵۴

بھی قسم کے معاملات طے نہیں پاتے۔ ہندوؤں کی ثقافت میں لوگوں کو نفع یا فائدہ دینے کا کوئی اثر نظر نہیں آتا بلکہ ان کی ثقافت میں جھوٹ سے ہی تمام معاملات زندگی کو طے کیا جاتا ہے۔ مثلاً اگر کوئی شخص سونے کی کوئی چیز گروی رکھواتا ہے تو سنار اس وقت اس چیز کو رکھ لیتا ہے مگر بعد میں وہ اس پر سود لگا دیتا ہے۔ (۱)

ہندو ثقافت کی کچھ عکاسی مسلم ثقافت میں بھی نظر آتی ہے۔ مسلم ثقافت میں بھی لوگ ایک دوسرے سے جھوٹ بول کر یا دھوکہ دے کر اپنے معاملات کو پورا کرتے ہیں جب کہ اسلام اس بات کی نفی کرتا ہے۔ قرآن میں ارشاد ہوتا ہے۔

﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم بَيْنَكُم بِالْبَاطِلِ إِلَّا أَن تَكُونَ تِجَارَةً عَن تَرَاضٍ مِّنكُمْ وَلَا تَقْتُلُوا أَنفُسَكُمْ إِنَّ اللَّهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيمًا ﴾ (۲)

ترجمہ: اے لوگو! جو ایمان لائے ہو آپس میں ایک دوسرے کے مال باطل طریقوں سے نہ کھاؤ سوائے اس کے کہ تجارت باہمی طریقے اور باہمی رضامندی سے ہو اور اپنی جانوں کو مت ہلاک کرو بے شک اللہ تم پر مہربان ہے۔"

تفسیر ابن کثیر میں ارشاد ہوتا ہے کہ:

"اللہ نے باطل طریقوں سے مال کھانے کو منع فرمایا ہے جیسے سود خوری، جوابازی اور ناجائز طریقے سے معاملات کو طے کرنا۔" (۳)

تجارتی لین دین یا دوسرے معاملات میں اگر صدقہ یا خیرات حرام سے کیا جاتا ہے۔ اس کی کوئی نیکی نہیں ہوتی اور نہ وہ مال اور وہ خیرات قبول کی جاتی ہے بلکہ قیامت کے دن اس کی پکڑ بھی ہو گی۔

حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ:

((یا معشر التجار ان البیع یحضر الحلف و اللغو فشوبوہ بالصدقة)) (۴)

ترجمہ: تاجروں کی جماعت! خرید و فروخت میں قسمیں اور لغو باتیں بھی ہوتی رہتی ہیں تو تم اس میں صدقہ ملا دیا کرو۔

---

(۱) اتھروید از اچاریہ مانیکہ، مترجم محمد سلیم ۱۹۰۹ء، ص ۱۴، ۱۲

(۲) سورۃ النساء ۴/ ۲۹

(۳) تفسیر ابن کثیر، ۸/ ۱۰۴

(۴) السنن، ابن ماجہ، ابو عبد اللہ محمد بن یزید، کتاب التجارۃ، باب التوقی فی التجارہ والتوازن، مترجم عبد الزمان، اسلامی اکادمی، اردو بازار، لاہور، ۱۹۹۰ء، ح ۱۲۴۴۸

ہندووانہ ثقافت کی جھلک کسی حد تک تو اسلامی ثقافت میں نمایاں طور پر نظر آتی ہے۔ لوگ کسی نہ کسی حد اس کے اثر میں نظر آتے ہیں۔ ہر طرح کے معاملات کو طے کرنے کے لیے رشوت بھی دی جاتی ہے۔ جہاں تک ہندو ثقافت کے پہلوؤں کی بات ہے تو وہ مسلم ثقافت پر ہر طرح سے اثر انداز ہیں۔ تمام انسانی معاشرہ میں اس کے اجزائے ترکیبی نظر آتے ہیں بلکہ نسلی، لسانی اور جغرافیائی طور پر اس کی ثقافت مسلم ثقافت پر حاوی نظر آتی ہے۔ اس میں سماجی اور معاشرتی معاملات بھی عقائد کی تشکیل پر ہی مبنی ہیں۔ ہندو ثقافت میں طبقاتی معاملات ہندو عقائد کے مطابق طے ہوتے ہیں۔

الغرض اس فصل کا موازنہ اگر اسلامی ثقافت سے کیا جائے تو مسلم ثقافت بھی ہندو ثقافت سے ملتی جلتی نظر آتی ہے۔

اسلام میں عبادت پر خاص زور دیا گیا ہے۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اسلام کے بنیادی اصول ہیں۔

اسلام وہ واحد دین ہے جس میں عبادات کو جسم کی زکوٰۃ کہا جاتا ہے۔ ہندوؤں کی عبادات میں جسم کو بھی تکلیف دیتے ہیں اور ان کا ماننا یہ ہے کہ جسم کو اذیت دی جائے گی اتنا ہی ان کے گناہوں کو معاف کیا جائے گا۔ مگر اسلام اس کے برعکس ہے۔

اس کے متعلق آتا ہے:

﴿ لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ ﴾[1]

ترجمہ: " دین میں کوئی جبر نہیں۔ "

تمام مذاہب میں عبادات کو اور عقائد کو خاص اہمیت حاصل ہوتی ہے بلکہ اگر ایسا کہا جائے کہ ایک دوسرے کے لئے ضروری ہیں تو در غلط نہ ہوگا۔ مذہب اسلام کی خصوصیت یہ ہے یہ ایک ایسا جامع، واضح اور منضبط ہدایت نامہ پیش کرتا ہے جو ہر اعتبار سے بے نیاز ہے اور اعلیٰ و برتر ہے۔ اسلامی عبادات کا اولین طرہ یہ ہے کہ وہ ایک خدا کی عبادت کی دعوت دیتا ہے۔

قرآن میں ارشاد ہوتا ہے۔

﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّه كُفُوًا اَحَدٌ ﴾[2]

ترجمہ: کہہ دیجیے وہ اللہ ایک ہے۔ اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ خود جنا گیا۔ اور نہیں ہے اس کا کوئی ایک ہمسر نہیں۔

یہ آیت اس بات کی عکاسی کرتی ہے کہ اسلام میں انسان خدا کے علاوہ کسی دوسری چیز کی عبادت یا پرستش نہیں کر سکتا بلکہ وہ خدا کو ہی ایک مانتا ہے۔

---

(۱) سورۃ البقرہ: ۲/ ۲۵۶

(۲) سورۃ الاخلاص: ۱۱۲/ ۱-۴

یہ آیت توحید الٰہی پر دلالت کرتی ہے جو شخص بھی اس پر عمل کرے گا وہ شرک سے دور ہو جائے گا جب حضور ﷺ توحید کی دعوت دیتے تھے تو اس وقت کے لوگ باقی دوسری چیزوں کی پوجا کرتے تھے اور جن چیزوں کی پوجا کرتے تھے وہ جسامت، شکل وصورت بھی رکھتے تھے یہ تمام چیزیں شرک کے دائرہ کار میں آتی ہے جبکہ قرآن کی اس سورت نے اس بات کی نفی کر دی ہے اللہ تعالیٰ کی ذات واحد اور یکتا ہے۔[۱]

اس کے بعد قرآن میں یوں فرمایا گیا ہے:

﴿ قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ﴾[۲]

ترجمہ:" بلاشبہ میری نماز اور میری قربانی اور میری موت سب اسی ایک اللہ کے لیے ہے جو تمام جہانوں کا پروردگار ہے۔"

اسلام زندگی کے تمام اصولوں میں رہنمائی پیش کرتا ہے چاہے وہ کوئی بھی معاملہ ہو اسلام میں عورت کو تمام حقوق حاصل ہیں۔ مگر ہندو ثقافت میں عورتوں کو کوئی حق حاصل نہیں ہے۔ قرآن میں فرمایا گیا ہے:

﴿ وَمِن كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴾[۳]

ترجمہ:" اور ہم نے ہر چیز کے جوڑے پیدا کیے ہیں تاکہ تم دھیان کرو۔"

اس بات کو یوں واضح کیا گیا ہے کہ شے کا جوڑا پیدا کیا گیا ہے کہ زمین میں ہر چیز کا جوڑ پیدا کیا ہے میاں بیوی کو بھی ایک جوڑ گردانا گیا ہے ہر چیز کو ایک دوسرے کی مثل جانا جاتا ہے یہی دلیل ہے اس کی خدائی و یکتائی پر یعنی جو ہر ہونے بے مثل ہے اس کا کوئی ثانی نہیں۔[۴]

مزید اس کے بارے میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿ وَالَّذِي خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُم مِّنَ الْفُلْكِ وَالْأَنْعَامِ مَا تَرْكَبُونَ ﴾[۵]

ترجمہ: اور جس نے تمام اقسام و اصناف کی مخلوق پیدا کی اور تمہارے لیے کشتیاں اور بحری جہاز بنائے اور چوپائے بنائے جن پر تم سوار ہوتے ہو۔"

---

(۱) تفہیم القرآن، ابو اعلیٰ مودودی، آرمی ایجوکیشن پریس، ۱۹۹۹ء، جلد ۶، ص ۵۳۲

(۲) سورۃ الانعام: ۶/ ۱۶۲

(۳) سورۃ الذاریات: ۵۱/ ۴۹

(۴) البیضاوی، عبد اللہ بن عمر بن محمد الشیرازی، مترجم عبد الکریم، مکتبہ رحمانیہ اقراء سنٹر غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور، ص ۱۱۴

(۵) سورۃ الزخرف: ۴۳/ ۱۲

ہندو مذہب میں عورت کو ناپاک تصور کیا جاتا ہے اور نہ ہی عورتوں کو مقدس کلمات کہنے کا حق حاصل ہوتا ہے بلکہ عورت بچپن سے ہی بُری چیز کی علامت سمجھی جاتی ہے۔

عورت کبھی بھی آزاد زندگی نہیں گزار سکتی مگر اسلام عورت کو تمام حقوق دیتا ہے اور مرد اور زن کے حقوق میں توازن پیدا کیا ہے۔ قرآن میں سب سے پہلے بتایا گیا ہے کہ مرد کی طرح زن کو بھی اللہ نے تخلیق کیا ہے اور یہ کہا گیا ہے کہ مرد و عورت ایک ہی نفس سے پیدا کئے گئے ہیں۔

﴿ يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم مِّن نَّفْسٍ وَاحِدَةٍ وَخَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَبَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيرًا وَنِسَاءً ۚ ﴾(۱)

ترجمہ: اے لوگو! ڈرو اپنے رب سے جس نے تمہیں پیدا کیا ہے ایک جان (آدم) سے اور اس نے پیدا کیا اس جان سے اس کا جوڑا اور پھیلا دیے ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں ۔

اس طرح عورت کو نکاح کا ختیار بھی دیا گیا ہے تا کہ خاندان مضبوط شرعی اصولوں پر استوار ہو سکے۔

عائلی قوانین میں نکاح کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ حدیث مبارکہ میں آتا ہے:

((أَرْبَعٌ مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِينَ : الحَيَاءُ ، وَالتَّعَطُّرُ ، وَالسِّوَاكُ ، وَالنِّكَاحُ))(۲)

چار چیزیں انبیا کی سنت ہیں۔ ۱۔حیاء ۲۔عطر ۳۔مسواک ۴۔نکاح

اسلام نے عائلی زندگی میں رہنمائی دے کر غیر فطری راہوں کو بند کر دیا ہے۔

زنا، عیاشی اور رہبانیت جیسے غیر فطری اصولوں کو ختم کر دیا ہے جب کہ ہندووانہ ثقافت میں رہبانیت پر زور دیا ہے کہ ایک خاص عمر تک پہنچ کر رہبانیت اختیار کر لو۔

اسلام اس کے ساتھ ساتھ اخلاقیات اور زندگی کے دوسرے اصولوں میں بھی رہنمائی فراہم کی ہے۔ قرآن میں ایسی بہت سی آیاتیں ہیں جو اچھے اخلاق کو اپنانے پر زور دیتی ہیں۔

"اللہ عدل کا، بھلائی کا اور رشتہ داروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تلقین کرتا ہے اور بے حیائی، ظلم کرنے سے روکتا ہے اور اپنے طور پر نصیحت کر رہا ہے کہ تم فلاح حاصل کرو۔"

---

(۱) سورۃ النساء:۴/۱

(۲) جامع الترمذی، محمد بن عیسی، ابواب النکاح ، باب ما جاء في فضل التزويج ، والحث عليه، جامعہ تعلیم القرآن والحدیث، سیالکوٹ، حدیث رقم ۱۰۶۲، جلد ۲، ص:۴۴۴

اس کے ساتھ ہی حدیث میں حضور ﷺ نے بیان کیا ہے:

((کل کلام ابن آدم علیه لا اله الا امر بالمعروف والنهی عن منکر اوذکر الله)) (1)

"انسان کی ساری باتیں اس کے لیے وبال ہیں ان میں سے اسے امر بالمعروف و نہی عن المنکر اور ذکر الہی کے سوا کسی اور کا ثواب نہ ملے گا۔"

خلاصہ کلام:

الغرض ثقافت چاہے کسی بھی ملک کی ہو اس کے لین دین اور دیگر معاملات پر ضرور اثر ڈالتی ہے ہند و ثقافت میں بھی ذاتوں کو جب پیسے دیے جاتے ہیں تو اس پر سود کا اضافہ کر دیتے ہیں اسی طرح اسلامی ممالک میں اس کی جھلک نظر آتی ہے اسلامی ثقافت میں اس کی کوئی جگہ نہیں ہے کیونکہ سود کو اللہ نے منع فرمایا اور دیگر بیع کے معاملات کو بھی قرآن میں واضح طور پر فرمادیا گیا ہے کیونکہ دین اسلام ایک مکمل ضابطہ حیات ہے اس لیے اس بندوں کے لیے کب کہاں اور کیوں اور کونسے اصول وضوابط سب سے بہتر ہیں ان کے بارے میں بتایا گیا ہے گزشتہ آیات اور احادیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اسلام وہ واحد مذہب ہے جو اپنے معاملات زندگی میں لوگوں کو موثر رہنمائی فراہم کرتا ہے چاہیے وہ کوئی بھی ہوں اور زندگی کے کسی بھی حصے سے تعلق رکھتے ہوں۔

---

(۱) جامع ترمذی، کتاب الزہد، باب امر بالمعروف، نہی المنکر اور ذکر الہی، ۱۴۰۸ھ، ۳/ ۴۳۳۸

باب سوم

ہندو ثقافت کے مسلم ثقافت پر اثرات کی وجوہات و اسباب

فصل اول: ہندو ثقافت کے دینی اسباب

فصل دوم: ہندو ثقافت کے سیاسی اسباب

فصل سوم: ہندو ثقافت کے معاشرتی اسباب

فصل اول

ہندو ثقافت کے دینی اسباب

ہندو ثقافت کے دینی اسباب

انسان جب سے پیدا ہوا ہے اس کا زیادہ تر دھیان عبادت میں رہا ہے۔ مختلف مذاہب میں مختلف طریقوں سے عبادت کرنے کے طریقے رہے ہیں۔ ہر ثقافت میں عبادت کرنے کا طریقہ مختلف ہوتا ہے اور یہی طریقہ ایک ثقافت کو دوسری ثقافت سے الگ کرتا ہے۔ اس طرح مختلف مذاہب نے اپنی الگ الگ عبادت گاہیں قائم کر رکھی ہیں اس وجہ سے دوسری ثقافتوں میں بھی اسکی جھلک نظر آتی ہے۔

ہندوؤں کی عبادت گاہ کو مندر (Temple) کہا جاتا ہے جہاں پر ان کے بت رکھے جاتے ہیں اور وہ ان کی پرستش یا پوجا کرتے ہیں۔

> "ہندو جہاں پر اپنی مذہبی عبادت کرتے ہیں اس جگہ کو مندر کہتے ہیں۔ جہاں ان کے دیوتاؤں اور دیوی کی مورتیاں ہوتی ہیں اور مندروں کے نام بھی ان کے ناموں پر رکھے جاتے ہیں اور ہندو مندر پہاڑ، چشموں اور دریاؤں کے قریب بناتے ہیں۔"[1]

ہندو اپنے دیوی دیوتاؤں کے سامنے پوجا کرتے ہیں اور بجھن گاتے ہیں۔ عصر حاضر ہندو ثقافت کی عبادت کا اثر کہیں نہ کہیں مسلم ثقافت میں بھی نظر آتا ہے۔ بچے جب ٹیلی ویژن، فلموں، کارٹون وغیرہ میں انکی عبادت کا طریقہ دیکھتے ہیں تو وہ ان کی اس طریقے سے اثر انداز ہوتے ہیں اور ان کو ویسے ہی کرنے کی جہد کرتے ہیں۔ بچوں کی زبان پر ہندوؤں کے بجھن رواں ہوتے ہیں۔ یہ سب ان کی ثقافت کا رنگ ہے جو اس قدر گہرا ہے کہ اس نے مسلم ثقافت پر بھی اپنا اثر ڈال رکھا ہے۔ مندروں میں جس طرح وہ ہاتھ جوڑ کو کھڑے ہوتے ہیں۔ بچے بھی ویسے ہی کرتے ہیں۔ مسلم ثقافت میں اس کا رنگ اس لیے نظر آتا ہے کیوں کہ مسلم ممالک میں بھی ہندو مت سے منسلک لوگوں کی وجہ سے ان کو ان کے مندر بنانے کی اجازت دی گئی ہے۔ کیوں کہ اسلام کسی کو بھی اس کے مذہب میں عبادت کرنے سے روکتا نہیں ہے۔

ہندو ثقافت کو permote کرنے کا سب سے اہم کام میڈیا کے ذریعے کیا جاتا ہے۔ میڈیا پر ان کی عبادات، ڈرامہ، فلمیں اور دوسرے بہت سے پروگرامز توسط سے دکھائے جاتے ہیں جس سے کوئی بھی ثقافت آسانی سے اپنا اثر چھوڑ سکتی ہے۔

---

(1) Wikipedia.org/wiki.time.2016

"میڈیا طاقت کے بل بوتے پر تہذیب ، ثقافت ، اقدار اور مذہب لوگوں پر زبردستی مسلط کر رہا ہے۔"(۱)

میڈیا کے ذریعے کسی بھی ثقافت کا اثر آپ کی ثقافت پر پڑ سکتا ہے اور آج کے دور کا سب سے اہم طریقہ انٹرنیٹ ہے جو کہ آج کل ہر کسی کے لیے آسانی سے دستیاب ہے۔ ہندوؤں کی ثقافت کا اثر ہماری عبادات میں زیادہ گہرا نظر نہیں آتا۔ کیوں کہ ان کے مندروں میں دیوتا کے آگے ہاتھ جوڑ کر بھجن گائے جاتے ہیں۔ نہادھو کر مندر میں آیا جاتا ہے اور عبادت ختم ہونے کے بعد یہ لوگ ایک دوسرے کو پرشاد دیتے ہیں۔

مگر مسلم ثقافت بھی ہندو ثقافت کے ساتھ نظر آتی ہے۔ پاکستان میں جو ہندو رہتے ہیں انکو ان مذہبی عبادات ادا کرنے کی اجازت ہے ۔ جب دوسرے مذاہب کے لوگ کسی جگہ رہتے ہیں تو وہاں کی ثقافت میں خود کو کہیں نہ کہیں ڈھال لیتے ہیں۔

اگر ہندوؤں کے تہواروں یا عبادت کو دیکھا جائے تو اس کے مظاہر نظر آتے ہیں جیسا کہ بول چال کا طریقہ بچوں میں عام طور پر اثر ڈال رہا ہے۔ بچے سلام کہنے کی بجائے نمستے کا لفظ استعمال کرتے ہیں۔ سارا credit الیکٹرانک میڈیا کو جاتا ہے کہ وہ اس ثقافت کو فروغ دے رہے ہیں۔ بڑوں میں بھی اس کا اثر نظر آتا ہے کہ جیسے وہاں کی عورتیں ماتھے پر عبادت کے وقت بندی لگاتی ہیں مسلم ثقافت نے بھی اس کو اپنایا ہے اور خواتین پر بندی لگاتی ہے۔ اس طرح اگر لباس کو بھی دیکھا جائے تو اس کی جھلک عورتوں میں نمایاں نظر آتی ہے۔(۲)

مذہبی تہواروں میں دیوالی کو ہندو ثقافت میں خاص اہمیت حاصل ہے۔ ہندوؤں کا ماننا ہوتا ہے کہ اس دن ان کے گھر پیسے کی دیوی آتی ہے اس وجہ سے وہ گھر میں چراغاں کرتے ہیں۔ اور دیئے جلاتے ہیں۔ ان کا اثر مسلم ثقافت پر اس طرح سے نظر آتا ہے کہ مسلم ثقافت میں شب برآت کی رات کو لوگ اپنے گھروں میں دیئے جلاتے ہیں اور گھروں کو برقی قمقموں سے سجا دیتے ہیں۔ اور ہندوٗ ثقافت کی دیکھا دیکھی آتش بازی بھی کرتے ہیں۔ مسلم ثقافت نے اس ثقافت کو ہندو ثقافت سے اپنایا ہے مسلم ثقافت میں لوگ اس بات کو مانتے ہیں کہ اس رات کو گناہوں سے برات حاصل ہوتی ہے۔ اور بچوں کے پاس بھی پٹاخے یا دوسری چیزیں دے دی جاتی ہیں۔ ہندوؤانہ ثقافت کے متعلق لکھا گیا ہے کہ !

---

(۱) ذرائع ابلاغ اور تحقیقی طریقہ، محمد دلشاد، المکہ پبلشرز لاہور، ۱۹۹۸ء ص: ۱۱۴ مزید تفصیل کے لیے ملاحظہ ہو: ہسٹری آف انڈین فلسفہ، ایس این داس گپتا، مترجم موہن لعل، ۱۹۹۷ء

(۲) ہندو دھرم اور اسلام کا تقابلی جائزہ، محمد شارق، مکتبہ قدوسیہ پبلیشرز، ۲۰۱۱، ص: ۱۴

"دیوالی کی رات ہندو گھروں کو سجاتے ہیں۔گھروں میں برقی قمقے لگاتے ہیں۔تا کہ لکشمی دیوی اس رات آکر ان پر دولت کی بارش کرے۔اور ان کے گناہ صاف ہوں اور آرام سے زندگی گزاریں۔" (۱)

فلموں اور ڈراموں میں دیوالی کو ایک عبادت کی طرز پر بھی دیکھا یا جاتا ہے۔کہ کس طرح سے دیوالی منائی جاتی ہے۔کس طرح ہندو اپنے گھروں کو سجاتے ہیں۔مسلم ثقافت میں بھی اس کو نمایاں کیا جاتا ہے۔لوگ شب برات پر ہندوؤں کی طرح گھروں کو بتیوں سے بھر لیتے ہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ ہندو ثقافت میں روحانی قوت یا ضبط نفس کو قابو پانے کے لیے یوگا کا طریقہ بنایا جاتا ہے۔یوگا کو بھی ہندووٴانہ ثقافت میں عبادت کا درجہ حاصل ہے۔ان کی ثقافت کے مطابق روحانی قوت حاصل کرنے کو سب سے اچھا طریقہ یوگا کا طریقہ ہے۔ان کے دیوی، دیوتا۔یہاں تک کے سادھو بھی رم سادھ کر بیٹھ جاتے ہیں۔وہ نو لیکی چیزوں پر بیٹھے رہتے ہیں۔رات دن وہ پیروں کو جوڑ کر بیٹھے رہتے ہیں۔ہندو اس کو دیدانت کہتے ہیں یعنی تصوف کا مظہر قرار دیتے ہیں۔مسلم ثقافت میں بھی اس کا رنگ بھر پور طریقے سے نظر آتا ہے۔میڈیا پر یوگا کرنے کا طریقہ بتایا جاتا ہے۔لوگ نماز کی بجائے زیادہ تر انحصار یوگا پر کرتے ہیں۔لوگ ہندو دیوی دیوتاؤں کی طرح گھنٹوں دم روک کر بیٹھے رہتے ہیں۔مسلم ثقافت صرف اس کو ذہنی سکون حاصل کرنے کا نام دے دیا گیا ہے۔مسلم ثقافت نے یہ طریقہ بھی ہندو ثقافت ہی سے اپنایا ہے۔

اس کے متعلق اس طرح سے کہا گیا ہے:

"یوگا کے ذریعے گیان اور دھیان سے نجات حاصل ہوتی ہے۔اور عبادات میں سکون آتا ہے۔عملیات کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔مہارت حاصل کرنے کے لیے یوگا کا عمل دہرایا جاتا ہے۔" (۲)

مسلم ثقافت میں ہندو ثقافت کے اثرات شدت سے اثر انداز ہو رہے ہیں۔ابلاغ عامہ کے ذریعے لوگوں کے ذہنوں کے اپنے مطابق ڈھالا جارہا ہے۔اور مسلم ثقافت کو پس پشت ڈال کر لوگ ہندو ثقافت سے زیادہ جوڑے ہوئے نظر آتے ہیں۔

ہندو ثقافت میں ذات پات کا نظام بھی عبادت گاہوں سے شروع ہوتا ہے۔جیسا کہ برہمنوں کو اخلاقیات کا زیادہ علم جاتا ہے۔اس طرح ان کی عبادت کی ایک شکل ذات پات کا نظام بھی ہے۔کیونکہ یہ عبادت گاہوں میں اونچی ذات کے لوگوں کو آنے دیتے ہیں۔اور انہی لوگوں کے ساتھ اچھا سلوک کرتے ہیں۔ہندوؤں کے دینی عبادت میں نچلی ذات کو آنے کی اجازت نہیں ہوتی۔مندر میں عبادت کرنے والے لوگوں کے ساتھ پنڈت اچھا سلوک کرتے ہیں۔مگر نچلی ذات کے لوگوں کو برے طریقے سے نکال دیا جاتا ہے۔عبادت کرنا ہر کسی کا فرض ہوتا ہے۔ہر کسی کے لیے مندر یا مسجد کے دروازے کھولے جاتے ہیں

---

(۱) ہندو تہوار کی اصلیت، رام پرشاد ماتھر، نگارشات مزنگ، ۱۹۸۲ء، ص: ۱۰۴

(۲) ہندو مت میں عبادت کا طریقہ، مقدمہ ارتھ شاستر، ۱۱۵، مترجم محمد سلیم، نئی دہلی، ۱۹۰۹ء

مگر ہندو ثقافت میں ایسا کچھ نظر نہیں آتا۔ اور مسلم ثقافت پر یہ اس طرح سے اثر انداز ہو رہی ہے کہ ذرائع ابلاغ یا میڈیا اس میں اہم کردار ادا کر رہا ہے۔ اونچے اونچے وڈیرے زمیندار لوگ اپنے ہاں کام کرنے والے لوگوں کے ساتھ نامساویانہ سلوک اختیار کر رہے ہیں۔ ان کے ساتھ برے طریقے سے پیش آتے ہیں۔ بلکہ "ہندوؤانہ ثقافت کے دیکھا دیکھی غریب لوگوں کو سزائیں دی جاتی ہیں۔ اسلام میں کسی بھی ذات پات کی کمی کی بجائے شدت اختیار کی جا رہی ہے۔"(۱)

مزید اس کے متعلق لکھا گیا ہے:

> "بادشاہ اپنی سلطنت کی طرف توجہ رکھتے تھے۔ اور لوگوں کو طبقات میں تقسیم کر دیتے تھے۔ تاکہ مل کر اپنے سے نظام کی حفاظت ہو سکے۔ ہر طبقہ کو اس کے ہنر کے مطابق کام دے دیا جاتا تھا۔ اور کسی کو اپنے مقام سے آگے بڑھنے کی اجازت نہیں تھی۔ اور جو آگے جانے کی کوشش کرتا تھا اس کو سزا دی جاتی تھی۔"(۲)

کسی ثقافت کو فروغ دینے کے لیے اخبارات، رسائل، ذرائع ابلاغ خاص مقام رکھتے ہیں۔ ہندوؤانہ ثقافت کا ایک اور مذہبی تہوار راکھی کا بندھن ہوتا ہے۔ ہندو ثقافت میں اس دن بہن بھائی کو راکھی باندھتی ہے جو کہ مندر میں بیٹھا بجھن اور منتر پڑھ کر بناتا ہے۔ اور اس کا باندھنا یہ مانا جاتا ہے کہ بھائی اپنی بہنوں کی حفاظت کریں گے۔ اس ثقافت کی سب سے زیادہ تشہیر میڈیا کی ہے۔ مسلم ثقافت میں اس کی باقاعدہ کمرشلز بنائی جاتی ہیں۔ اور شادیوں پر بہن بھائی کو ایک دھاگا باندھتی ہے اور اس سے تحفہ بھی لیتی ہے۔ یہ ثقافت کا اثر بھی میڈیا ہی کی مرہون منت ہے۔ ہندو ثقافت کے دینی اسباب اس قدر طاقتور ہیں کہ لوگ مسلم ثقافت میں رہتے ہوئے بھی ان کے عقائد و نظریات کی پیروی کرتے جا رہے ہیں۔ اسلام یا مسلم معاشرے میں علم نجوم یا ستاروں کے علم کی کوئی گنجائش نہیں ہے جو جانتا ہے وہ رب تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ مگر مسلم ثقافت ہندو ثقافت کے اثر میں گرفتار ہے۔ لوگ بے صبری سے اپنے ستاروں کے بارے میں جاننے کے لیے ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ ہندوؤانہ ثقافت میں ان کو دینی درجہ دیا جاتا ہے کیونکہ ہندو عوام کوئی بھی کام کرنے سے پہلے پنڈت سے اپنے ستارے کے بارے میں دریافت کرتے ہیں۔ باقاعدہ شادی سے پہلے بھی دلہا دلہن کا زائچہ کروایا جاتا ہے۔

مسلم ثقافت میں یہ چیز ایک بیماری کی طرح پھیل رہی ہے۔ ہر کوئی ستاروں کا علم جاننے کے لیے بے قرار ہے۔ کسی کا کوئی بھی کام ہو وہ سب سے پہلے ماہر نجوم کے پاس جاتے ہیں پھر وہ ہر کام کا ارادہ کرتا ہے۔ مسلم معاشرہ ان کی اندھی پیروی کر

---

(۱) کتاب الہند، ابوریحان البیرونی، مترجم سید اصغر علی، غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور، ۲۰۰۵، ص:۱۰۷

(۲) ایضاً، ص۱۰۹

رہا ہے اور اس کا زیادہ تر رجحان نوجوان نسل میں دیکھا جاتا ہے۔ ٹیلی ویژن پر باقاعدہ اس کے پر گرام نشر کیے جاتے ہیں۔ لوگوں سے اس کے ستارے کے بارے میں پوچھ کر ان کے متعلق معلومات دی جاتی ہے۔ البیرونی علم نجوم کے بارے میں کہتے ہیں:

"ستاروں کا علم ہندوؤں میں سب سے زیادہ مقبول ہے۔ ہندوؤں کے مذہبی معاملات علم نجوم سے متعلق ہوتے ہیں۔ جو ان علوم کو جان لیتا ہے وہ منجم بن جاتا ہے۔"(۱)

مسلم ثقافت بھی ہندو ثقافت کی دیکھا دیکھی وہ تمام کام ستاروں کا علم جاننے والوں سے پوچھتی ہے جو کہ صرف اللہ کی ذات جانتی ہے۔ مسلم ثقافت میں یہ چیز کثرت سے سراہیت کر رہی ہے۔ کسی کو شادی کا مسئلہ ہے یا کاروبار کا سب ہی نجومی کے پیچھے بھاگتے ہیں۔

آج کل جو اثر سب سے زیادہ دیکھا جاتا ہے وہ مزارات پر جا کر ندرو نیاز کرنا ہے۔ مسلم معاشرہ اس چیز میں کافی آگے نکل چکا ہے۔ لوگ مزارات پر جا کر قبروں کے آگے سجدہ کرتے ہیں۔ ان قبروں پر ندرو نیاز کرتے ہیں۔ اس کا سب زیادہ دیہاتی لوگوں میں دیکھا جاتا ہے۔ اور وہ لوگ قبروں کے آگے سجدہ کر کے ان کے آگے ہاتھ جوڑ کر بیٹھ جاتے ہیں اور ہاتھ جوڑ کر ہی دعا مانگتے ہیں۔ اور بعد میں کھانا پکوا کر وہ لوگوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ ہاتھ جوڑ کر دعا مانگنے یا منت مانگنے کی ثقافت مسلم ثقافت کی نہیں ہے بلکہ یہ ثقافت ہندو ثقافت سے لی گئی ہے۔ ہندوؤں کے ہاں مندروں میں جا کر بھگوان کے آگے سجدہ کیا جاتا ہے ہاتھ جوڑ کر بیٹھا جاتا ہے۔ اور دیوی دیوتاؤں کے آگے نذرانے چڑھاتے ہیں اور خوش کرنے کیلئے جو کچھ ان سے ہوتا ہے ہندو عوام وہ سب کرتی ہے۔ ہندو مندروں میں سینکڑوں سیڑھیاں ننگے پاؤں چڑھتے ہیں۔ اس طرح مسلم ثقافت میں بھی بعض مقامات پر لوگ ایسا کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ اور مندر میں بیٹھے ہوئے پنڈتوں کو ہندو عوام نذر و نیاز یا خیرات دے کر خوش کرتے ہیں۔ ہندو اپنے مندروں پر جگ راتا بھی کرتے ہیں۔ اور وہ اپنے ماتھے پر جھنڈے لگاتے ہیں۔ اور اپنی حاجات لے کر اس کے پاس جاتے ہیں۔ مسلم ثقافت میں بھی اس کا اثر نظر آتا ہے۔ لوگ اپنے بزرگوں کے مزاروں میں جا کر جھنڈے لگاتے ہیں ہر کسی نے الگ ہی جھنڈا اٹھایا ہوا ہوتا ہے۔ اور پھر وہ اسی حالت میں دھمال بھی ڈالتے ہیں۔ مسلم ثقافت میں اس چیز کی کہیں بھی نمائندگی نہیں کی گئی بلکہ ان چیزوں کو منع قرار دیا ہے۔ اس کے حوالے سے لکھا ہے:

"اللہ والوں کی قبر کی زیارت کرنا اس لیے ہے کہ وہ مشکلات اٹھا کر تاریکی سے روشنی کی طرف آتے ہیں۔ اور خرافات اور تباہی سے بچتے ہیں۔ عوام و الناس ملک ملک جا کر اتنی مشکلات اٹھاتے ہیں اور

(۱) البیرونی کا سفر نامہ ہندوستان، ابوالبیرونی، میاں چیمبرز، مہڈل روڈ لاہور ۲۰۱۱، ص:۱۷۱

شرک کی تاریکی میں پہنچ جاتے ہیں اور تباہی اپنے اوپر لازم کر لیتے ہیں۔ مسلم معاشرہ اس سے کنارہ اختیار کرے۔"[1]

خلاصہ کلام:

الغرض یہ کہ مسلم ثقافت میں اس کی کوئی گنجائش باقی نہیں۔ اسلام میں ایسی کوئی چیز نہیں بتائی گئی۔ اسلام میں سارا زور نماز روزہ پر دیا گیا ہے۔ ہندو ثقافت ایک قدیم ثقافت ہے۔ اس لیے کہیں نہ کہیں لوگ اس کی طرف راغب ہونا شروع ہو جاتے ہیں۔ ہندو ثقافت کے اثرات اس طرح کے ہیں کہ لوگ اس میں گرفتار ہوتے جا رہے ہیں۔ مسلم ثقافت پر اثرات کی بڑی وجہ ہندوؤانہ عوام کا مسلم عوام کے ساتھ رہنا ہے۔ اس طرح ان کی عبادت گاہیں بھی اس ثقافت پر اثرات ڈال رہی ہیں۔ اسلام میں ہندو ثقافت سے لی گئی بہت چیزیں ہیں جن کے جادو میں نوجوان نسل کو پڑی ہوئی مگر اس میں پڑھا لکھا طبقہ بھی اپنا کردار ادا کر رہا ہے۔ اسلام میں علم نجوم، منتر، تعویذ، شگون، فال کسی چیز کی بھی کوئی گنجائش نہیں ہے یہ تمام چیزیں ہندو ثقافت کے مرہون منت ہیں۔

---

(۱) ہماری ثقافت کیا ہے؟، مولانا اسماعیل، مترجم ماجد سید احمد مغفور، کلکتہ مغربی بنگال بھارت ۱۲۷۲ھ، ص ۱۶۳

فصل دوم

ہندو ثقافت کے معاشرتی اثرات

ہندو ثقافت کے معاشرتی اثرات

کسی بھی معاشرے کے رسوم و رواج اور طریقہ زندگی نمایاں ہوتے ہیں۔ معاشرے کی تشکیل ہی رسوم رواج کی وجہ سے ہوتی ہے۔ معاشرتی اثرات رسوم رواج مذہبی، معاشی اور جغرافیائی حالات کے عکاسی کرتے ہیں۔ ہندو ثقافت کے بہت سے ایسے رسوم و رواج میں ہیں جو مسلم معاشرے کی ثقافت پر اثر انداز ہوتے ہیں۔ اور ہندو رسوم رواج اور مسلم رسوم و رواج معمولی تغیر و تبدیلی کے ساتھ مماثلت رکھتے ہیں۔ مثلاً اگر کسی پر جادو کرنا ہو تو اس کے نام کا پتا بنا کر اس میں سوئیاں چبھو دی جاتی ہیں۔ مسلم ثقافت میں بھی اثر اسکا نمایاں ہے۔ کالا جادو کرنے والے لوگ بالکل ایسا ہی کرتے ہیں۔ ہندو معاشرہ شروع سے ہی مذہبی بنیادوں پر استوار رہا ہے۔ مسلم معاشرے میں بہت سے ایسے ہندو معاشرتی اثرات ہیں جو کہ مسلم ثقافت پر اثرات ڈال رہی ہے۔

نظر اتارنے کے لیے ہندو معاشرے کے اندر جو انداز رائج ہے وہ اسطرح ہے کہ آٹا کو گوند کر اس کی لوئی بنائی جاتی ہے۔ اور زعفران چھڑکا جاتا ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ ہی مرچیں جلا کر کسی کی نظر اتاری جاتی ہے۔ مسلم ثقافت میں بھی اس کا طریقہ یہی ہے۔ یہ طریقہ ہندو ثقافت کی ہی مرہون منت ہے۔

ہندو ثقافت میں معاشرتی رسوم و رواج کو حصوں میں تقسیم کر دیا جاتا ہے۔ جو خاص خاص مواقع پر ان کے رہن سہن میں نظر آتی ہے۔

> "ہندو ثقافت میں پیدائش کے متعلق رسوم و رواج اس طرح سے ہیں کہ بچہ کی آنکھ میں سرمے کی سلائی لگائی جاتی ہے۔ اور لڑکی کے خاندان لڑکے کے ماں باپ کو تحائف بھیجتے ہیں۔ اور میاں بیوی کے لیے نئے کپڑے دیئے جاتے ہیں۔"[1]

برہمنوں کے ہاں بچے کے جنم کے بعد بکرے کو قربان کرتے ہیں۔ عقیدہ یہ ہے کہ انکا دیوتا خوش ہوتا ہے۔ اور پھر برہمن اپنے خاندان والوں کو کھانا کھلاتے ہیں۔ "ان کے ہاں حاملہ عورت کو ایک دھاگا بھی باندھا جاتا ہے۔ اور اس کو گرہن والے دن یا رات میں کمرے سے باہر نکلنے کی اجازت نہیں ہوتی۔"[2]

ان کی ثقافت میں اس بات کا دھیان رکھا جاتا ہے کہ پیدائش کے بعد اپنے گھر کی صفائی نہیں کر سکتے۔ اور نہ ہی عورت کو نہانے اور صاف ہونے کی اجازت ہوتی ہے۔ بچے کی پیدائش کے بعد بچے کا نام رکھنے کا مہرت نکالا جاتا ہے۔ اس میں پنڈت

---

(۱) منو شاستر، مترجم سلیم اختر، نگارشات پبلیشرز، مزنگ روڈ، لاہور، ۲۰۰۴

(۲) رسوم اقوام، علی عباس، علی پلازہ مزنگ روڈ لاہور، ص ۱۸، ۲۰۰۵

بجھن گاتا ہے اور بچے کے ستاروں کا زائچہ بنا کر اس کا نام تجویز کرتا ہے۔اس کو "نام کرم" کی رسم کہتے ہیں۔ اس میں ذاتیں خاص طور پر مد نظر رکھی جاتی ہے۔

منوشاستر میں اس کے متعلق لکھا ہے:

"بچے کا نام رکھنے کی ذمہ داری باپ ادا کرتا ہے یا اس کی اجازت سے کوئی دوسرا رکھتا ہے۔ برہمن کے نام کا اول حصہ سمادی رکھتا ہے۔ کھشتری کے نام کا اول حصہ طاقت ویش کا مالدار جبکہ شودر کے نام کا اول حصہ حقارت کے معنی دیتا ہو۔"[۱]

مسلم ثقافت میں اس کا رنگ بھی نظر آتا ہے۔ مسلم ثقافت میں دوران حمل عورتوں کو دھاگا باندھا جاتا ہے۔اور ان کو کمرے سے باہر نکلنے کی اجازت نہیں ہوتی۔اور بچے کی ولادت کے بعد لڑکی کے ماں باپ لڑکی اور اس کے شوہر کے لیے تحفہ تحائف لے کر آتے ہیں۔ مسلم ثقافت میں یہ تمام اثرات ہندو ثقافت سے ہی آئے ہیں۔اسلام میں ایسا کوئی طریقہ نہیں اپنایا گیا بلکہ جب بچے کی ولادت ہوتی ہے تو شیر خوار کے منہ میں میٹھی چیز ڈالی جاتی ہے۔اس کے متعلق حدیث میں بیان کیا گیا ہے جیسا کہ:

"حضرت ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میرا لڑکا پیدا ہوا تو میں اس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں لے کر حاضر ہوا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کا نام ابراہیم رکھا اور اس کے تالو سے کھجور لگائی اور برکت کی دعا کی۔"[۲]

دوسری حدیث میں ذکر ملتا ہے:

"حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور پاک صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں ایک بچہ لایا گیا۔بچہ نے نبی کریم کے اوپر پیشاب کر دیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پر پانی بہا دیا۔"[۳]

مسلم ثقافت میں ہندو ثقافت کی دیکھا دیکھی نام رکھنے کا دن بھی مقرر کیا جاتا ہے۔ مگر اسلام میں ایسا کوئی مخصوص حکم نہیں ہے۔ہندو ثقافت کے بہت سے ایسے معاملات ہیں جو کہ مسلم ثقافت میں اپنا گہرا اثر رکھتے ہیں۔پیدائش کی رسومات کے بعد اور بھی بہت سی ایسی رسومات ہیں جن کا رنگ ہمارے لوگوں پر چڑھا ہوا ہے۔

---

(۱) منوشاستر، ۲۔ ۳۰۔ ۳۳، مترجم ارشد رازی، نگارشات، لاہور، ۲۰۰۳ء

(۲) صحیح بخاری، کتاب العقیقہ، باب تسمیۃ المولود، غداۃ یولد، حدیث نمبر ۴۷، جلد ۵، ۸ / ۵۵

(۳) ایضاً، ص ۴۷، حدیث ۱، ۵۱۵۱ / ۴۷

جیسا کہ شادی کی رواج کو دیکھا جائے تو اس میں زیادہ تر مماثلت ہندوؤانہ رسم و رواج سے پائی جاتی ہے۔ہندو معاشرے میں جس لڑکی کی شادی ہونی ہو اس کو دس دن کے لیے کمرے میں الگ بٹھا دیتے ہیں۔کنیا کی عمر کے اس حصہ کو گرہتھ کے نام سے منسلک کیا جاتا ہے۔ہندو ثقافت کے اندر سوئمبر کے لفظ کو مذہبی اصطلاح کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ہندوؤں کے ہاں غیر شادی شدہ لوگوں کی کوئی عزت نہیں ہوتی۔شادی میں ذات پات کو اہمیت دی جاتی ہے۔

ہندو ثقافت مسلم ثقافت پر اپنے دیرپا اثرات چھوڑ رہی ہے۔ہندو ثقافت میں عورتوں کے متعلق کہا جاتا ہے:

"عورتیں باپردہ رہتی تھیں۔بناؤ سنگھار کرتی تھیں وہ تنگ اور چست لباس پہنتی تھیں۔اپنے ہاتھ اور پاؤں کو حنا اور صندل سے رنگتی تھیں۔ان کے بال پھولوں سے آراستہ ہوتے تھے۔اور زیورات بھی پہنتی تھیں۔"(۱)

مسلمانوں اور ہندوؤں کے ایک لمبے عرصے تک ساتھ رہنے کی وجہ سے اس ثقافت کے اثر نئی نسل پر اپنا رنگ جما رہے ہیں۔معاشرتی اثرات میں اور بھی بہت سے ایسے اثرات ہیں جو ہندو ثقافت کی مرہون منت ہے۔اس طرح اگر دیکھا جائے تو قبر پرستی بھی ہندو ثقافت کی ہی دین ہے۔عرب میں لوگ بتوں کو پوجتے تھے۔اور عصر حاضر میں بھی لوگ قبر کو سجدہ کرتے ہیں۔قبروں پر چادر چڑھاتے ہیں، قبروں کے آگے ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے ہیں۔ان کے لیے چراغ جلاتے ہیں۔یہ تمام چیزیں ہندو معاشرے سے ہی لی گئی ہیں۔کیونکہ وہ لوگ بتوں کو پوجتے ہیں ان کے لیے چڑھاوے چڑھاتے ہیں۔اور بتون کے آگے جھلکتے ہیں۔جبکہ اسلامی ثقافت میں اس کا گہرا رنگ نظر آتا ہے۔اس کے متعلق ارشاد نبی ﷺ ہے:

((عن ابي هريره قال سمعت رسول الله ﷺ يقول لا تجعلوا قبرى عيداً وصلو على فان صلاتكم تبلغنى حيث كنتم))(۲)

"حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کے رسول ﷺ کو یہ ارشاد فرماتے سنا کہ میری قبر کو "عید" مت بناؤ اور درود بھیجو مجھ پر اس لیے کہ مجھ پر تمھارا درود پہنچایا جاتا ہے چاہے تم کہیں بھی ہو۔"

معاشرہ پر اس کا ایک اور اثر مردوں سے دعائیں مانگنا بھی نظر آتا ہے۔لوگ قبروں کے آگے دعائیں مانگتے ہیں۔ان پر پھولوں کے ہار بھی چڑھاتے ہیں۔ان قبروں کے آگے ہاتھ جوڑ کر یا ہاتھ اٹھا کر دعا کرتے ہیں۔ہندو ثقافت سے لیے گئے اس اثر کو مسلم ثقافت نے اپنے اوپر حاوی کر لیا ہے۔جبکہ مسلم ثقافت میں اس طرح کا عمل قابل قبول نہیں ہے۔عصر حاضر میں قبر

---

(۱) تاریخ پنجاب، محمد لطیف، ترجمہ افتخار محبوب، تخلیقات لاہور، ص ۱۱۳۔ ۱۹۹۴ء

(۲) مشکوہ شریف، امام ولی الدین محمد مکتبہ رحمانیہ، لاہور، ۱/ ۱۹۷

پرستی مروجہ ثقافت بن چکی ہے۔ ان کے مزارات پر عرس منائے جاتے ہیں۔ ہندو ثقافت میں جس طرح مندروں میں میلے لگائے جاتے ہیں اس طرح ہی مسلم ثقافت بھی اس رنگ میں رنگی ہوئی نظر آتی ہے۔

اس طرح ہندو ثقافت کا ایک اور اثر توہم پرستی کا بھی ہے جو کہ معاشرے کو دیمک کی طرح چاٹ رہا ہے۔ لوگ اس اثر میں ڈوبتے چلے جارہے ہیں۔ عصر حاضر میں لوگوں کے ایمانی جذبے میں کمی آتی جارہی ہے۔ مسلمانوں نے بھی اس کا اثر قبول کرلیا ہے۔

مسلم معاشرے میں لوگوں کو اس پر یقین ہے کہ اگر کہیں جانے سے پہلے یا کام کرنے سے پہلے چھینک آجائے تو وہ کام اچھا نہیں ہوتا۔ یا پھر اگر کسی شخص کا ذکر بات کے دوران آجائے تو اس کی عمر دراز ہوتی ہے۔ اس طرح ہندو تہذیب کا ایک رنگ یہ ہے کہ اگر راستے سے گزرتے وقت سیاہ بلی راستہ کاٹ جائے تو وہ کام تکمیل تک نہیں پہنچتا۔ عصر حاضر میں عورتوں میں توہم پرستی کا رنگ زیادہ گہرا نظر آتا ہے۔ عورتیں اپنے بچوں کو بچانے کے لیے یا نظر بد سے بچانے کے لیے طرح طرح کے طریقے استعمال کرتی ہیں۔ یا سرخ مرچوں کو جلا کر اس سے نظر اتارتی ہیں۔ جبکہ اسلام میں اس طرح کا کوئی حکم نہیں پایا گیا۔ یہ اثر ہندو ثقافت کا ہی مرہونِ منت ہے۔ اس کے متعلق ارشاد ہوتا ہے۔

((عن النبی ﷺ قال: العَیْنُ حَقٌّ))[1]

"حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا نظر لگ جانا برحق ہے"۔

اس حدیث سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نظر کا لگنا برحق ہے۔ مگر جس طرح اور جن طریقوں سے نظر اتاری جاتی ہے وہ ہندووانہ ثقافت میں رائج ہیں۔ مسلم ثقافت میں ہندوؤں کی عکاسی ہر طرح سے نظر آتی ہے۔۔ معاشرہ میں جتنی بھی چیزیں یا رسوم ورواج نظر آتے ہیں وہ تمام اسی ثقافت سے ہیں۔ علاوہ ازیں نظر بد کے متعلق میں **ونَھَی عَنِ الوَشْمِ** کے الفاظ ملتے ہیں۔

ایک اور نقطہ جس کا شکار مسلم معاشرہ ہے وہ بعض ایام کو منحوس ماننا ہے۔ یہ اثر بھی ہندوؤں سے ہی مسلمانوں میں آیا ہے۔ ہندو عوام اس بات کے قائل ہیں کہ دن اپنے ساتھ ہر طرح کا پہلو لے کر آتے ہیں اور یہ چیز آہستہ آہستہ مسلم معاشرے میں آگئی ہے۔ ان کے نزدیک بدھ اور منگل کا دن منحوس گردانا جاتا ہے۔ اس دن جو بھی کام کیا جائے وہ ٹھیک نہیں ہوتا۔ اس کے ساتھ ساتھ بعض عورتوں کا ماننا یہ ہے کہ جب بچوں پر کسی چیز کا اثر ہوتا ہے تو ان کے تکیے کے نیچے لوہے کی چیز رکھ دینی چاہیے۔ یہ تمام وہ اثرات ہیں جو ہندو ثقافت سے مسلم ثقافت میں منتقل ہو کر مسلم ثقافت کو ختم کر رہی ہے۔ بعض ایسی توہمات

---

(۱) السنن، ابی داوٗد، کتاب الطب، باب ماجاء فی العین، حدیث نمبر ۳،۴۴۲/ ۵۰۱

ہیں جو عورتوں کے ساتھ ساتھ مردوں میں پائی جاتی ہیں۔ مثلاً صفر کے مہینے کو منحوس سمجھنا، منگل کے دن کو منحوس جاننا، گھر سے جاتے وقت پیچھے سے آواز نہ دینا۔ یہ سب اثرات ہیں جس نے عورتوں کے ساتھ ساتھ مردوں کو بھی اپنے اثر میں لے لیا ہے۔

ہندو ثقافت کا بالخصوص اہمیت کا حامل اثر جو کہ مسلم ثقافت میں واضح نظر آتا ہے وہ نجومی کی ناقابل یقین حیثیت ہے۔ جس پر لوگ آنکھوں کو بند کر کے بھروسہ کرتے ہیں۔ وہ جیسا بھی کہتے ہیں لوگ ان پر کامل یقین کرتے ہیں۔ یہ اثر بھی ہندوؤں سے ہی لیا گیا ہے۔ اور ایسے ہی لوگ تعویز پر بھی یقین کرتے ہیں۔ کسی بھی کام کو کرنے سے پہلے تعویز بنایا جاتا ہے اور تعویزوں کو دھو کر اس کا پانی بھی پلایا جاتا ہے۔

"حضرت زینب رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ عبد اللہ نے میری گردن میں ایک دھاگہ دیکھا۔ کہا یہ کیا ہے؟ میں نے کہا دھاگہ، اس میں منتر پڑھا گیا ہے۔ حضرت عبد اللہ نے اس کو پکڑ کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور کہا میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے کہ منتر اور تعویزِ محبت شرک ہیں۔ "[۱]

عصر حاضر میں یہ کام بہت عام ہو چکا ہے۔ جو کوئی جس بھی مشکل میں ہو وہ تعویز دھاگوں کی مدد لیتا ہے۔ اور اخبارات میں باقاعدہ طور پر اس کے اشتہار دیئے جاتے ہیں۔ جب کہ شریعت میں یہ سب کرنے سے روکا گیا ہے۔

((عن ابی بشرالانصاری انه کان مع رسول الله ﷺ فی بعض اسفاره فارسل رسولاًان لا یبغین فی رقبة بعیر قلادة من و تر او قلاوة الا قطعت))[۲]

"ابو البشر رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے ہمراہ سفر میں شریک تھے کہ نبی پاک ﷺ نے ایک منادی کرنے والے کو بھیجا جو اعلان کر رہا تھا کہ کسی اونٹ کی گردن میں پٹہ ہو یا کوئی اور چیز تو اس کو کاٹ دیا جائے۔"

اس کے ساتھ ایک اور رنگ یہ ہے کہ پانی پر دم کر کے پلانا۔ اس رنگ کا اثر زیادہ تر دیہاتی علاقوں پر ہوا ہے۔ جہاں کے لوگ چاہیے وہ مرد یا عورت ہو دونوں نے مشترکہ طور پر اس میں رنگے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ہندوؤں کا عقیدہ یہ ہے کہ پانی دم کروا کر پی لیا جائے تو وہ تمام مسائل ختم ہو جاتے ہیں۔ ہندووانہ ثقافت میں یہ عمل مندر کے پوجاریوں سے کروایا جاتا ہے یا برہمن پنڈت کرتے ہیں۔

---

(۱) السنن ابی داؤد، کتاب الکھانۃ والتطیر، باب فی النجوم، ۲/ ۵۴۶

(۲) صحیح مسلم، مسلم بن الحجاج قشیری، کتاب السلام، باب السحر، مترجم مولانا عزیز الرحمن مکتبہ رحمانیہ اقراء سنز، غزنی سنٹر، اردو بازار، لاہور، ۵/ :۳۶۹

فصل سوم

ہندو ثقافت کے سیاسی اثرات

ہندو ثقافت کے سیاسی اثرات

سیاست سے مراد بادشاہت کرنے کے ہیں۔ عربی لغات میں اس کے معنی اس طرح ہیں۔
عربی زبان میں سیاست کا مادہ باب سَاسَ، یساس و سوس سے بنا ہے جس کے مطلب گھن پڑنا ہیں۔

لغوی مفہوم:

لغوی مفہوم میں سیاست کا لفظ" ساس" سے مشتق ہے جو یونانی زبان کا لفظ ہے اس کے معنی شہر و شہر نشین کے ہیں عام مفہوم کی مناسبت سے یہ ریاست اور حکومت دونوں کے معنوں پر دلالت کرتا ہے۔

"پولیٹیکس (Politics) کسی چیز کی اصلاح کے لیے کمر بستہ اور کھڑے ہونے کو کہا جاتا ہے۔

علامہ ابن خلدون سیاست کی تعریف یوں کرتے ہیں:

"سیاست اور حکومت عوام کی نگہداشت اور ان کے حقوق کی ذمہ داری کا نام ہے سیاست اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی گئی ہے اور اس کے بندوں پر اس کے احکام نافذ کرنا حکمران کا کام ہے"۔ (۱)

حجتہ البلاغہ میں یوں کہا گیا ہے:

"سیاست وفن وعلم ہے جو ان تدابیر سے بحث کرتی ہے جن کے ذریعے سے شہریوں کے باہمی ربط کی حفاظت ہو سکے"۔ (۲)

سیاست وہ فن و حکمت ہے جس کا موضوع حکومت کی کارکردگی اور ریاست کا نظم وضبط ہے اور شہریوں کے حقوق کا تحفظ ہے۔

سیاست کی تعریف بقول ماہرین:

"سیاست انگریزی میں لفظ Politic سے نکلا ہے جسکے معنی ہے شہری حکومت"۔

علم شہریت کی یا سیاسیات کی تعریف ہے:

"سیاست ریاستوں پر حکومت کرنے کا نام ہے"۔ (۳)

---

(۱) مقدمہ ابن خلدون، طبع بیروت، دار اشاعت اردو بازار، ایم اے جناح روڈ کراچی، ص:۱۱۳

(۲) حجتہ اللہ البالغہ، شاہ ولی اللہ، مترجم خلیل الرحمن، ناشر کتب خانہ شان اسلام، لاہور، ۱۹۸۲ء، ص:۷۳

(۳) علم شہریت، ڈاکٹر نجم الدین، بک مٹی سنٹر راولپنڈی، ۲۰۰۱ء ص:۲۱

المنجد میں سیاست سے مراد:

"سیاسیات حکومت کرنے کا کام ہے اور ریاست کا وہ ادارہ ہے جو بین الاقوامی اور داخلی حکومت کرنے کا اہل ہوتا ہے"۔[۱]

سیاسیات اور ثقافت میں گہرا ربط پایا جاتا ہے کیونکہ سیاسیات میں لوگوں کی رسوم ورواج کی بھی حفاظت کی ہے جو عوام کو عقلی نظریات و قوانین کی پابندی پر مضمور کرتی ہے اور اسلامی نظام ہی دینی فلاح وبہبود کی ضمانت دیتا ہے۔

سیاست کا لفظ سیاسیات سے ماخوذ ہے۔ جس کے معنی ہیں ریاست کا علم۔ فیروز الغات میں اس کا مفہوم "بادشاہت کرنے کا طریقہ" کے ہیں۔ مزید اگر اس لفظ کی تعریف دیکھی جائے تو بقول ارسطو:

"علم سیاسیات شہری ریاستوں کا علم ہے"[۲]

انگریزی لفظ Political Science لغوی اعتبار سے اگر تعریف دیکھی جائے تو یہ ہے کہ:

"The branch of knowledge which deals the state and system of government and scientific analysis of activity and people behavior"[3]

علم کی وہ شاخ جو ریاست اور نظام حکومت کا کام سرانجام دیتی ہے اور لوگوں کے سائنسی عمل کا تجزیہ کرتی ہے۔

سیاسیات یا سیاست ہر ملک میں ایک خاص مقام رکھتی ہے جس کو چلانے والا مقتدر اعلیٰ ہوتا ہے جس کے پاس تمام اختیارات ہوتے ہیں اور وہ ان اختیارات کا استعمال کرتے ہوئے عوام کی خدمت کرتا ہے مزید اگر سیاست کی تعریف دیکھی جائے یا ماہرین سیاسیات کی نظر میں اس کی تعریف ہو تو اس طرح سے ہے

چند ماہرین سیاسیات اس کا صرف ریاست کا علم گردانتے ہیں ان کے ہاں اس کا مطالعہ صرف عوام الناس تک محدود ہے اس کی تمام تعریفات صرف ریاست کے ضمن میں ہوتی ہیں۔

پروفیسر ڈاکٹر گارنر کے مطابق:

"علم سیاسیات کی ابتداء اور انتہاء صرف اور صرف ریاست ہے"۔[۴]

---

(۱) المنجد، لوئیس معلوف، مترجم ابو الفضل عبد الحفیظ، قاسم برادرز اردو بازار، لاہور، ۱۹۷۸ء، ص:۲۲

(2)www.politicalscience.net

(3)Political Science, Prof Zia Rahman, Urdu Bazar, Lahore, P:01, 1990

(۴) ثقافت اور سیاست، علی اشرف الدین، مکتبہ دار الثقافۃ پاکستان، کراچی، ۲۰۰۰ء، ص:۱۷۴

گریسن کہتا ہے:

"تمام اختیارات کا سرچشمہ ریاست ہے اور اس کا مطالعہ معاشرتی مسائل پر بحث کرنا ہوتا ہے"۔

پروفیسر سیلے کے مطابق سیاست اس عمل کو کہتے ہیں جس سے معاشیات کا تعلق بھی منسلک ہوتا ہے۔

"علم سیاست حکومت کے حقائق کی تلاش کرتا ہے جس طرف معاشیات کا تعلق دولت کے ساتھ ہوتا ہے"۔[1]

رائج تعریف کے مطابق یہ وہ علم ہے جن کا تعلق صرف ریاست یا عوام سے ہوتا ہے سیاست اور ثقافت میں کہیں نہ کہیں تعلق پایا جاتا ہے کیونکہ ثقافت بھی عوام یا لوگوں کے بنائے ہوئے رسوم و رواج سے معرض وجود میں آتی ہے کسی بھی علاقے کے لیے ثقافت کے ساتھ ساتھ سیاست کا بھی اہم کردار ہوتا ہے۔سیاست وہ پہلو ہوتا ہے جس کے معاشرے میں نقصان یا فائدہ ہوتا ہے۔ہندو سیاست وہ سیاست ہے اس وجہ سے ہندوستان میں غریب طبقہ ظلم و جبر کی چکی میں پستا چلا جا رہا ہے مزید اگر Political Culture کی بات کی جائے تو:

Political Culture can be defined as to be some basic and commonly shared beliefs such as our equality free enterprise & individualism".[2]

سیاسی ثقافت سے مراد بنیادی اور مشترکہ عقائد مثلاً مساوات سے پاک کاروباری اداروں کی انفرادیت ہو سکتی ہے۔

سیاست و ثقافت کا ربط و تعلق:

سیاست خواہ کسی بھی ملک کی کیوں نہ ہو اس کے لیے کوئی نہ کوئی عناصر لازم اہم ہوتے ہی ہیں مثلا آزادی، برابری، جمہوریت، انفرادیت، یکجہتی اور یکسانیت اور اگر ان کو ملحوظ خاطر رکھا جائے تو ثقافت میں بھی یہی پہلو ہونے چاہئیں کہ لوگ اپنی ثقافت کو اس طرح سے اپنائیں کہ اس بات سے اندازہ ہو سکے کہ لوگ میں یکجہتی کا عنصر ملتا ہے اور برابری اس طرح سے ہو کہ وہ طبقوں میں بٹا ہوا نہ ہو جس کی وجہ سے تنزلی آئے۔

---

(۱)اسلامی قانون میں سیاست کا اصول، عماد اختر، مکتبہ عائشہ لاہور، ۱۹۷۷ء، ص:۲۷۴

(2)www.politicalPoint of view.org.net

ہندوستان کی سیاست ایک طرف سیاست میں شمار ہوتی ہے وہ اپنے اختیارات کو غلط انداز میں استعمال کرتا ہے اسی طرح اگر پاکستان کی سیاست کی بات کی جائے تو اس میں بھی لوگ اپنے اختیارات کا غلط استعمال کرتے ہیں۔ اسلامی حکومت میں سیاست بھی اسلام کے اصولوں کے مطابق ہونی چاہیے کیونکہ اس ریاست کو اسلامی تعلیمات کے نام پر حاصل کیا گیا تھا۔

سیاست ثقافت کو وسیع کرنے میں نمایاں کردار ادا کر سکتی ہے کہ بین الاقوامی سطح سفیروں کے اجلاس میں وہ سیاست کے ساتھ ثقافت کو بھی فروغ دے سکتے ہیں یا اپنی ثقافت سے منسلک رہنے کے لیے وہ اپنے لباس کو زیب تن کر سکتے ہیں جس وجہ سے ان کی ثقافت کی پہچان ہو سکے آجکل اس کی مثال یوں دیکھی جاسکتی ہے کہ بین الاقوامی دوروں میں ایران سے آئے ہوئے حکمران یا سفیر یا سعودی عرب سے آئے ہوئے سفیر اپنی زبان بولتے ہیں اور اپنے ڈریس کوڈ میں جلوہ فروز ہوتے ہیں اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی ثقافت کو نمایاں کر رہے ہیں اگر پاکستان کے سفیروں کو دیکھا جائے تو وہ اپنا ڈریس کوڈ تبدیل کر لیتے ہیں یعنی کہ وہ اپنی ثقافت کی عکاسی نہیں کرتے اس طرح سے وہ دوسری ثقافت کو اپناتے ہیں۔

عصر حاضر میں یہ بہت بڑا المیہ ہے کہ لوگ اسلام کی ثقافت کو اپنانے کی بجائے اس سے کنارہ کشی اختیار کر رہے ہیں اس کی وجہ سے آج کے دور میں اسلامی ثقافت کا فروغ کہیں نہ کہیں رک کر رہ گیا ہے۔

ای۔ سی سمتھ (E.C Smith) کے مطابق:

"علم سیاسیات معاشرتی علوم کی ایک شاخ ہے جو ریاست کے نظریے اور حکومت اور اس کی کارکردگی سے متعلق ہوتی ہے"۔

دوسرے ماہرین کے مطابق

Paul Janet:

"علم سیاسیات عمرانی علوم کا وہ حصہ ہے جو ریاست کی بنیادوں اور حکومت کے اصولوں سے منسلک ہوتا ہے"۔

علامہ ابن خلدون کہتے ہیں:

"سیاسی حکومت وہ ہے جو عوام کو عقلی نظیرات و قوانین کی پابندی پر مجبور کرتی ہے اس پابندی کا مقصد صرف دینوی فوائد، آرائش کا حصول اور پریشانیوں سے محفوظ کرنا ہوتا ہے۔"[1]

---

(۱) الخلافۃ والامارۃ، علامہ ابن خلدون، مترجم مولانا عبد الرحمن دہلوی، الفیصل ناشران کتب غزنی سٹریٹ اردو بازار، لاہور، ۱۹۹۷ء ص: ۱۵۰،۱۵۱

اسلام میں سیاست اس فعل و عمل ہے جس کے انجام کرنے سے سے لوگ فساد اور شر سے بچیں۔ مگر غیر اسلامی مذہب والے فنِ حکومت کو سیاست کا نام دیتے ہیں۔

اسلام ایک مکمل ضابطہ زندگی ہے اور برصغیر سے آنے والے مسلمان کہیں نہ کہیں ادھر کے رسوم و رواج ساتھ لائے اور وہاں پر حکومت کرنے والے مسلم حکمران آج بھی کسی نہ کسی حد تک یہاں یہاں پر نظر آتے ہیں چنانچہ قرآن میں لفظ سیاست تو نہیں مگر اس کے متعلق بہت سے آیات موجود ہیں جو سیاست کے معنی کو اور واضح کر دیتی ہیں۔

﴿ وَقَالَ لَهُمْ نَبِيُّهُمْ إِنَّ اللَّهَ قَدْ بَعَثَ لَكُمْ طَالُوتَ مَلِكًا ۚ قَالُوا أَنَّىٰ يَكُونُ لَهُ الْمُلْكُ عَلَيْنَا وَنَحْنُ أَحَقُّ بِالْمُلْكِ مِنْهُ وَلَمْ يُؤْتَ سَعَةً مِّنَ الْمَالِ ۚ قَالَ إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَاهُ عَلَيْكُمْ وَزَادَهُ بَسْطَةً فِي الْعِلْمِ وَالْجِسْمِ ۖ وَاللَّهُ يُؤْتِي مُلْكَهُ مَن يَشَاءُ ۚ وَاللَّهُ وَاسِعٌ عَلِيمٌ ﴾[(۱)]

ترجمہ: پیغمبر نے ان سے کہا کہ اللہ نے تم پر طالوت اور بادشاہ مقرر فرمایا ہے وہ بولے کہ اسے ہم پر بادشاہی کا حق کیونکر ہو سکتا ہے بادشاہی کے حقدار تو ہم ہیں اور اس کے پاس بہت ساری دولت بھی ہیں پیغمبر نے کہا کہ اللہ نے اس کو تم پر فضیلت دی اور منتخب فرمایا اس نے اسے علم بھی بخشا اور جسم بھی بے شک جو اللہ چاہتا ہے وہی ہوتا ہے اور اللہ بڑا سننے والا ہے۔

انسانی سماج کی شہ رگ حیات اس کا سیاسی نظریہ ہے اور کسی معاشرہ کا رز سیاست یہی اس کی ترقی و تنزلی پر سب سے زیادہ اثر انداز ہوتا ہے۔

حکومت اور قیادت کے لیے خداوند تعالیٰ نے اپنے نمائندے مقرر فرمائے ہیں جن کی خاص شرائط اور اوصاف کا بھی اپنی کتاب میں تذکرہ کر دیا ہے اسلامی سیاست میں شر اور فساد سے بچنے کے لیے تلقین کی ہے جس سے ایک معاشرہ اچھے طریقے سے پھل پھول سکتا ہے کسی بھی مملکت کا نظام سیاست کے ساتھ ساتھ آئین اور قوانین کی بھی مرہون منت ہے ہمارے معاشروں میں اٹھنے والی غیر اسلامی طاقتیں تحریکیں لوگوں کو طبقاتی منافرت کی طرف ابھارتی ہیں ہندو سیاست کے اثرات اسلامی سیاست پر اس طرح سے پڑ رہے ہیں کہ یہ چاہتے یا نہ چاہتے ہوئے ان کے رنگ میں رنگ رہے ہیں۔ ان کے تہواروں پر ان کے ساتھ رہنا اور انہی کی طرح سے ہی تمام رسوم رواج کو کیا جاتا ہے سیاست میں ہندو انداز کو قبول کرنے کا انجام یہ نکلا کہ ہم ہمیشہ کے لیے ان کے سیاسی تسلط کا شکار ہو گئے اور ہماری سیاست کی کنجی ان کے ہاتھ میں چلی گئی یوں ہماری قیادتیں اور حکومتیں ان کے تابع فرمان اور سلامتی تک ان کے ہاتھ میں ہے۔ کیونکہ ہندو سیاست سکولرازم پر منحصر ہے جس کی وجہ سے کچھ

---

(۱) سورۃ البقرۃ: ۲/ ۲۴۷

خطرات اسلامی سیاست کو بھی لاحق ہیں مگر انسان اپنی فطرت کے اعتبار سے اخلاق فاضلہ کو پسند کرتا ہے اس لیے ضروری ہے سیاست دان اور سیاسی لیڈروں کو اخلاق میں اعلی ظرف ہونا چاہیے۔

عصر حاضر میں ہندو سیاست اس طرح کی سیاست ہے جس کی وجہ سے انسانی حقوق کی خلاف ورزی کی جاتی ہے اور مسلم سیاست یا اسلامی سیاست امن پسندی اور برابری کے ساتھ رہنے کا حکم دیتی ہے دور حاضر کے سیاسی کھلاڑیوں اور غیر اخلاقی سیاست کو دیکھ کر لفظ سیاست سے ہی متنفر ہو جاتے ہیں کیونکہ وہ اعلیٰ طور پر اپنے اختیارات کا صحیح استعمال نہیں کرتے۔ حکمرانوں کی سیاست عام و خاص کے لیے ہوتی ہے لیکن ان کا حکم صرف ظاہری میں چلتا ہے اگر عصر حاضر کی سیاست دیکھی جائے تو اس میں کھیل سے منسلک لوگ بھی مثبت رول ادا کرتے ہیں کھیلوں کے ذریعے بہت ہی موثر طریقے سے ثقافت کو فروغ دیا جاسکتا تھا۔ مگر کھلاڑیوں کو سیاست کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے ہندو سیاست میں ہر کسی کو موہرہ بنا کر استعمال کیا جاتا ہے اسلامی ریاست میں امن پسندی کا حکم دیا جاتا ہے مگر ہندو سیاست کی دیکھا دیکھی کھیل کے میدان میں بھی سیاست کا رنگ نظر آتا ہے۔ فرقہ واریت کا عنصر بھی ہندو سیاست کی وجہ سے اسلامی سیاست میں شامل کیا جانا شروع ہو گیا ہے بظاہر اسلامی سیاست میں حکمران فرقہ واریت پر عمل نہیں کرتے مگر کسی نہ کسی عنصر میں فرقہ واریت کا پہلو نظر آجاتا ہے۔

"بلوچستان میں آئے دن فرقہ واریت کے نام پر لوگوں کو قتل کرتے ہیں اور اس پہلو کو پس پشت ڈال دیا جاتا ہے"۔[۱]

مزید اگر اس کے اثرات کو دیکھنے سے بالکل غلط نہ لگے گا کہ سیاست دو ملکوں کی ایک دوسرے سے ملتی جلتی ہوتی ہے مگر برصغیر میں اس ملک کو اسلام کے نام پر لیا گیا تھا تو یہاں پر سیاست بھی اسلامی اصولوں پر ہی ہونی چاہیئے مگر اس سیاست میں زندگی کے دوسرے پہلوؤں کے ساتھ ساتھ ہندو سیاست ہی نمایاں ہے۔ اس کا دوسرا اثر سیاسی رشوتیں اور لوگوں کو خریدنا ہے تاکہ لوگوں کو غلط کام کی طرف راغب کیا جائے اس کے متعلق قرآن میں ارشاد ہوا ہے:

﴿ فَلَمَّا جَاءَ السَّحَرَةُ قَالُوا لِفِرْعَوْنَ أَئِنَّ لَنَا لَأَجْرًا إِن كُنَّا نَحْنُ الْغَالِبِينَ ٥ قَالَ نَعَمْ وَإِنَّكُمْ إِذًا لَّمِنَ الْمُقَرَّبِينَ ﴾[۲]

ترجمہ: پھر جب جادوگر کہنے لگے کہ ہمارا کچھ بھلا کر دو اگر ہم پر غالب ہو تو وہ بولا اُس وقت تم اس کے خاص درباریوں میں ہوگے۔

---

(۱) روزنامہ جنگ، ماہنامہ ایڈیر پریس، لاہور، ص۸، ۲۰۰۲ء

(۲) سورۃ الشعراء: ۲۶/ ۴۲،۴۱

یہ بات اس ضمن میں کی گئی ہے کہ اس سیاست میں صرف وہی لوگ اچھے انداز میں حصہ لیتے ہیں جو ایک ووٹ کو یا لوگوں کو ہزاروں کروڑوں لاکھوں روپوں میں خرید لیتے ہیں بعض اوقات لوگوں کے گھروں تک کو خرید لیتے ہیں اسلام میں زور زبردستی کی کوئی گنجائش نہیں ہے مگر حکمرانوں نے ایک دوسرے کی دیکھا دیکھی ان غلط روایات اور رسوم ورواج کو اپنالیا ہے ہندو سیاست کا ایک اور اثر یہ ملتا ہے کہ مسلم حکمران ہندوستان میں جاکر وہاں کی ثقافت کو اپنا لیتے ہیں حالیہ حالات کے پیش نظر ہندوستان کے گلوکار کو اسلامی ریاست میں بلا کر اس کو خوش آمدید کہا اور اس کے سامنے ہاتھ جوڑ کر اس کو نمستے تک بولا گیا۔ یہ ہندو سیاست اور ثقافت کا اثر ہے کہ اس نے اسلامی ریاست میں آکر اپنی ثقافت کو چھوڑا مگر ہماری عوام نے ہندو ثقافت کو اپنایا۔ مزید اگر دیکھا جائے تو خیر سگالی کے جذبے کو لے کر تحفہ تحائف بھیجے جاتے ہیں مگر اسکے اندر بھی سیاست کے پہلو کی جھلک نظر آتی ہے کیونکہ حکمرانوں کے لیے خزانے کے دروازے ہر وقت کھلے رہتے ہیں انسانی زندگی میں سیاست اور ثقافت کے اثرات اتنے زیادہ ہوتے ہیں کہ ان سے کسی صورت پیچھا نہیں چھڑایا جاسکتا۔ وسیع وعریض الیکٹرانک میڈیا کے لیے سیاست کے پہلوؤں کو فروغ دیا جاتا ہے نام نہاد سیاست پر میڈیا اور دیگر ذرائع ابلاغ کو خرید کر اس پر وہی مواد دیکھا جاتا ہے جو کہ دوسرے حکمران کے فائدے میں ہو۔ بالکل اس طرح جس طرح سے ہندو سیاست میں میڈیا اور دیگر ذرائع ابلاغ صرف ایک دور حاضر کے حکمران کے بارے میں دیکھا رہے ہوتے ہیں۔

قرآن میں ارشاد ہوتا ہے:

﴿وَلَوْ شَاءَ رَبُّكَ لَآمَنَ مَن فِي الْأَرْضِ كُلُّهُمْ جَمِيعًا ۚ أَفَأَنتَ تُكْرِهُ النَّاسَ حَتَّىٰ يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ﴾(۱)

ترجمہ: اگر تمہارا پروردگار چاہتا تو زمین پر جتنے لوگ ہیں سب ایمان لے آتے پھر کیا لوگوں کو مجبور کروگے کہ وہ مومن ہو جائیں۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی کو اختیارات ہونے پر دوسرے کو مجبور نہیں کرنا چاہیے۔ خدا نے سیاست کے معاملے میں زبردستی کو اچھا نہیں سمجھا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے زور زبردستی کو منع فرمایا ہے کیونکہ حکمرن کو اپنی عوام کے جذبات کی قدر کرنی چاہیے مگر ہندو سیاست میں اس بات کو مد نظر نہیں رکھا جاتا کیونکہ وہاں پر مسلم عوام کو ان کے دینی تہوار منانے سے منع کیا جاتا مگر اسلامی سیاست میں اس کی اقلیتی عوام کو پورے اختیارات دیے جاتے ہیں کیونکہ اسلامی سیاست میں ہندو سیاست کے کچھ اختیارات نظر آتے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے:

---

(۱)سورۃ یونس:۱۰/ ۹۹

﴿هُوَ الَّذِي أَرْسَلَ رَسُولَهُ بِالْهُدَىٰ وَدِينِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهُ عَلَى الدِّينِ كُلِّهِ ۚ وَكَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا﴾(۱)

ترجمہ: وہی تو ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت کی کتاب اور دین حق دے کر بھیجا تاکہ اس کو تمام دینوں پر غالب کردے اور حق کو ظاہر کرنے کے لیے اللہ ہی کافی ہے۔

الغرض دیکھا جائے تو اسلامی ریاست میں صرف اور صرف اسلامی طریقوں سے ہی حکمران کو اپنے اختیارات استعمال کرنے چاہئیں اور لوگوں کو برابری کا درجہ دینا چاہیئے۔ اسلامی ریاست میں مسلمانوں پر جو حکمران حکومت کرتا ہو ان کا فرض ہے وہ اپنی عوام کی جان و مال کا تحفظ کرے اور بین الاقوامی طور پر اپنی ثقافت کا بھی فروغ کرے اسکی اہمیت یہ ہے کہ اسلامی تعلیمات کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑے اس کے متعلق ارشاد ہوا ہے:

((السلطانُ ظِلُّ الله في الأرض، فمَن أكرَمَه أكرمَه اللهُ، ومَن أهانَه أهانه اللهُ.))(۲)

ترجمہ: اسلامی حکومت زمین میں اللہ کی رحمت کے ساتھ کی طرح ہے جس نے اس قوم کی عادل حکومت کا احترام کیا اللہ نے اس پر اپنا کرم فرمادیا اور جس نے اس کی توہین کی اللہ اس کو ذلیل ورسوا کردے گا۔

اس کے ساتھ ضروری ہے کہ عوام بھی اپنی حکومت کا احترام کرے اور خود بھی اسلامی تعلیمات پر سمجھنے اور چلنے کی کوشش کرے حکمران کا فرض ہے کہ وہ آرام طلبی اور تن آسانی سے کام نہ لے بلکہ معاملات کی نوعیت کو سمجھ کر حکم شرعی سے فیصلے کرے اور اپنی امکانی تحقیقی اور اعلیٰ صلاحیت صرف کرنے کے بعد فیصلے کرے اور سیاست غیر اسلامی ثقافت کا خاتمہ کیا جائے بلکہ اس کی جگہ مسلم ثقافت کو فروغ دیا جائے تاکہ غیر مسلم زیادہ سے زیادہ مسلم ثقافت سے آگاہ ہوسکیں کیونکہ حکمران سیاست ددن طبقہ بہت کثرت کے ساتھ غیر اسلامی ممالک کے سفر کرتے ہیں اگر وہ مسلم ثقافت کے فروغ کے لیے کردار ادا کریں گے تو اس ثقافت کو زیادہ فروغ ملے گا اسی طرح جب غیر مسلم حکمران سیاست دان پاکستان آئیں کو بھی مسلم ثقافت کا اہتمام کرنا چاہیے تاکہ ان کو اس کی آگاہی دی جاسکے۔

---

(۱) سورۃ الفتح:۴۸/ ۲۸

(۲) کنزل العمال، تالیف علامہ علاء الدین علی متقی بن حسام الدین، مکتبہ رحمانیہ، اردو بازار، ایم اے جناح روڈ، کراچی، ۱۹۷۹ء، ۲/ ۴۵

باب چہارم
پاکستانی مسلم ثقافت کے بچاؤ کی تدابیر

فصل اول: اسلامی ثقافتی لٹریچر کی نشر واشاعت

فصل دوم: مسلم ثقافت کی میڈیا کے ذریعے آگاہی

فصل سوم: اسلامی ثقافتی اقدار کا غیر اسلامی ممالک میں فروغ

فصل چہارم: اسلامی تعلیمات کی طرف رجوع اور اسلامی ثقافت کا نفاذ

فصل اول

اسلامی ثقافتی لٹریچر کی نشرواشاعت

اسلامی ثقافتی لٹریچر کی نشر واشاعت

غیر اسلامی تہذیب کا زندگی کے ہر میدان میں حیرت انگیز طور پر ترقی دیکھ کر یہ بات پتہ چلتی ہے کہ شاید ہندو تہذیب لازوال ہے اور یہ تہذیب جس طرح سے مسلم تہذیب اور ثقافت کو کھا رہی ہے یہ ہمیشہ ہی صورت حال ایسی رہے گی کیوں کہ اس کے اثرات نوجوانوں اور عورتوں پر زیادہ ہو رہے ہیں۔ اس ثقافت کے متعلق میں ایسا گمان کیا جاتا ہے کہ یہ ہمیشہ ہی ایسی رہے گی اور مسلم ثقافت کو ناپید کر دے گی اور جو قومیں اپنی تہذیب اور ثقافت کو بھول جاتی ہے ہیں وہ صفحہ ہستی سے ختم ہو جاتی ہیں ۔ قرآن میں اس کے متعلق ارشاد ہوتا ہے۔

﴿وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَتَّخِذَ مِنكُمْ شُهَدَاءَ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ﴾(۱)

"اور یہ دن ہیں جن میں ہم نے لوگوں کے لیے باریاں رکھی ہیں اور اس لیے کہ اللہ پہچان کرا دے ایمان والوں کی اور تم میں سے کچھ لوگوں کو شہادت کا مرتبہ دے اور اللہ دوست نہیں رکھتا ظالموں کو۔"

غیر اسلامی تہذیب کی تقلید کو چھوڑ کر اسلامی تہذیب اور ثقافت کو بچانے کے لیے ضروری ہے کہ اسلامی ثقافتی لٹریچر کی نشر واشاعت کو عام کیا جائے لوگوں کو اسلامی ثقافت کے بارے میں آگاہی دی جائے۔ قومیں اپنی تہذیبیں بچانے کے لیے بھرپور کوششیں کرتی ہیں۔ اسلامی لٹریچر کے ذریعے لوگوں میں علم اور حکمت حاصل کرنے کی ترغیب دی جاتی ہے۔ ثقافت کسی بھی معاشرے کے لیے روح کی حیثیت رکھتی ہے۔ اسلامی ثقافتی لٹریچر کے ذریعے لوگوں کو آگاہی دینی چاہیے کہ ہمارے ہاں تہوار کس طرح سے منائے جاتے ہیں۔ رمضان میں عبادت کی عکاسی کس طرح کی گئی ہے اور ساتھ ہی ساتھ لوگوں کو اس لٹریچر کے ذریعے لباس زبان کی بھی آگاہی دی جانی چاہیے۔ اسلامی لٹریچر کے ذریعے نام نہاد ثقافت کو لوگوں کے دلوں سے نکالا جاتا ہے۔ اس کے متعلق آتا ہے۔

"ثقافت! ادب اور آرٹ سے تعلق رکھنے والی ان سرگرمیوں تک ہی محدود نہیں ہے جس سے خوش حال طبقوں والے لوگ لطف اندوز ہوں بلکہ یہ ثقافت ان لوگوں کی پوری زندگی کا ایک عکس پیش کرتی

---

(۱) سورۃ آل عمران: ۳/ ۱۴۰

ہے جو ایک قوم کی حیثیت سے مل جل کر رہتے ہیں اور ایسا ہمہ گیر نظام ہے جس کو لوگ خاموشی یا شعوری طور پر اپنا لیتے ہیں۔"[1]

اسلامی تہذیب کے تمام سر چشمے قرآن اور حدیث سے ہی ملتے ہیں کتاب اور سنت کے مطابق صحیح اسلامی زندگی گزرتی ہے۔ دوسری قوموں کی ثقافت اسلامی ثقافت کی طرح ہلکی پھلکی نہیں ہے۔ بلکہ تعلیم کا بنیادی ڈھانچہ اسلامی تعلیمات پر ہی کھڑا کیا جائے گا۔ اس کے متعلق لکھا گیا ہے۔

"اسلام کی یہ شان نہیں ہے کہ وہ جاہلیت کے تصورات کے ساتھ مصالحانہ رویہ اپنائے یہ موقف اسلام نے اس روز بھی اختیار نہ کیا جس روز اس نے دنیا میں قدم رکھا اور نہ ہی اس سے امید ہو سکے گی کیوں کہ جاہلیت خواہ کسی بھی دور کی ہو جاہلیت ہی کہلائی جاتی ہے"[2]

لٹریچر کے ذریعے نوجوان نسل کو تباہی کے دہانے پر جانے سے بچایا جا سکتا ہے۔ ہندو ثقافت کی وجہ سے نوجوان نسل ابتری حالت کا شکار ہو چکی ہے۔ اس سے بچنے کے لیے ضروری ہے کہ اسلامی لٹریچر اور ثقافتی رویے کو فروغ دیا جائے اور اپنی اصل روایات کے ساتھ جڑا رہا جائے۔ اسلامی لٹریچر کے فروغ کی وجہ سے ہی لوگ اپنی روایات پر برقرار رہیں گے۔ اس کی وجہ سے ہی لوگوں کو ادب میں آگاہی حاصل ہو سکتی ہے۔ اسلامی لٹریچر کے ذریعے سے ہی علم و فن، عقائد و اقدار اور رسوم ورواج کو پتہ لگ سکتا ہے۔ جب لوگوں کے درمیان مذہب، رسومات اور رہن سہن میں یکسانیت پائی جائے گی تو ہی اسلامی ثقافت کو فروغ حاصل ہو گا۔ فن و ادب پاکستان کی ثقافت میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔ تصویر سازی کے فن کے ذریعے بھی اسلامی ثقافت کی نشر و اشاعت میں مدد مل سکتی ہے۔ ہندوؤں میں انسانوں، دیوی دیوتاؤں کی تصویر کشی کا فن مسلم ثقافت سے ہی لیا ہے۔ مگر اسلامی ثقافت اس سے متاثر ہو کر تصویر کشی کر رہی ہے۔ ثقافتی لٹریچر کی نشر و اشاعت سے اسلامی ثقافت کو فروغ مل سکتا ہے۔ ادب کی وجہ سے لوگوں کے دلوں کے اندر ثقافت کے متعلق آگاہی ڈالی جا سکتی ہے۔ ادبی مجالس کو منعقد کیا جا سکتا ہے۔ جہاں پر ثقافت سے متعلق لٹریچر کو بڑھایا جائے۔ تعلیمی درسگاہوں کے اندر بھی اس لٹریچر کو فروغ دینا چاہیے کیوں کہ ادب سے ہی بے حیائی، بے ادبی اور بہت سی باطل چیزوں کا پتہ چلتا ہے۔ سکولوں میں ثقافتی ادب کو فروغ دینا چاہیے۔ اگر اس طرح نہیں ہو گا تو اسلامی ثقافت کو پذیرائی حاصل نہیں ہو گی۔

---

(۱) اسلامی ثقافت کیا ہے؟ جسٹس ایس۔ آر رحمان، مکتبہ عثمانیہ سیالکوٹ، ۳ ستمبر، ۱۹۲۷، ص ۱۰

(۲) جادہ منزل، سید قطب شہید، (ترجمہ) خلیل احمد حامدی، اتحاد اسلامی العالمی ۱۹۸۰ئ، ۳۲۳ص۔

فصل دوم

مسلم ثقافت کی میڈیا کے ذریعے آگاہی

مسلم ثقافت کی میڈیا کے ذریعے آگاہی

میڈیا کسی بھی ملک کے لیے ایک خاص اہمیت رکھتا ہے۔ میڈیا کے پاس ایسی طاقت ہے جس کو استعمال کر کے ہر وہ کام ہو سکتا ہے جو ناممکن ہو۔ کسی بھی ثقافت، فن، علم وہنر، الغرض کوئی بھی کام ہو میڈیا کے ذریعے سے ہی پروان چڑھایا جا سکتا ہے۔ زندگی کے ہر میدان میں غیر اسلامی تہذیب کی حیرت انگیز ترقی دیکھ کر یہ وہم ہوتا ہے کہ شاید اس تہذیب کو عروج لازوال ہے جس تیزی کے ساتھ مسلم ثقافت کو ختم کیا جارہا ہے اور ہمیشہ ہی یہی صورت حال باقی رہے گی۔ قرآن میں ارشاد ہوتا ہے۔

﴿ وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا وَيَتَّخِذَ مِنكُمْ شُهَدَاءَ ۗ وَاللَّهُ لَا يُحِبُّ الظَّالِمِينَ ﴾(1)

" اور یہ دن ہیں جن میں ہم نے لوگوں کے لیے باریاں رکھی ہیں اور اس لیے کہ اللہ پہچان کرا دے ایمان والوں کی اور تم میں سے کچھ لوگوں کو شہادت کا مرتبہ دے اور اللہ دوست نہیں رکھتا ظالموں کو۔"

مسلمانوں کو خواب غفلت سے جگانے کے لیے میڈیا اس میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ جو بھی اثرات اسلامی ثقافت پر رونما ہو رہے ہیں وہ صرف اور صرف میڈیا ہی کی مرہونِ منت ہیں۔ میڈیا اس قدر غیر اسلامی تہذیب کی اندھا دھند تقلید کروا رہا ہے اس کی وجہ سے اسلامی تہذیب کی ترویج اور اشاعت نہیں کی جاسکتی۔ میڈیا آج کے مسلمانوں کو ناچ گانے اور تصاویر کو آرٹ اور کلچر کا کہہ کر اسلامی ثقافت میں شامل کر رہا ہے۔ اس کے متعلق لکھا گیا ہے۔

"جب کوئی شخص اس میں بار بار گر چکا ہوتا ہے تو وہ پھر اس میں ملوث ہی رہتا ہے اس کا چسکا لگنے کے بعد وہ اس راہ کو نہیں چھوڑ سکتا اور اس کی وجہ سے ہی یہ بُرائی پھیلتی جاتی ہے اور معاشرہ میں یہ گناہ وباء کی طرح پھیل جاتا ہے۔"(2)

اس طرح پھر ایک اور جگہ پر باور کروایا گیا ہے۔

---

(1) سورۃ آل عمران: ۳/ ۱۴۰

(2) کتاب الفقہ، مطبوعات محکمہ اوقاف پنجاب، عبد الرحمن الجزیزی، ۱۹۷۳ء، ص: ۷۳

"شریعت کی نگاہ سے وہ تصاویر اور مجسمات حرام ہیں جو فاسد اغراض و مقاصد کے لیے ہوں۔ شہوت نفس کو برُا کرنے والی ہوتی ہے، ان کا نہ بنانا جائز ہے، نہ رکھنا جائز ہے اور نہ ہی دیکھنا جائز ہے۔"[۱]

اسلام کے احکامات کو میڈیا کسی طرح سے بھی ٹھیک پیش نہیں کرتا بلکہ اسلام کے احکامات کو غیر اسلامی تہذیبوں کی ملاوٹ کے ساتھ ڈر ڈر کر دکھانے کی بجائے دلیری اور یقین کے ساتھ دکھایا جانا چاہیئے جس کی وجہ سے اسلامی ثقافت کو پذیرائی حاصل ہو۔

اسلامی معاشرے میں ذرائع ابلاغ کا کردار ہوتا ہے کہ وہ لوگوں کو درست معلومات پہنچائیں۔لوگوں کی تعلیم اسلامی ابلاغی نظریے کا طریقہ ہے۔ حق اور سچ بات کہنے کو جہاد کہا گیا ہے۔ نبی کا فرمان ہے۔

((افضل الجهاد كلمة عدل عند سللطان جابر))[۲]

" جابر سلطان کے سامنے کلمہ عدل کہنا سب سے بڑا جہاد ہے "

ذرائع ابلاغ کی ایک منفرد خصوصیت یہ ہے کہ وہ جو کچھ دیکھ رہا ہوتا ہے اس پر لوگ عمل کر رہے ہوتے ہیں۔یعنی کہ قول و فعل میں تضاد کی کوئی جگہ نہیں ہوتی۔ قرآن میں ارشاد ہوتا ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ o كَبُرَ مَقْتًا عِندَ اللَّهِ أَن تَقُولُوا مَا لَا تَفْعَلُونَ ﴾[۳]

"اے ایمان والو!تم وہ بت کیوں کہتے ہو جس پر خود عمل نہیں کرتے اللہ ایسے لوگوں کو پسند نہیں کرتا جو قول و فعل میں تضاد رکھتے ہیں۔"

اکثر دیکھا گیا ہے کہ ابلاغ عامہ بغیر تصدیق کے کوئی بھی خبر یا معلومات لوگوں تک پہنچا دیتے ہیں اور لوگ اس خبر یا معلومات کو سچ بنا کر اس پر عمل پیرا ہونے لگ جاتے ہیں۔ قرآن میں ارشاد ہوتا ہے۔

﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ بِنَبَإٍ فَتَبَيَّنُوا أَن تُصِيبُوا قَوْمًا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلَىٰ مَا فَعَلْتُمْ نَادِمِينَ ﴾[۴]

---

(۱) کتاب الفقہ، مطبوعات محکمہ اوقاف پنجاب، عبد الرحمن الجزیزی، ۱۹۷۳ء، ص:۷۰، ۲۹

(۲) صحیح بخاری، کتاب الجہاد والسیر، باب فضل الجہاد والسیر، دار السلام، ۱۹۹۹ء، ۴/ ۳۸۰۲

(۳)سورۃ الصف:۶۱/ ۲، ۳

(۴)سورہ الحجرات، ۴۹ / ۶

"اے ایمان والو! اگر کوئی فاسق تمھارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو اس کی تصدیق کر لیا کرو۔ ایسا نہ ہو کہ نادانی میں کسی قوم کو ایذا پہنچا دو پھر اپنے کیے پر شرمندہ ہو"

ذرائع ابلاغ کا مقصد لوگوں میں شعور اور آگاہی پیدا کرنا ہوتا ہے۔ موجودہ دور میں ذرائع ابلاغ غیر مسلم ثقافتوں کو بہت فروغ دے رہے ہوتے ہیں۔ جب کہ مسلم معاشرے کا ذرائع ابلاغ ہونے کی وجہ اس کو غیر اسلامی ثقافت کو فروغ نہیں دینا چاہیے۔ ذرائع ابلاغ کا مقصد یہ ہونا چاہیے کہ وہ غیر اسلامی ثقافت کو فروغ دینے کی بجائے اسلامی ثقافت کو فروغ دے تاکہ اسلامی معاشرے کے اندر یکجہتی کی فضا کو قائم کیا جاسکے۔ ذرائع ابلاغ کی کوئی بھی قسم ہو اسے ہر حال میں نیکی اور برائی کے اصولوں کی پابندی کرنی چاہیے۔ ذرائع ابلاغ کو معاشرے میں مثبت اور مفید کردار ادا کرنا چاہیے نہ کہ فتنہ اور فساد کی وجہ بنے۔ کسی بھی ثقافت کو پروان چڑھانے کے لیے ذرائع ابلاغ مثبت کردار ادا کرتے ہیں۔ اس پر یہ فرض ہے کہ وہ سچائی اور حقیقت پر مبنی معلومات ہی مہیا کریں۔

میڈیا یا (ذرائع ابلاغ) نہ صرف لوگوں کو متاثر کرتا ہے بلکہ یہ سیاسی معاشرتی، سماجی ہر طرح سے اثر انداز ہوتا ہے۔ بالخصوص میڈیا کا شدید اثر لوگوں کے رویوں کے اوپر ہو رہا ہے اور معاشرتی طور پر تو لوگوں کو جھنجھوڑ کر رکھ دیا ہے۔ ہندو ثقافت کی بات کی جائے تو خبروں کی سچائی کو ہی پیش کیا جائے نہ کہ اس کو توڑ مروڑ کر پیش کیا جائے۔ رسوم و رواج کو اس طرح سے پیش نہ کیا جائے جو کہ اسلامی طریقہ سے مخالفت رکھتا ہو کیوں کہ بہت سے لوگ ہیں جو اخبارات اور رسائل کا مطالعہ روز مرہ کی زندگی میں کرتے ہیں۔ اگر اخبارات و رسائل میں یہ لکھا جائے کہ پیروں اور فقیروں کی کرامات یہ ہیں لوگوں کو اس سے فائدہ ہوتا ہے تو لوگ خود بخود اس طرف لگ جائیں گے۔

ذرائع ابلاغ کا استعمال ملک کے مفاد میں ہونا چاہیے جو کہ اسلامی اقدار کے عین مطابق ہو اور اسلامی ثقافت و اقدار کی اشاعت میں معاون ثابت ہو۔

"ذرائع ابلاغ کا کام اطلاعات یا معلومات فراہم کرنے کے بعد ختم نہیں ہوتا بلکہ معاشرے کی ترقی میں کردار ادا کرنا بھی ہوتا ہے"(۱)

فحش گانوں یا ہندو ثقافت پر مبنی گانوں کو چلانے کی جگہ اسلامی تعلیمات کو اچھے طریقے سے پیش کرے۔ ذرائع ابلاغ کے ذریعے ہم جو عوام کے سامنے پیش کرتے ہیں لوگ اس پر عمل کرنا شروع کر دیتے ہیں۔ میڈیا کا کردار اسلامی ثقافت اور اسلامی تعلیمات کو فروغ دینے میں زیادہ ہونا چاہیے کیوں کہ آج کل لوگوں کی کثیر تعداد ٹیلی ویژن سے اثر لیتی ہے۔ جیسا جیسا میڈیا

---

(۱) ابلاغ عامہ اور دور جدید، نفیس الدین سعودی، کراچی ڈیسنٹ پریس، ۱۹۸۶، ص: ۲۲

لوگوں کو دکھاتا ہے ویسے ہی لوگ اس کو اپناتے ہیں۔ میڈیا(ٹی وی) پر دکھائے جانے والے پروگرام اور ہیجان انگیز رقص کی جگہ اسلام کی تعلیمات کو موثر طرح سے پہنچانا چاہیے۔

ابو الحسن علی ندوی لکھتے ہیں کہ یہ ذرائع ابلاغ تیز رفتاری سے اپنا اثر ترقی کی صورت میں عوام پر ڈال رہے ہیں۔

"پہلے ذرائع بہت سست طریقے سے آتا تھا، اب انقلاب تیز رفتار طریقہ استعمال کرتا ہے۔ آواز سے تیز جہازوں اور ریڈیو، ٹی وی کے ذریعے گھر گھر پہنچ جاتا ہے "[1]

میڈیا کا اثر آج کل لوگوں کے اوپر بہت زیادہ ہے۔ڈراموں، فلموں میں جو کچھ دیکھا جاتا ہے لوگ اس کو اس طرح سے ہی اپناتے ہیں۔ ہندو ثقافت سے لوگ متاثر ہی لباس کے نت نئے طریقوں سے ہو رہے ہیں۔ لوگوں کے نقطہ نظر کے مطابق ترقی یافتہ ممالک کا مقابلہ کرنے کے لیے غیر اسلامی تہذیب کو کسی نہ کسی درجے تک اپنانے میں کوئی ممانعت نہیں ہے۔

غیر اسلامی تہذیبوں نے مسلمانوں کو تباہ کرنے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی ۔ غیر اسلامی تہذیبیں ثقافت کے ذریعے ہی اپنا فلسفہ لوگوں کے ذہنوں میں پختہ کرتا ہے کہ مسلم ثقافت ہندو ثقافت کی محکوم ہو کر اپنی پہچان کھو دے۔ اس کا نام ہی سرد جنگ ہے جس کی زد میں اخبارات، رسائل، ٹی وی، فلمیں، ریڈیو غرض ہر چیز رنگی ہوئی ہے۔

"جہاں تک مسلم ثقافت کے زوال کی وجہ ہے اس کا بڑا حصہ میڈیا ہے یا (ذرائع ابلاغ دیگر) ہیں۔ یہ ایک سازش کے تحت مسلم ثقافت کی بنیادیں ہلانے کا طریقہ ہے جب کہ عوام ان سے اس قدر اثر انداز ہوتی ہے کہ اس طرح ان کی اصلاح بھی ممکن ہے۔"[2]

مسلم معاشرے میں ہندو ثقافت کو پروموٹ (Promote) کرنے کے لیے ان کے ڈرامے چلائے جاتے ہیں۔ ان کی فلمیں چلائی جاتی ہیں۔ اس کا سب سے زیادہ اثر بچوں کے ذہنوں پر ہو رہا ہے۔ ان کی روزمرہ کی بول چال میں ان کی ثقافت کے الفاظ بولے جاتے ہیں۔ یہ سب میڈیا کی مرہونِ منت ہے اور مسلم معاشرے میں شائع ہونے والے اخبارات و رسائل ہندو معاشرت کی نقل کا درس ان کے لباس، زبان اور خوراک کی فوقیت سے خبریں دیتے ہیں اور ان کی تصویریں چھاپتے ہیں۔ ٹی وی ڈراموں کی صورت میں ہندو ثقافت کو نمایاں کیا جاتا ہے۔ ان کے طریقہ عبادت کو دکھایا جاتا ہے۔ اور کارٹون کی صورت میں بچوں کے ذہنوں کو پختہ کیا جاتا ہے۔ مسلم ثقافت کو فروغ دینے کے لیے کوئی عمل نظر نہیں آتا اور اسی طریقے کو اپنی کامیابی سمجھتے ہیں۔ کیوں کہ بچے بھی ان کی ثقافت میں رنگ چکے ہیں۔ بچوں کو مسلم ثقافت و اقدار کی اتنی معلومات نہیں ہو گی جتنی کے ہندو ثقافت کے متعلق معلومات ہوتی ہیں۔

---

(۱) پا جا سراغ زندگی، مجلس نشریات اسلام، ابو الحسن علی ندوی، کراچی، ۱۹۷۳، ص:۱۴۳

(۲) ماہنامہ البلاغ، تقی عثمانی، شمارہ ۱۰۷، ۱۹۸۰ء، ص:۴۳۔۴۶، ماہنامہ کراچی

"غیر مسلم ذرائع ابلاغ کا رعب و دبدبہ اس قدر مسلم ذرائع ابلاغ پر ہے کہ عوام نے مسلم ذرائع ابلاغ پر اعتماد اور عمل کرنا چھوڑ دیا ہے اور نت نئے طریقوں کو دیکھنے کے لیے غیر اسلامی ذرائع ابلاغ کو دیکھنا پسند کرتے ہیں اور غیر مسلم میڈیا اپنی مرضی اور پسند کا Propaganda مسلم معاشرے پر ڈال رہے ہیں۔"(۱)

خلاصہ کلام:

میڈیا کو چاہیے کہ مسلم ثقافت کو فروغ دینے کے لیے اور معاشرے میں بہتری لانے کے لیے پروگرام کو نشر کیا جائے جس میں لوگوں میں دلچسپی اور شوق پیدا ہو۔ ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ مسلم ذرائع ابلاغ کو اس قدر مضبوط اور موثر ہونا چاہیے کہ لوگ اس کو نظر انداز نہ کر سکیں۔ ثقافت سے متعلق ایسا مواد پیش کیا جائے کہ لوگوں کو دل سے اپنائے اور دوسری ثقافت کی طرف رجحان کو چھوڑ دیں۔ اصلاحی مقاصد کو ذہن میں ایسی سبق آموز فلمیں بنائی جائیں جو برائیوں کی اصلاح کرنے کے ساتھ ساتھ عوام میں شعور اور آگاہی پیدا کرے۔ میڈیا کے ذریعے ہی مسلم ثقافت کو فروغ مل سکتا ہے۔ میڈیا غیر مسلم ثقافت کو بین کر کے اپنے ملک کی ثقافت کو دکھائے اور ساتھ ہی ساتھ اخبارات و رسائل میں ایسے کالم لکھے جائیں جس سے لوگوں میں مسلم معاشرے اور ثقافت سے متعلق آگاہی پیدا ہو سکے۔

---

(۱) ماہنامہ البلاغ، تقی عثمانی، ماہنامہ شمارہ:۷، کراچی، ۱۹۸۰ء، ص:۴۳

فصل سوم

اسلامی ثقافتی اقدار کا غیر اسلامی ممالک میں فروغ

اسلامی ثقافتی اقدار کا غیر اسلامی ممالک میں فروغ

اسلامی اقدار کا فروغ بے حد ضروری ہے۔ کسی بھی ثقافت کو ختم ہونے کیلئے یہ کافی ہے کہ وہ اپنی اقدار سے کنارہ کشی اختیار کرے۔ گزشتہ چند صدیوں میں دنیا کی ہوس وقت کے ساتھ بڑھتی جا رہی ہے۔ مذہب کو معاشی، معاشرتی اقدار سے نکال کر صرف رسوم ورواج پر چلایا جاتا ہے۔ آج کل کی ماؤں نے بچوں کی تربیت خود کرنے کی بجائے الیکٹرانک میڈیا کی طرف کر دیا ہے جو کہ خاص طور پر اسلامی ثقافت کا کھلا دشمن ہے۔ جو کہ اسلامی اقدار کا صرف جنازہ نکال رہا ہے۔ فحش اور بدکاری اور غیر اسلامی چینلز اپنے پروگرام، ڈراموں، فلموں کے ذریعے مسلمان نسل کو ان کی روایات دور کر رہے ہیں اس کی وجہ سے نئی نسل کی اسلامی تعلیمات سے دور ہوتی جا رہی ہے۔ ہندو ثقافت کے اثر میں مسلم خاتون فحاشی اور عریانی کا شکار ہو رہی ہے۔

اسلامی ثقافت کا فروغ:

اسلامی ثقافت کو فروغ دینے کے لیے ضروری ہے کہ غیر اسلامی ممالک میں بھی اسلامی اقدار کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا جائے۔ غیر اسلامی ممالک میں اسلامی ثقافت کو فروغ دینے کے لیے اپنے کلچر کو چھوڑ کر دوسرے کلچر کو نہ اپنایا جائے۔ دوسری ثقافت کے مرہونِ منت ہم اپنے بچوں کے ساتھ بیٹھ کر فلمیں دیکھتے ہیں اس وجہ سے بچوں کو اپنے کلچر کے بارے آگاہی حاصل ہی نہیں ہوتی۔ ہندو ثقافت کے بڑھتے ہوئے اثرات اخلاقی اقدار کو بھی ختم کر رہا ہے۔ اسلامی تعلیمات میں مسلمانوں کو اجازت دے رکھی ہے کہ وہ غیر مسلم لوگوں کے ساتھ ثقافت کا تبادلہ کریں ۔ اس کی شرط یہ ہے کہ وہ ثقافت کا تبادلہ اسلامی شریعت کی رو میں ہی کریں اس سے متعارض نہ ہو۔ اسلامی ثقافت پھیلانے کا فائدہ اس لیے بھی ہوتا ہے کہ اس سے وہ دوسرے دین سے تعلق رکھنے والی ثقافت کا فائدہ اٹھا کر ان کی زبانیں سیکھیں تا کہ ان کے مکر و فریب سے دور رہ سکیں۔ غیر مسلم ممالک میں ثقافتی اقدار کو فروغ دینے کے لیے ضروری ہے کہ مسلم کمیونٹی وہاں پر اپنا زیادہ اثر رکھیں۔ اپنے بچوں کو اسلامی تعلیمات کے ساتھ تعلیم حاصل کروائیں تا کہ اسلامی ثقافت کو پروموٹ کیا جا سکے۔ [1]

اسلامی اور ثقافتی اقدار عہد صحابہ رضی اللہ عنہم میں:

عہد نبوی کے بعد بھی ایسی بہت سی مثالیں ملتی ہیں جس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اپنے ملک و مذہب کی ثقافت کو کس طرح سے پھیلایا جاتا ہے۔ دور بنی اُمیہ سے لے کر آج تک عرب عورتوں کے لیے علوم وفنون اور ثقافتوں کو جاننے کے لیے دروازے کھلے رکھے جاتے ہیں۔ ثقافتی اقدار کے فروغ کے لیے ضروری ہے کہ غیر مسلم ممالک میں کانفرنسیں، سیمینار یا تھیٹر ایسے مرتب کیے جائیں جس سے لوگوں کے دلوں میں ان کی ثقافت کے لیے لگاؤ بڑھے یا اس کے لیے یوں کہا جا سکتا ہے کہ

---

(۱) روزنامہ جنگ، ہفت ایڈیشن، ۲۱ فروری ۲۰۰۵ء

کانفرنسوں میں اس طرح سے ثقافت کو فروغ دیا جائے کہ لوگ نہ چاہتے ہوئے بھی اپنی ثقافت کو فروغ ہی اس طرح سے دیا ہے کہ لوگ اس کے اثر میں نظر آتے ہیں۔ اس کے ساتھ ساتھ مسلمانوں کے لیے اولین مدرسہ کی حیثیت مسجد کو حاصل ہے۔ عبادات کے ساتھ ساتھ درس و تدریس کے حلقے قائم کیے جائیں جہاں پر مسلم ثقافت پر بھی بحث ہو سکے کیوں کہ یہ ایک مشکل عمل ہے۔ کسی دوسری ثقافت کے ساتھ رہتے ہوئے اپنی ثقافت کو اجاگر کیا جائے۔ ماں باپ کا یہ فرض ہونا چاہیے کہ بچوں کو اُن کی ثقافت کے بارے میں معلومات دیں۔ اقدار کا فروغ کسی بھی مسلم کے لیے بہت ضروری ہے۔ ہندو ثقافت اپنے ڈراموں کے ذریعے لوگوں کے ذہنوں میں اپنی اقدار کو پختہ کر رہا ہے۔ اس کا اثر بچوں کے اوپر صاف صاف نظر آتا ہے۔ اس کا حل یہ ہے کہ اپنی مساجد میں بچوں کو دینی اور اسلامی روایات سے متعارف کروانے کے لیے خاص اقدامات کو ملحوظ خاطر رکھا جائے تا کہ نئی نسل ہندو تعلیمات کے اثر سے نکل کر اسلامی اقدار اور پاکستانی تہذیب و تمدن سے واقف ہو سکے اور ثقافتی اقدار کا فروغ بھی حاصل ہو سکے۔ [1]

تجارت کے ذریعے ثقافت کا فروغ:

مزید اس کے متعلق یوں بھی کہا جا سکتا ہے کہ تجارت کرنے کے ساتھ ساتھ بھی اسلامی ثقافت کو فروغ دیا جا سکتا ہے۔ ثقافتی تعلقات کے سلسلے میں ثقافت کے احساس کو اجاگر کیا جا سکتا ہے۔ کسی بھی قوم کی بقا اور عظمت صرف اور صرف اس کی تہذیب اور ثقافت سے ہی وابستہ ہوتی ہے۔ صرف غیرت مند قومیں ہی اپنے تہذیبی اور ثقافتی ورثے کی حفاظت کرتی ہیں۔ مگر افسوس کے ساتھ کہا جاتا ہے کہ مسلم قوم اس شناخت سے بے نیاز و بے فکر نظر آتی ہے۔ ہمارے ہاں یہ کہا جاتا ہے کہ اپنی ثقافت اور اخلاقی اقدار سے دوری اس قدر بڑھ گئی ہے کہ لوگ کہتے ہیں کہ ایجادات سے مستفید ہونا ضروری ہے تو ہندو ثقافت کو کیوں نہیں اپنایا جاتا۔ دوسرے ممالک میں تھیٹر کے ذریعے ثقافت کو فروغ دیا جا سکتا ہے۔ کیوں کہ بیرون ملک مسلمانوں کی کثیر تعداد تھیٹر سے وابستگی رکھتی ہے۔ اس لیے اس کو ذریعہ بنا کر بھی ثقافت کو فروغ دیا جانا چاہیے۔

میڈیا کے ذریعے ثقافت کا فروغ:

کسی بھی غیر ملکی ثقافت کو فروغ دینے کے میڈیا کا اہم کردار ہے۔ میڈیا اس ثقافت کو بڑھا چڑھا کر دکھاتا ہے جس کی وجہ سے لوگ اسکی طرف چلیں۔ اس طرح میڈیا یا اخبارات سے منسلک لوگوں کو یہ کردار ادا کرنا چاہیے کہ بیرون ملک یا غیر اسلامی ممالک میں اسلامی ثقافت کو پروموٹ کریں۔ غیر اسلامی ممالک میں کانفرنسوں کا انعقاد کریں۔ لوگوں میں شعور کو اجاگر

---

(۱) اسلامی نظریہ حیات، اسعد گیلانی فیروز پبلشرز، ۱۹۸۹ء، ص ۲۰۸

کرنے کے لیے اخبارات اور رسائل میں کالم نگاری کریں۔ ثقافت سے متعلق لوگوں میں آگاہی پیدا کریں اور ساتھ ہی ساتھ سوشل میڈیا پر بھی ایسے اقدامات کیے جانے چاہیں جس سے اسلامی ثقافت کو فروغ حاصل ہو۔[1]

رسومات اور رواج کا فروغ غیر اسلامی ممالک میں:

اسلامی اقدار کا فروغ بھی اس کے ساتھ ہی ممکن ہو سکے گا۔ اسلامی اقدار میں سب سے ضروری بات یہ ہے کہ اپنی روایتی اقدار کے ساتھ منسلک رہا جائے۔ اپنی اقدار کو نہ چھوڑا جائے جب کوئی ملک اپنی اقدار کو چھوڑنا شروع کر دیتا ہے تو وہ اپنی ثقافت سے بھی دور ہوتا چلا جاتا ہے۔ کیوں کہ کسی بھی قوم کے نظریات، مذہبی روایات، اخلاقی و ثقافتی اقدار کو بیچا نہیں جا سکتا۔ یہ کسی بھی قوم کا سرمایہ اور ورثہ ہوتی ہیں۔ کسی بھی غیر اسلامی ملک میں ثقافت کا سب سے اچھا ذریعہ یہ ہے کہ اپنی ثقافت سے ملتے جلتے کام کریں جس میں لباس، رہائش اور دیگر رسومات شامل ہیں۔ اسلامی ثقافت میں جس طرح شادی کی رسومات میں اس طرح سے ہی کسی غیر اسلامی ملک میں شادی کی رسومات کو ادا کیا جا سکتا ہے۔ اسلامی ثقافت کے ختم ہونے میں سب سے اہم کردار ٹی وی ڈراموں کے ذریعے ہی ہوتا ہے۔ ہندو ثقافت اپنے ڈراموں اور فلموں کے ذریعے سے ہی اسلامی ثقافت کو ختم کر رہی ہے۔

اخلاقی اقدار کا فروغ:

اگر دیکھا جائے تو بچوں کو اپنی ثقافت سے آگاہی دینے کے لیے اس طرح کے کارٹون بنائے جائیں جو وہ غیر اسلامی ممالک میں رہ کر بھی دیکھیں اور اپنی ثقافت کو پہچاننے کی کوشش کر سکیں۔ پاکستان واحد ملک ہے جو احساس کمتری کا شکار ہو چکا ہے۔ کیوں کہ غیر مسلم ثقافت اس قدر اس میں راسخ ہو چکی ہے کہ جو اس کو اندر ہی اندر دیمک کی طرح کھا رہی ہے۔ اسلامی ثقافتی اقدار کو فروغ دینے کے لیے ضروری ہے کہ پاکستانی میڈیا انڈسٹری بھی ایسے ڈرامے، فلمیں یا موضوعاتی پروگرام بنائے جس میں ثقافت کی چھلک نظر آتی ہو۔ ان میں اخلاقی اقدار اور ثقافتی اقدار کا فروغ واضح طور پر ممکن ہو۔

بیرون ملک اگر تھیٹر کے ذریعے ثقافت کو فروغ دیا جائے تو اس میں بھی کوئی مضائقہ نہیں ہو گا کیوں کہ لوگوں کی کثیر تعداد تھیٹر دیکھنے کے لیے آتی ہے۔ خاص طور پر غیر اسلامی ممالک میں تھیٹر پر ایسے مزاح اور سبق آموز ڈراموں، کہانیوں کے ذریعے لوگوں کے اندر ان کی ثقافتی اقدار کو جگایا جا سکتا ہے۔ کسی بھی غیر اسلامی ملک میں مسلمان اگر اپنی پہچان اور اقدار کو قائم رکھیں گے اور اپنے اسلامی نظریات پر قائم رہیں گے تو ہی وہ اپنی ثقافت کو بچا کر رکھیں گے۔ غیر اسلامی ممالک میں بہت سی لائبریریوں میں مسلم قوم کا علمی ذخیرہ موجود ہے جس سے فائدہ اٹھا کر پوری دنیا میں اپنی ثقافت کا لوہا منوایا جا سکتا ہے۔ مسلم

---

(۱) روزنامہ جنگ، سہ ماہی فکر پاک پتن، ستمبر ۱۹۸۰ء، جلد ۹

ثقافت کو زندہ رکھنے کے لیے اپنی روایات اور ثقافت، روایات میں ڈھلنے کی کوشش کرنی چاہیے کیوں کہ اس سے ہی دوسرے ملک کی اقوام متوجہ ہوں گی۔

اس کے متعلق یوں لکھا گیا ہے:

"مشرقی تہذیب مغربی تصورات کے زیر اثر آئی تو نہ صرف معاشی و اقتصادی معاشرتی و سیاسی اور زندگی کے مختلف پہلوؤں میں زوال کا شکار ہوئی۔ غیر اسلامی ثقافتوں اور تہذیبوں کا اسلامی ثقافت پر غالب آنا اور اسلامی تہذیب کا قلع قمع کرنا اس کا مقصد تھا۔ جس کے لیے تعلیم اور ذرائع ابلاغ کا سہارا لیا گیا۔"(۱)

غیر اسلامی ممالک میں کالم نگاری کے ذریعے بھی اس کا اثر ختم کیا جا سکتا ہے۔ مسلمان نژاد لوگ وہاں پر رہ کر Campaign چلا سکتے ہیں جس سے وہاں کے معاشرے میں اسلامی ثقافتی کو مل سکے۔ اسلامی اقدار سے دوری ہی اسلامی ثقافت کی وجہ ہے۔ مسلمانوں کی زوال بھی وجہ بھی اسلامی اقدار سے دوری کی وجہ سے ہے۔

"مسلمان شکوک و شبہات اور ثقافت سے ہو کر یہ بھول گئے ہیں کہ جس دور میں بغداد، غرناطہ کی یونیورسٹیاں علم و معرفت کے موتی لٹا رہی ہے۔ غیر اسلامی ممالک اس وقت اس سے واقف ہی نہ تھے جس وقت مسلمانوں کے قلم سے شاہکار نکل رہے تھے۔ غیر اسلامی اقوام اس وقت کاغذ سے نا آشنا تھی اور آج صرف مسلمان اپنی روایات و اقدار سے دور ہو کر غری اسلامی ثقافت کی تاریکی، جہالت اور بد نظمی کا شکار ہو چکے ہیں۔"(۲)

ثقافتی لٹریچر کا فروغ:

غیر اسلامی ممالک میں اگر تعلیمی و تدریسی نظام کو بہتر بنایا جائے تو وہ وہاں کے لیے غیر اسلامی ثقافت کی اندھی تقلید کو چھوڑ سکتے ہیں اور اسلامی ثقافت کو فروغ دے سکتے ہیں ضرورت اس امر کی ہے کہ والدین بچوں کو اسلامی اور ثقافت کے متعلق تعلیمات سے آگاہ کریں اور دوسری طرف اجتماعی سطح پر حکومت ایسے پروگرامز لاؤنچ کروائے جو کہ بیرون ملک میں چلائے جا سکیں۔ اور جو مسلم ثقافتی تعلیمات کے منافی ہوں اور ایسے اقدامات کرے جو کہ اسلامی ثقافت کو اجاگر کرے تاکہ غیر اسلامی ممالک میں رہ کر بھی نوجوان نسل اپنی ثقافت اور روایات سے جڑی رہے۔ تعلیمی نظام میں بھی کسی نہ کسی حد تک اسلامی تہذیب و ثقافت کے متعلق کورس کو پڑھایا جاتا رہے جس میں ثقافتی لٹریچر کا بھی فروغ ممکن ہو سکے۔ بالخصوص وہاں کے سفارت خانوں

---

(۱) ضیاالنبی، محمد کرم شاہ الازہری، ضیاء القرآن پبلشرز، لاہور، ۶/ ۶۵۰

(۲) ماہنامہ البلاغ، تقی عثمانی، شمارہ ۷، ۱۹۸۰ء، ماہنامہ کراچی، ص: ۴۳

کے ذریعے جو سکولز قائم کیے گئے ہیں وہ اسلامی تہذیب کے فروغ میں کافی کردار ادا کر سکتے ہیں اور وہاں کی مسلم کمیونٹی کو غیر اسلامی ثقافت سے بچاؤ کا ذریعہ بھی بن سکتے ہیں۔ اس کے علاوہ سپورٹس کے ذریعے غیر مسلم ممالک میں اسلامی ثقافت کو فروغ دیا جا سکتا ہے۔ عصر حاضر میں سپورٹس کو بہت اہمیت حاصل ہے اور مختلف قومیں و ممالک مل کر کھیلتے ہیں ایسے میں مسلم سپورٹس مین اسلامی ثقافت کے فروغ میں غیر مسلم ممالک بہت اہم کردار ادا کر سکتا ہے۔ بیرون ملک میں رہتے ہوئے حب الوطنی کے جذبے کو نہیں چھوڑنا چاہیے۔ اتحاد کو برقرار رکھ کر دوسری ثقافت کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔ ثقافتی اقدار کو فروغ دینے کے لیے سوشل میڈیا پر ایسے اقدامات ہوں جس سے اسلامی اقدار کے بارے میں وافر معلومات میسر ہوں۔ والدین کو بھی اس بارے میں آگاہی حاصل ہو تا کہ وہ بچوں کو ثقافت سے متعلق آگاہ کر سکیں۔

خلاصہ کلام:

الغرض اسلامی ثقافت کو فروغ دینے کے لیے تمام مسلم اقوام کو ایک ہونا پڑے گا۔ میڈیا اور ذرائع ابلاغ کا مقصد یہ ہونا چاہیے کہ وہ غیر مساویانہ رویہ رکھتے ہوئے اپنا کردار ادا کریں۔ ٹی وی، ریڈیو اور اخبارات میں ایسا مواد، آرٹیکلز اور کالمز شامل کیے جائیں جس سے ثقافتی اقدار کو فروغ حاصل ہو۔ غیر اسلامی ممالک میں صرف ذہنی ہم آہنگی ہی کام کرتی ہے۔ مسلم اپنی اقدار کو نظر انداز کیے بغیر اپنی روایات سے منسلک رہیں تو ہی اسلامی ثقافت کو دوسری طرح منتقل کیا جا سکتا ہے جس سے انسان درجہ بدرجہ ترقی کر کے منظم معاشرتی زندگی تک پہنچتا ہے۔ اس طرح ثقافت بھی انسان کے ساتھ قدم بہ قدم ترقی کرتی ہے۔ جب لوگوں کے درمیان مذہب، رسومات، خاندان اور رہن سہن میں مماثلت ہو اور وہ ایک دوسرے کے قریب ہوں تو ہی ثقافت کا ظہور ہوتا ہے اور اس طرح غیر اسلامی ممالک میں اسلامی ثقافت کو فروغ مل سکے گا۔

فصل چہارم

اسلامی تعلیمات کی طرف رجوع اور اسلامی ثقافت کا اہتمام

اسلامی تعلیمات کی طرف رجوع اور اسلامی ثقافت کا اہتمام

اسلامی تہذیب و ثقافت کی ترویج:

اسلام وہ واحد مذہب ہے جس میں تضاد نہیں پایا جاتا۔ ہم آہنگی پیدا کرنے کے لیے اسلام مذہبی اور ثقافتی یکجہتی کا حکم دیتا ہے۔ ایسے بہت سے مقامات ہیں جس میں ثقافت کی ترویج کا حکم ملتا ہے۔ اہل بصیرت جانتے ہیں کہ جہاں قوموں کے عروج وزوال میں مشیئت ایزدی کو دخل حاصل ہے وہاں انسانی اعمال بھی اس کی وجہ بنتے ہیں۔ اسلامی تعلیمات کو اگر ہاتھ سے چھوڑ دیا جائے تو زوال ہی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ دین اسلام کے پاس قوت کا اتنا سرمایہ موجود ہے کہ وہ غیر اسلامی اثرات کو ختم کر سورج کی طرح دنیا پر چمکا جا سکتا ہے۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ اسلامی تعلیمات کو ماننے والے اس دین کو پوری طرح اپنا کر دنیا میں اپنا سکہ منوا سکتی ہے۔

کسی بھی ملک میں ثقافت کو پروان دینے کے لیے ضروری ہے کہ اپنی اخلاقی اور اسلمی اقدار کو نہ چھوڑا جائے کیوں کہ اسلام تہذب و ثقافت کا ایک مکمل اور جامع تصور دیتا ہے اور اس سچ کو اگر مان لیں کہ زندگی گزارنے کا طریقہ اور ارد گرد پھیلے ہوئے ضابطہ میں فرق ہے تو اسلامی تعلیمات پر عمل کرنا آسان ہو گا۔ تو اس سلسلے میں سب پہلا اور اہم کام قوم کو تعلیم یافتہ اور تربیت یافتہ بنانا ہوتا ہے۔ لوگت جتنے زیادہ پڑھے لکھے، سمجھدار اور باشعور ہوں گے اتنا ہی آسان ہو گا کہ وہ لوگ اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہوں اور اسی قدر اسلامی قوانین پر عمل درآم کرنا آسان ہو گا۔ جیسے جیسے قوم تعلیم یافتہ اور سمجھدار ہوتی چلی جائے گی ویسے ہی توہم پرستانہ رسومات جڑ سے اکھڑے رہیں گے کیوں کہ تعلیم کا بنیادی ڈھانچہ یا نکات ہی اسلامی تعلیمات پر منحصر ہے۔ مسلمانوں کی اس بات میں خوش قسمتی ہے کہ اس عالمگیر دین کا ہر پہلوان کے سامنے برت کر دیکھا گیا ہے۔

بقول مولانا مودودی:

> "اس نے قرآن میں مجمل احکام اور ہدایت دے کر یا کچھ اصول بیان کر کے اپنی پسند و ناپسند کا اظہار کر کے یہ کام اللہ کے رسول ﷺ کے ذمہ کر دیا کہ وہ نہ صرف لفظی طور پر اس قانون کو تفصیلی مشکل میں مرتب کرے بلکہ اس پر عمل کر کے اس کے مطابق کام بھی کر کے دیکھا جائے۔"(۱)

مسلمانوں نے دین اور دنیا کو الگ حصوں میں بانٹ دیا ہے۔ دین میں صرف بدنی عبادات دے دی گئی ہیں کہ نمازیں ادا کرتے رہو تو عبادت مکمل ہو جائے گی اور دنیاوی امور کو زیادہ تر غیر اسلامی حصوں اور طریقوں میں بانٹ دیا ہے اور غیر اسلامی روایات اور ثقافت کو اس قدر طاری کر لیا ہے کہ اس کے بغیر گزارہ کرنا مشکل کر دیا ہے۔

---

(۱) سنت کی آئینی حیثیت، مولانا مودودی، بشمول مولانا مودودی کی نشری تقریریں، اسلامک Publications، لاہور،، ۱۹۸۷ء، ص:۸۷

اسلامی تعلیمات کی تعلیم:

اس صورت میں اس کام کی بے حد اہمیت ہے کہ مسلمانوں کو اس بات کا یقین کروایا جائے کہ مسائل کا حل اسلام میں ہی موجود ہے۔ اگر اسلام کسی چیز پر پابندی لگاتا ہے تو معاشرے کی بہتری اس میں ہی ہوتی ہے۔ اسلامی تعلیمات کے مکمل نفاذ کے لیے جذبہ صادق عمل میں لانے کی ضرورت ہوتی ہے۔ اگر ہم اس دنیا میں دوسری ثقافتوں کے پیچھے دوڑتے رہیں گے تو اس طرح سے پھر مسلم ثقافت کا وجود مٹ کر رہ جائے گا۔

نعیم صدیقی اس کے متعلق لکھتے ہیں:

"ذرا غور کریں اس ذات کا! کس مہارت سے مٹھی بھر مسلمانوں کے بل پر ایک مضبوط فوجی نظام کا سلسلہ قائم کیا اور کس طاقت سے سازشوں کو ختم کیا اس عمل میں قائدانہ مہارت، بصیرت اور مضبوط حکمت عملی کے حیرت انگیز پہلے جو مسلم لوگوں نے دیکھے۔"(۱)

اسلامی تعلیمات کے فروغ صرف اسی صورت میں ممکن ہے اگر بحیثیت اسلامی مملکت علم کا حصول ہر کسی کے لیے لازم قرار دے دیا جائے۔

حدیث مبارکہ میں آتا ہے۔

((طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ)) (۲)

" علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے"

جہالت اور کم علمی کی وجہ سے معاشرہ غلط کاموں کی طرف راغب ہوتا ہے اور فرسودہ رسومات اور رواج میں گر جاتا ہے۔ اس لیے معاشرے کو اس سب سے نکالنے سے ہر فرد کو تعلیم یافتہ بنانا ہی پڑے گا۔ ان فرسودہ ثقافتوں اور رسوم و رواج کو ختم کرنے کی پہلی منزل ہے۔ تعلیم مختلف قسم کی ہوتی ہے۔ تعمیر اخلاق اور ترقی کے لیے ضروری ہے۔ اسلام کے بتائے ہوئے اصولوں پر عمل پیرا ہوں اور ہر مثبت تعلیم اسلامی تعلیم ہے۔ لیکن بنیادی سطح پر بالخصوص قرآنی اور اخلاقی تعلیم کی ضرورت ہے۔ بچوں کو ان کے بچپن سے ہی اخلاقی اقدار کے بارے میں بتایا جانا چاہیے۔ اس سے ان کے اندر معاشرے میں ہونے والے اتار چڑھاؤ کو سمجھنے کی صلاحیت پیدا ہو سکے۔ اخلاقی تعلیم کی اس وجہ سے بھی ضرورت ہے کہ اس سے افراد کی ذہنی تربیت کا بھی اہتمام ہوتا ہے۔

---

(۱) محسن انسانیت، نعیم الدین صدیقی، اسلامک پبلی کیشنز، لاہور، ۱۲ اشاعت، ۱۹۸۸، ص: ۴۳

(۲) السنن، ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی حسن الخلق، ۴۳۱/۳

نصاب کے ذریعے:

اگر اسلامی تعلیمات کا غیر اسلامی ممالک میں فروغ ہو تو اس کا پہلا عمل یہ ہونا چاہیے کہ وہاں کے نصاب میں اسلامیات ایک الگ مضمون کی حیثیت سے بڑھایا جانے والا مضمون لازمی کر دیا جانا چاہیے جس سے بچوں میں مذہب سے متعلق آگاہی حاصل ہو۔ غیر اسلامی ثقافت اپنے مضامین میں ہی اپنی ثقافت کو فروغ دے دیتے ہیں۔ جس کی وجہ سے مسلم معاشرہ دین اور دنیا کو الگ الگ گمان کرتے ہیں۔ اگر غیر اسلامی ممالک میں عامل تعلیم کے ساتھ اسلامی تعلیمات سے متعلق مضمون یا الگ کلچر دیے جائیں تو اس سے دینی اقدار کو فروغ دیا جاتا ہے اور ان میں اسلامی تعلیمات سے لگاؤ بھی نظر آئے گا۔ اور اس مقصد میں کامیابی حاصل کرنے کیلئے ایک لائحہ عمل وضع کرنے کی ضرورت ہو گی اور اس سے دوسری ثقافتوں میں اسلامی ثقافت کو سمجھنے کا ذوق بڑھے گا۔

زبان وادب کے فروغ کے ذریعے:

اسلامی ثقافت کی سب سے اہم اور خاص بات یہ ہے کہ صدیوں پرانی ہے جو کہ ہمارے آباؤ اجداد سے وراثت جس میں ملی ہے۔ غیر اسلامی ممالک میں اسلامی ثقافت کو فروغ زبان وادب سے مل سکتا ہے۔ ثقافت کے فروغ کے سب سے اہم پہلو ذریعہ اظہار کو لیا جاتا ہے۔ انسانی معاشرہ جن عناصر کے سہارے وجود میں آتا ہے زبان اس میں اہم کردار ادا کرتی ہے۔ اگر زبان سے دوسری ثقافت کے الفاظ ادا ہوں گے۔

غیر اسلامی ممالک میں اپنے رسوم ورواج کا دامن نہ چھوڑا جائے۔ اسلام کے بنیادی تصورات سے متعارض نہ کیا جائے تو اسلامی ثقافت کا وجود برقرار رہتا ہے۔

قرآنی تعلیمات کی تعلیم:

قرآن میں ثقافت کو ایک قلم منسوخ کر دیا ہے۔ مثلاً غم کے موقع پر بین کرنا، بال بکھیر کر چہرہ پیٹنا، جسم کو گودنا وغیرہ وغیرہ۔ یہ سب اسلام کے منافی ہے اور اس کے ساتھ ہی اسلامی ثقافت میں بھی اس کی نفی کرنی چاہیے۔ اسلام میں اس کی نفی کی گئی ہے تو غیر اسلامی ثقافتوں کے اثر میں ایسا نہ جائے۔

اس کے ساتھ تعلیم حاصل کرنے کے حوالے بھی اسلامی ثقافت کو پروان چڑھایا جا سکتا ہے۔ غیر اسلامی ممالک میں اپنے نظامِ تعلیم کے مطابق نصاب مقرر کرتے ہیں۔ اس کی وجہ سے مسلم معاشرہ سے تعلق رکھنے والے لوگ قرآن کی تعلیمات سے محروم رہ جاتے ہیں۔ اس کا حل یہ ہے کہ قرآنی تعلیم کو منظم طور پر اپنے بچوں کو پڑھایا جانا چاہیے۔ قرآنی تعلیم کو نصاب میں جگہ ملنے کی کوشش کرنی چاہیے بلکہ اس کی اشاعت کے لیے ٹھوس پروگرام ترتیب دینے چاہئیں اور ایک لائحہ عمل مرتب کرنا چاہیے جس کے بچوں اور بڑوں کے ذہنوں میں ثقافت سے متعلق آگاہی پیدا ہو سکے۔ ایسا کرنے سے ہی معاشرتی اور

اسلامی ثقافت کو غیر اسلامی تقاضوں سے دور رکھا جاسکتا ہے۔ اسلامی ثقافت کا اہتمام بچوں کے لیے ابتدائی سال میں کرنا چاہیے تاکہ آئندہ زندگی کی بنیاد اسلامی تعلیمات کے اوپر رکھی جائے۔ زبان کے ذریعے سے بھی اس کو فروغ دیا جاسکتا ہے۔ عربی زبان دنیا میں دوسرے نمبر پر بولی جاتی ہے اور انگریزی زبان کو سب سے خاص درجہ حاصل ہے اور عربی زبان کی خاصیت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب بھی عربی زبان میں ہے۔ اس لیے اسلامی تعلیمات سے ہم آہنگ ہونے کے لیے عربی زبان میں مہارت رکھنا ضروری چاہیے۔ بتدریج عربی زبان پر مہارت حاصل کرنے کے لیے دوسری قسم کی چھوٹی کتابیں بچوں کے نصاب میں شامل ہونی چاہئیں بلکہ ضرورت اس امر کی ہے نصاب میں قرآنی تعلیم کو جگہ دینی چاہیے۔ مسلم ثقافت کو اس صورت میں بچایا جاسکتا ہے کہ نصاب ایسے لحاظ سے بنائیں جس سے مثالی و اسلامی معاشرہ بن سکے۔ ایسے موزوں نصاب کا تعین کیا جائے جس سے بچوں میں ایک دوسرے سے ہم آہنگی ہو اور اسکے ساتھ ساتھ ناظرہ قرآن علم ہدایت کا سرچشمہ ہے۔ دنیاوی تعلیم کے ساتھ ساتھ بچے کو اس شروع سے ہی ناظرہ قرآن کی تعلیم سے ہمکنار کروانا چاہیے۔ اس سلسلے میں ابتدائی جماعتوں میں قاعدہ باقاعدہ طور پر شروع کرانا چاہیے اور اس کے بعد طلبا و طالبات میں اتنی اہلیت پیدا کرنی چاہیے کہ وہ قرآن کو پڑھ کر سمجھ سکیں۔

بچوں کی ابتدائی تعلیم:

اسلام کے بنیادی عقائد کا بتانا بھی ابتدائی عمر ہی سے کرنا چاہیے کیوں کہ اس سطح پر بچوں کے سامنے جو کہا جاتا ہے وہ اس کو ذہن میں یاد رکھ لیتے ہیں۔ یہ عقائد ہی عملی زندگی کو اختیار کرنے سے قبل بچے کے ذہن کو قرآن کی تعلیم حاصل کرنے ہموار کرتے ہیں اور اس کی زندگی کو صحیح خطوط پر چلانے میں مددگار ثابت ہوتے ہیں۔ توحید، رسالت، الہامی کتابیں، آخرت پر کامل یقین اس کی عملی زندگی کا تانہ بانہ بنتا ہے اور وہ تمام معاشرتی برائیوں، بدعات اور غلط رسوم و رواج سے بچ سکتا ہے۔

اس کے ساتھ ساتھ ثانوی سطح پر بھی ایسے نصاب کا تعین کرنا چاہیے جو کہ اسلامی ثقافت کی جھلک دکھاتے ہوں یا اسلامی تعلیمات کی عکاسی کرتے ہوں۔ ثانوی سطح پر نصاب میں اسلامی تعلیم پر خاص توجہ کی ضرورت ہوتی ہے کیوں کہ موجودہ نصاب میں اسلامی تعلیم کو لازمی مضمون کے طور پر شامل کیا جائے تو یہ اسلامی تعلیم کے تقاضوں کو پورا کرنے کے لیے ناکافی ہے۔ لہٰذا اس کے لیے لائحہ عمل مرتب کرنا پڑے گا۔ ابتدائی سطح پر عربی کی لازمی تعلیم کا جو سلسلہ شروع کیا جاتا ہے وہ اس سطح پر بھی جاری رہنا چاہیے تاکہ طلبا اچھے طریقے سے عربی زبان پر عبور حاصل کر سکیں اور اعلیٰ اسلامی تعلیم کے حصول میں یہ بات مددگار ثابت ہوتی ہے اور ایسا کرنے سے اسلامی تعلیمات کی طرف لوگوں کا ذہن جاتا ہے۔ [1]

اگر شروع سے لوگوں کو بچوں اور بڑوں کو باقاعدہ طور پر قرآن کی تعلیم ترجمہ اور تفسیر کے ساتھ دی جائے تو اپنے مذہب کے بارے میں ان کا تصور اور واضح ہو جائے گا اور دوسرے مذاہب کے ثقافتوں اور اس کے نظریات کی ترجمانی کرنا

---

(۱) ثقافت اور تہذیب کا تعلق، مکتبہ منہاج اسلامک لائبریری، ۱۸۷۴ء، ص:۱۵۸

چھوڑ دیں گے تو نہ ہی ان کے ذہنوں میں کسی قسم کا کوئی بھی خلا پیدا ہو سکے گا۔ کیوں کہ یہی چیز اغیار کی تقلید کا باعث بنتی ہے۔ غیر اسلامی مذاہب وار ہی عقائد کے منافی کرتے ہیں اور اس طرح سے مسلم ثقافت غیر اسلامی ثقافت کے ہتھے چڑھ جاتی ہے۔

سیمناروں اور کانفرنسوں کے ذریعے فروغ:

اسلامی ثقافت کا اہتمام مختلف طریقوں سے بھی کیا جاتا ہے جس میں کانفرنسوں، آرٹ کے ذریعے بھی پروموٹ کیا جاتا ہے۔ ہمارے اسلاف اگر اسلامی ثقافت کے اثرات سے محفوظ رہے تو اس کی بنیادی وجہ یہی تھی کہ وہ باقی علوم کے ساتھ اسلامی تعلیمات سے بہت زیادہ روشناس تھے اور بنیادی تعلیم والدین اپنے بچوں کو مضبوطی سے یاد کرواتے تھے۔ اور اصل علم لوگوں کی مجالس سے استفادہ حاصل کرنے کی ان کو ترغیب دیا کرتے تھے۔ جب کہ اگر غور سے دیکھا جائے تو قرونِ اولیٰ زیادہ تر علوم قرآن و سنت اور اس کے معاون ہی پڑھے پڑھائے جاتے تھے۔ ایسے خاکے بنائے جاتے ہیں جس میں اسلامی ثقافت کی عکاسی کی جاتی ہے اور ایسی Calligraphy کی جاتی ہے جس میں آیات کا مکمل طور پر مفہوم آجاتا ہے اور ایسے طریقے سے احادیث کو لکھا جاتا ہے جس سے مسلم معاشرے میں عروج آتا ہے۔[1]

حدیثِ مبارکہ اور فقہ کی تعلیم کی طرف توجہ:

حدیث اور فقہ کی تعلیم کے ذریعے بھی تعلیمات کی طرف رجوع کیا جا سکتا ہے۔ اگر اس کو نصاب میں شامل کر لیا جائے تو کسی طور بھی غلط نہیں ہو گا۔ آج ضرورت صرف اور صرف اس بات کی ہے کہ "صحاح ستہ" میں سے کسی کتب احادیث کو شامل نصاب کر کے اس تعلیم کو عام کیا جا سکتا ہے۔ اس طرح سے علم حدیث کا مطالعہ صحیح معنوں میں غیر اسلامی تقاضوں کا وجود ختم کر کے رکھ دے گا۔

غیر اسلامی ممالک میں ثقافتی کتب کا فروغ:

اس کا سب سے اہم پہلو یہ بھی ہے کہ تاریخ اسلام سے واقفیت کے لیے چھوٹے چھوٹے سیمنار یا کانفرنس منعقد کیے جائیں یا اس کے بارے میں معلومات دینے کے لیے کتب میلے لگائے جائیں یا طلبہ کے نصاب میں اس کو شامل کر دیا جائے تاکہ آنے والی نسلیں صحیح معنوں میں اپنی تاریخ سے واقفیت حاصل کر سکیں تاکہ اس طرح سے ان کو اپنی ثقافت، اسلامی اقدار و روایات کا پتہ چل سکے اور یہ نسل اسلامی ثقافت و اقدار کو بڑھانے اور بچانے کا ذریعہ بنے گی اور اسلامی ثقافت میں غیر اسلامی تقاضوں کو ملنے سے روکنے کے لیے سیسہ پلائی دیوار بن کر کھڑی ہو گی۔

---

(۱) اسلامی زندگی، محمد میاں صاحب، جمیعہ پبلشرز، وحدت روڈ لاہور، ۲۰۲۰ء،

سیرت النبی ﷺ پر عمل پیرا ہونا:

اگر ہمارے نظام تعلیم میں کسی بھی سطح پر مکمل تفصیل کے ساتھ نصاب میں شامل نہیں کی گئی تو وہ سیرت النبی ﷺ ہے ۔ضرورت اس بات کی ہے کہ تاریخ کے ساتھ ہی سیرت النبی ﷺ کی کسی مستند کتاب کو شامل نصاب کیا جائے۔ نبی ﷺ کے اسوہ حسنہ میں ہمارے لیے مکمل ہدایت چھپی ہوئی ہے۔ جس کے بارے میں قرآن میں لکھا گیا ہے۔

﴿ لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ ﴾[1]

" تمھارے لیے اللہ کا رسول ﷺ سب سے بہترین نمونہ ہیں"

اس آیت مبارکہ سے واضح طور پر بتایا گیا ہے کہ حضور ﷺ کی ذات میں ہی مسلم معاشرے کے لیے ایک مکمل نمونہ پایا جاتا ہے۔اس کو دیکھ کر ہی اپنی زندگی کو گزارنا چاہیے۔اسی صورت میں ہم اسلامی تعلیمات کی طرف رجوع کر سکتے ہیں اور مسلم ثقافت کو پروان چڑھایا جاسکتا ہے جب ہم اپنی ثقافت کو اسلامی ثقافت جان کر اپنائیں گے۔ ثقافت ہماری زندگی میں اس طرح سے شامل ہو جاتی ہے کہ ہم شعوری طور پر اس کو سمجھ نہیں پاتے نہ ہی اس کو محسوس کر سکتے ہیں۔ آج کل کی نوجوان نسل اسلامی ثقافت سے مکمل طور پر نا آشنا ہے ۔ اس کی سب سے بڑی وجہ اسلام کی تعلیمات سے دوری کی ہے۔ جس طرح انسانی معاشرہ تیزی سے ترقی کر رہا ہے۔ اس طرح سے غیر اسلامی ثقافت بھی تیزی سے پروان چڑھ رہی ہے جس میں پیش پیش ہندو ثقافت نظر آتی ہے۔ کیوں کہ ہندو ثقافت وار عقائد اور تعلیمات کر رہا ہے۔ بچوں کو بچپن سے ہی الگ بیٹھا کر کارٹون دکھائے جاتے ہیں جس میں ان کی تعلیمات اور ثقافت کے بارے میں دکھایا جاتا ہے اور وہی سب بچوں کے ذہنوں میں پختہ ہو جاتا ہے۔

ماؤں کی تعلیم یا ماؤں کا کردار:

بچوں کے ذہنوں سے بہت کچھ نکالنے کے لیے مدرسہ ان کی اولین جگہ ہوتی ہے جس پر استاد اور شاگرد کے درمیان معاملہ طے پاتا ہے۔ استاد کی تربیت گویا بچے بلکہ پوری قوم کی تربیت ہے۔ لہٰذا اعلیٰ تعلیم یافتہ اور اسلامی اقدار کے حاصل اساتذہ کا تقرر معاشرے سے غیر اسلامی رسوم ورواج کے خاتمہ کا باعث بن سکتا ہے۔ ہمارے مذہبی تصورات اور معاشرتی عقائد پر غیر اسلامی ثقافت کے اثر کی ایک وجہ آئمہ مساجد کا عملی اور فکری جمود بھی نظر آتا ہے۔ ایسے بہت سے لوگ دیکھنے کو ملتے ہیں جن کو قرآنی اور اسلامی تعلیمات کے بارے میں کوئی آگاہی حاصل نہیں ہوتی۔ وہ اپنے خطبات میں فروعی مسائل پر بحث کرتے نظر آتے ہیں۔

(۱) سورۃ الاحزاب: ۳۳/۲۱

تفسیر حقانی میں یوں وضاحت ہے کہ حضور ﷺ کے اخلاق اعلیٰ ہیں اور ان کی زندگی بہترین نمونہ ہے حضور ﷺ کے تمام اقوال، افعال ہر بات پیروی کے لائق ہے اس طرح تفسیر حقانی میں یوں وضاحت بیان کی گئی ہے اس آیت میں منافقوں کی تعریف کے مقابلے میں حضور ﷺ کے اعلیٰ اخلاق کی تعریف کی گئی ہے یعنی تمہارے لیے رسول اللہ ﷺ کی پیروی کرنا ایک اچھی بات گردانی جاتی ہے۔[1]

"ہمارے علماء کی اکثریت ڈرابھی کی لمبائی اور ہاتھ اٹھا کر دعا مانگنے یا نہ مانگنے جیسے فروعی مسائل کا شکار ہیں جس کی وجہ سے وہ اصل مسائل سے دور ہیں۔"[2]

مساجد کا فروغ یا آئمہ مساجد کی تربیت:

وقت حاضر کا تقاضا یہ ہے کہ آئمہ مساجد میں صرف انہی لوگوں کو مقرر کیا جائے جو قرآن و حدیث کا مکمل علم رکھتے ہوں اور اپنے پختہ دینی عقائد کی روشنی میں لوگوں کو صحیح عقائد کی طرف راغب کریں۔ ہمارے مذہبی تصورات اور معاشرتی رسوم و رواج پر اثرات کی وجہ سے ہماری مذہبی رہنماؤں یا آئمہ مساجد کا علمی و فکری جمود ہے ہمارے بہت سے علما مذہب کو قرآن کی صحیح تعلیمات کے بارے میں آگاہی نہیں ہے اور عام مسلمانوں کے سامنے ذہن کو الجھا کر پیش کرتے ہیں۔ اس میں کسی ایسے عمل کا اضافہ نہ کیا جائے جو اسلامی تعلیمات کی عکاسی نہ کرتا ہو۔

تعلیم بالغاں پر توجہ:

اسلامی تعلیمات کی دوری کی ایک وجہ تعلیم بالغان بھی ہے جہالت اور ناخواندگی کا قلع قمع کے لیے اور اسلامی تعلیمات کی طرف رجوع کرنے کے لے ضروری ہے کہ تعلیم بالغاں کا اہتمام کیا جائے۔ کیوں کہ آبادی کا ایک بڑا حصہ جاہل اور پڑھا لکھا نہیں ہے اس کی وجہ سے معاشرے میں غیر اسلامی ثقافتوں کو آسانی سے اپنایا جاسکتا ہے اور اس کی وجہ سے ہم مذہب سے دور ہو رہے ہیں اور اس کی وجہ سے معاشرے میں بدعات کا ظہور ہو رہا ہے۔ عصر حاضر کا تقاضہ ہے کہ دیہاتوں میں زیادہ سے زیادہ مدارس کو قائم کیا جائے اور لوگوں کو اسلام کی تعلیمات سے ہم آہنگ کیا جائے تاکہ وہ اپنی ثقافت کو گہرائی سے جان سکیں اور غیر اسلامی ثقافت کا قلع قمع کر سکیں۔

"شرعی نقطہ نگاہ سے وہ تصاویر اور مجسمے حرام میں جو فاسد اغراض و مقاصد کے لیے ہوں۔۔۔ شہوت نفس کو ابھارنے والے ہیں۔ ان کا نہ بنانا جائز ہے۔ نہ رکھنا جائز ہے اور نہی دیکھنا جائز ہے۔"[3]

---

(۱) تفسیر حقانی، علامہ ابو محمد عبد الحق حقانی، اعتقاد پبلشر زہاوس، سوئیولانا دہلی، ص ۲۱۰

(۲) روزنامہ جنگ لاہور، ۱۷ اکتوبر، ۲۰۰۰

(۳) کتاب الفقہ، عبد الرحمٰن اجزیزی، شعبہ مطبوعات، محکمہ اوقاف، پنجاب، ۱۹۷۳، ص:۷۳

اسلامی تعلیمات کی ترویج واشاعت میں تبلیغ کے اسلامی اصولوں کو مد نظر رکھنا چاہیے اور اسلامی معاشرے کے ساتھ ساتھ اس کا دائرہ کار دیگر اقوام تک وسیع کر دینا چاہیے۔ تاکہ اسلام دور دور تک پھیل سکے۔

الغرض اسلامی تعلیمات کی طرف روجوع کر کے ہی اپنی ثقافت کو پہنچا جاسکتا ہے۔ اسلامی تعلیمات کو اپنا کر ہی اندھی تقلید کو چھوڑا جاسکتا ہے۔ دنیا میں تقریباً (1.6 ارب) مسلمان رہتے ہیں۔[۱] یہ تعداد دنیا میں رہنے والے لوگوں کا تقریباً ۲۲٪ بنتی ہے۔ اگر ہر ملک، علاقے، قصبے، دیہات میں رہنے والے مسلمانوں کا رہن سہن، ادوار، عادات، رسوم ورواج ایک جیسے ہوں تو ہر طرح اسلامی ثقافت کا بول بولا ہو گا۔ کیوں کہ تہذیب اور مذہب دو الگ الگ چیزیں ہیں۔ مذہب سب مسلمانوں کا ایک ہی ہو گا مگر ثقافت ہر حصے کی الگ ہوتی ہے مگر اس الگ ثقافت میں بھی اسلام کی تعلیمات کی جھلک نظر آتی ہے۔ مگر لوگ اس کو سمجھ نہیں پاتے اور اندھی پیروی شروع کر دیتے ہیں۔

University of Magsion کے سماجی ریسرچ سنٹر نے اس پر ایک تحقیق کی جس میں یہ جانچا گیا ہے کہ ترقی یافتہ غیر اسلامی ممالک میں مسلمان دوپٹہ اور سکارف اور اسلامی تعلیمات کو مانتے ہیں مگر ساتھ ہی ساتھ اسلامی ممالک میں رہنے والے لوگ اس کی کہیں نہیں کہیں خلاف ورزی کرتے ہیں۔[۲]

حضور ﷺ کی عملی زندگی مسلمانوں کے لیے ایک نمونہ ہے۔ نیز اس میں مدد فراہم کرتی ہے۔ ان میں ایک پہلو ثقافتی پہلو بھی ہے۔ دنیا میں تمام تہذیبوں اور ثقافتوں کے مقابلہ میں اسلام کی تہذیب اور ثقافت بالکل الگ اور منفرد نظر آتی ہے۔ اس کی بنیادی وجہ صرف یہ ہے کہ اللہ کے حضور ﷺ نے اپنے اسوۂ حسنہ کے ذریعے امت مسلمہ کو نظریات عطا فرمائے ہیں۔ ایسی جامعیت دنیا کی کسی بھی ثقافت میں دور دور تک کہیں نظر نہیں آتی ۔ اس لیے ضرورت ہے کہ پاکستانی ثقافت اور اسلامی تعلیمات کو نہ چھوڑا جائے کیوں کہ اس میں ہی سب کی بھلائی چھپی ہوئی ہے کہ اسلامی تعلیمات کو نہ چھوڑا جائے۔

> "Culture help us to understand human act they want to do it in village and city locatiions or across the families , clan, ethics and national groops."[3]

---

(1)www.impactonsociety.org

(1) www.humsub.com.pk (اسلام میں عقائدی اور ثقافتی تنوع)

(2) Sinon Murden, ulture in world offairs, steve smith, the gololalization of the world politics. P.457

ثقافت لوگوں کے عمل کو سمجھنے میں مدد فراہم کرتی ہے جو وہ خاندان، اخلاق، قومی گروہوں اور شہروں کے علاقوں میں کرنا چاہتے ہیں۔

سروے نتائج

سوالنامہ برائے مقالہ ایم فل علومِ اسلامیہ:

نام:____________ عمر:________ پیشہ:______________________

نمبر شمار	آپ سے گزارش ہے کہ مندرجہ ذیل سوالوں کو بغور سے پڑھیں اور سامنے کسی ایک کالم میں کا نشان لگائیں۔	ہاں	معلوم نہیں	نہیں
۱.	کیا تعزیت کے لیے سفید یا کالے رنگ کا سوٹ پہننا اسلامی تہذیب ہے؟			
۲.	کیا بسنت کا منانا ہندوانہ ثقافت ہے؟			
۳.	کیا ہندو ثقافت پر مبنی کارٹونز بچوں کے ذہنوں پر اثر ڈال رہے ہیں؟			
۴.	کیا اسلامی ثقافت کو اپنانا مشکل ہے؟			
۵.	کیا آج کل کے دور میں ثقافتی پروگرام منعقد کروانے چاہئیں؟			
۶.	کیا اساتذہ کو ثقافتی آگاہی دینے کے لیے ثقافتی ڈرامے منعقد کروانے چاہئیں؟			
۷.	کیا آپ اسلامی ثقافت کو فروغ دینے کے لیے مددگار ثابت ہوں گے؟			
۸.	کیا ہندو ثقافت اسلامی ثقافت سے بہتر ہے؟			
۹.	ہندو ثقافت اپنانے والے اسلامی معاشرے میں بڑھ رہے ہیں یا اسلامی ثقافت اپنانے والے؟			
۱۰.	کیا ہندو ثقافت کا فروغ اسلامی معاشرے میں خواتین کی زندگی میں زیادہ بڑھا ہے؟			
۱۱.	کیا ہندو ثقافت کے سدباب کے لیے آپ تجاویز دے سکتے ہیں؟			
۱۲.	کیا آپ اسلامی ثقافت کے بارے میں آگاہی رکھتے ہیں؟			
۱۳.	کیا ہندو ثقافت اسلامی ثقافت پر اثر انداز ہو رہی ہے؟			
۱۴.	کیا ہندو ثقافت عبادات پر اپنا اثر ڈال رہی ہے؟			
۱۵.	کیا آپ عام بول چال میں ہندوانہ الفاظ کی ادائیگی کرتے ہیں؟			
۱۶.	کیا ہندو ثقافت خانگی زندگی (شادی شدہ زندگی) پر اثر انداز ہے؟			
۱۷.	کیا روزمرہ کے معاملات میں ہندو ثقافت آپ پر اثر انداز ہے؟			
۱۸.	کیا آپ لباس، رہن سہن اور کھانے پینے میں ہندو ثقافت کو اہمیت دیتے ہیں؟			

			کیا میڈیا یا دیگر ذرائع ابلاغ ہندو ثقافت کو پر موٹ کر رہا ہے؟	.۱۹
			کیا آجکل کی رسومات اسلامی ثقافت سے مماثلث رکھتی ہیں؟	.۲۰
			کیا آپ ہندو ثقافت کے بغیر رہ سکتے ہیں؟	.۲۱
			کیا ہندو ثقافت Dominating کلچر ہے؟	.۲۲
			کیا اسلامی لٹریچر کے ذریعے اسلامی ثقافت کی نشر و اشاعت کی جاسکتی ہے؟	.۲۳
			کیا میڈیا ہندوستان میں اسلامی ثقافت کو فروغ دے سکتا ہے؟	.۲۴
			کیا آپ اسلامی ثقافت کو اپنانے کی کوشش کرتے ہیں؟	.۲۵
			کیا مذہب اور ثقافت میں فرق ہے؟	.۲۶
			کیا نوجوان نسل ہندو میڈیا سے fascinate ہو رہا ہے؟	.۲۷
			کیا آپ اسلامی ثقافت کو دوسرے غیر اسلامی ممالک میں پر موٹ کر سکتے ہیں؟	.۲۸
			کیا آپ تعلیمی نصاب میں ثقافتی نصاب شامل کرنے کی تجویز دیتے ہیں؟	.۲۹
			کیا ہندو ثقافت کے اثرات عام لوگوں کے علاوہ پڑھے لکھے طبقے پر بھی ہو رہے ہیں؟	.۳۰
			کیا ہندو ثقافت کی ایسی کوئی صورتیں موجود ہیں جو اسلامی ثقافت سے مطابقت رکھتی ہوں؟	.۳۱

سوال نمبر ۱: کیا تعزیت کے لیے سفید یا کالے رنگ کا سوٹ پہننا اسلامی تہذیب ہے؟

ہاں	معلوم نہیں	نہیں
۱٪	۳۵٪	۲٪

سوال نمبر ۲: کیا بسنت کا منانا ہندوانہ ثقافت ہے؟

ہاں	معلوم نہیں	نہیں
۲۵٪	۳٪	۳٪

سوال نمبر ۳: کیا ہندو ثقافت پر مبنی کارٹونز بچوں کے ذہنوں پر اثر ڈال رہے ہیں؟

ہاں	معلوم نہیں	نہیں
۲۷٪	۳٪	۲٪

سوال نمبر ۴: کیا اسلامی ثقافت کو اپنانا مشکل ہے؟

ہاں	معلوم نہیں	نہیں
۶٪	۲۲٪	۳٪

سوال نمبر ۵: کیا آج کل کے دور میں ثقافتی پروگرام منعقد کروانے چاہئیں؟

ہاں	معلوم نہیں	نہیں
۲۹٪	۰٪	۴٪

سوال نمبر ۶: کیا اساتذہ کو ثقافتی آگاہی دینے کے لیے ثقافتی ڈرامے منعقد کروانے چاہئیں؟

ہاں	معلوم نہیں	نہیں
۲۵٪	۱٪	۶٪

سوال نمبر ۷: کیا آپ اسلامی ثقافت کو فروغ دینے کے لیے مددگار ثابت ہوں گے؟

ہاں	معلوم نہیں	نہیں
۲۲٪	۲٪	۷٪

سوال نمبر ۸: کیا ہندو ثقافت اسلامی ثقافت سے بہتر ہے؟

ہاں	معلوم نہیں	نہیں
۰٪	۳۰٪	۱٪

سوال نمبر۹: ہندو ثقافت اپنانے والے اسلامی معاشرے میں بڑھ رہے ہیں یا اسلامی ثقافت اپنانے والے؟

ہاں	معلوم نہیں	نہیں
۱۷٪	۰٪	۱۴٪

سوال نمبر۱۰: کیاہندو ثقافت کا فروغ اسلامی معاشرے میں خواتین کی زندگی میں زیادہ بڑھا ہے؟

ہاں	معلوم نہیں	نہیں
۲۱٪	۳٪	۷٪

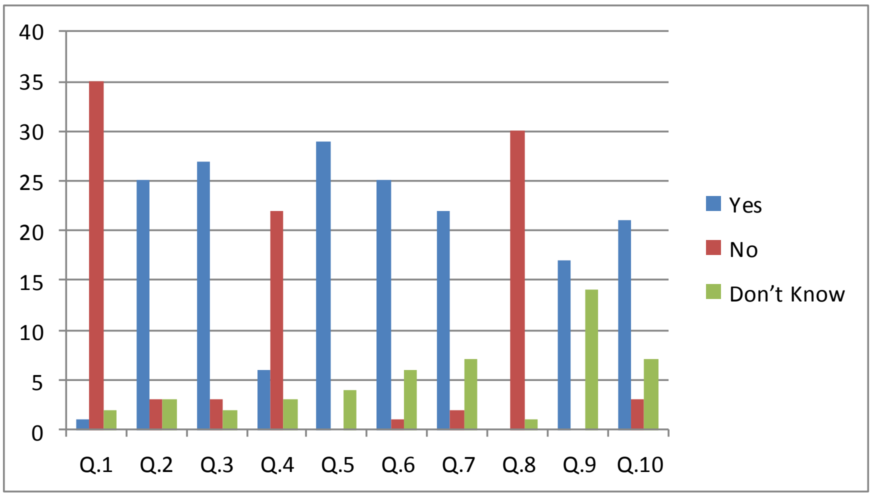

سوال نمبر۱۱: کیاہندو ثقافت کے سد باب کے لیے آپ تجاویز دے سکتے ہیں؟

ہاں	معلوم نہیں	نہیں
۲۹٪	۱۰٪	۵٪

سوال نمبر۱۲: کیا آپ اسلامی ثقافت کے بارے میں آگاہی رکھتے ہیں؟

ہاں	معلوم نہیں	نہیں
۲۲٪	۸٪	۱٪

سوال نمبر۱۳: کیاہندو ثقافت اسلامی ثقافت پر اثر انداز ہو رہی ہے؟

ہاں	معلوم نہیں	نہیں
۲۹٪	۱۰٪	۵٪

سوال نمبر ۱۴: کیاہندو ثقافت عبادات پر اپنا اثر ڈال رہی ہے؟

ہاں	معلوم نہیں	نہیں
۲۰٪	۴٪	٦٪

سوال نمبر ۱۵: کیا آپ عام بول چال میں ہندوانہ الفاظ کی ادائیگی کرتے ہیں؟

ہاں	معلوم نہیں	نہیں
۱۵٪	۵٪	۱۲٪

سوال نمبر ۱٦: کیاہندو ثقافت خانگی زندگی (شادی شدہ زندگی) پر اثر انداز ہے؟

ہاں	معلوم نہیں	نہیں
۲۵٪	۳٪	۳٪

سوال نمبر ۱۷: کیاروزمرہ کے معاملات میں ہندو ثقافت آپ پر اثر انداز ہے؟

ہاں	معلوم نہیں	نہیں
۷٪	۱۸٪	۵٪

سوال نمبر ۱۸: کیا آپ لباس، رہن سہن اور کھانے پینے میں ہندو ثقافت کو اہمیت دیتے ہیں؟

ہاں	معلوم نہیں	نہیں
۱۹٪	۱۵٪	۵٪

سوال نمبر ۱۹: کیامیڈیا یادیگر ذرائع ابلاغ ہندو ثقافت کو پرموٹ کررہاہے؟

ہاں	معلوم نہیں	نہیں
۲۵٪	۵٪	۲٪

سوال نمبر ۲۰: کیا آجکل کی رسومات اسلامی ثقافت سے مماثلت رکھتی ہیں؟

ہاں	معلوم نہیں	نہیں
۲۷٪	۴٪	۳٪

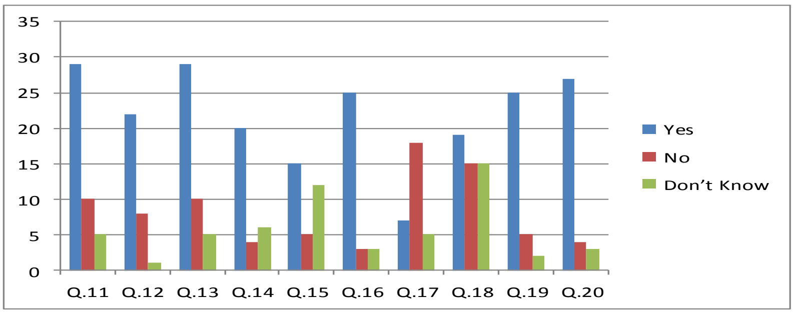

سوال نمبر ۲۱: کیا آپ ہندو ثقافت کے بغیر رہ سکتے ہیں؟

ہاں	معلوم نہیں	نہیں
۲۱٪	۱۰٪	۱۷٪

سوال نمبر ۲۲: کیا ہندو ثقافت Dominating کلچر ہے؟

ہاں	معلوم نہیں	نہیں
۱۵٪	۱۰٪	۷٪

سوال نمبر ۲۳: کیا اسلامی لٹریچر کے ذریعے اسلامی ثقافت کی نشر و اشاعت کی جا سکتی ہے؟

ہاں	معلوم نہیں	نہیں
۲۹٪	۰٪	۲٪

سوال نمبر ۲۴: کیا میڈیا ہندوستان میں اسلامی ثقافت کو فروغ دے سکتا ہے؟

ہاں	معلوم نہیں	نہیں
۱۴٪	۱۴٪	۳٪

سوال نمبر ۲۵: کیا آپ اسلامی ثقافت کو اپنانے کی کوشش کرتے ہیں؟

ہاں	معلوم نہیں	نہیں
۲۵٪	۱٪	۵٪

سوال نمبر ۲۶: کیا مذہب اور ثقافت میں فرق ہے؟

ہاں	معلوم نہیں	نہیں
۱۰٪	۱۵٪	۶٪

سوال نمبر ۲۷: کیا نوجوان نسل ہندو میڈیا سے fascinate ہو رہا ہے؟

ہاں	معلوم نہیں	نہیں
۲۹٪	۲٪	۰٪

سوال نمبر ۲۸: کیا آپ اسلامی ثقافت کو دوسرے غیر اسلامی ممالک میں پرموٹ کر سکتے ہیں؟

ہاں	معلوم نہیں	نہیں
۲۴٪	۴٪	۳٪

سوال نمبر ۲۹: کیا آپ تعلیمی نصاب میں ثقافتی نصاب شامل کرنے کی تجویز دیتے ہیں؟

ہاں	معلوم نہیں	نہیں
۲۷٪	۱٪	۳٪

سوال نمبر ۳۰: کیا ہندو ثقافت کے اثرات عام لوگوں کے علاوہ پڑھے لکھے طبقے پر بھی ہو رہے ہیں؟

ہاں	معلوم نہیں	نہیں
۱۰٪	۵٪	۱۶٪

سوال نمبر ۳۱: کیا ہندو ثقافت کی ایسی کوئی صورتیں موجود ہیں جو اسلامی ثقافت سے مطابقت رکھتی ہوں؟

ہاں	معلوم نہیں	نہیں
۹٪	۹٪	۱۳٪

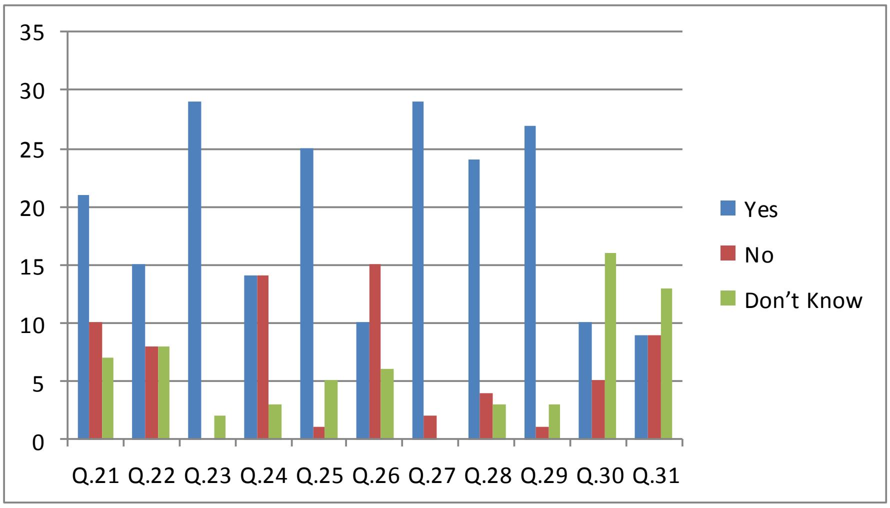

اسلامی ثقافت کی دوری کی وجہ سے ہندو ثقافت کو فروغ مل رہا ہے اور نوجوان نسل اس ثقافت کی طرف راغب ہو رہی ہے ہندو ثقافت کے اثرات کو معلوم کرنے کے لیے میں نے ایک سوالنامہ تیار کیا جس کی مدد سے میں نے مختلف یونیورسٹیوں اور کالجوں کے طلباء کی آراء کو معلوم کیا اور ساتھ ساتھ کچھ گھریلو خواتین کی بھی آراء کو مد نظر رکھا کیونکہ ہندو ثقافت کا اصل رنگ خواتین کی زندگیوں میں نمایاں طور پر نظر آتا ہے سوالنامہ پُر کرنے کے لیے یونیورسٹی اور کالج کے طلباء و طالبات کا انتخاب کیا گیا جس میں بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی، پیر مہر علی شاہ ایرڈ ایگریکلچر اور نمل یونیورسٹی کے طلباء کی آراء شامل ہیں۔ سوالنامہ مکمل طور پر معروضی سوالات پر مشتمل ہے جس میں ہر سوال کے تین آپشنز موجود ہیں ہر سوال کے جواب میں ہاں، معلوم نہیں، نہیں کی صورت میں دینا تھا اور گراف کی صورت میں اس کی وضاحت کی گئی ہے۔

سروے نتائج:

سوال نمبر ا تا سوال نمبر ۱۰:

ثقافت کے بارے میں معلومات کے بارے میں پوچھا گیا جس کا جواب کچھ یوں ملا:

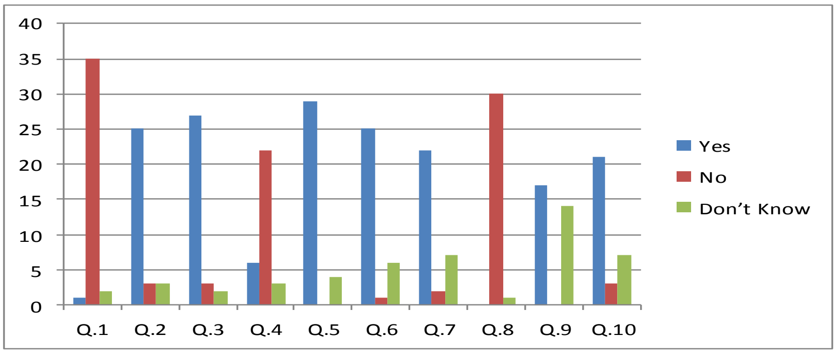

سوال نمبر ۱۱ تا سوال نمبر ۲۰:

اسلامی ثقافت اور اس کے اثرات کے بارے میں سوال کیا گیا تو اس میں کچھ یوں رائے ملی:

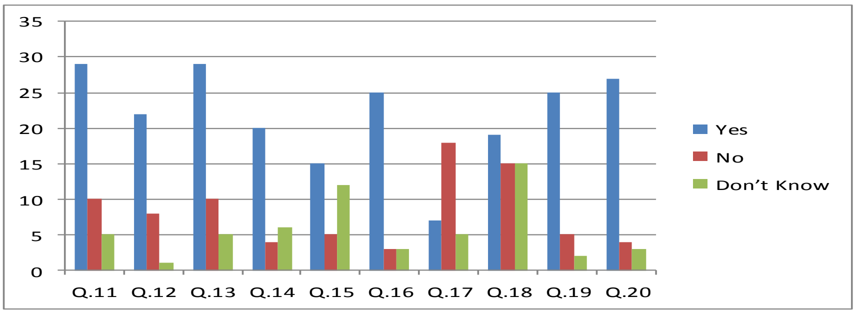

سوال نمبر ۲۱ تا سوال نمبر ۳۱:

اسلامی ثقافت کے فروغ کے بارے میں سوالات کے نتائج کچھ اس طرح کے تھے:

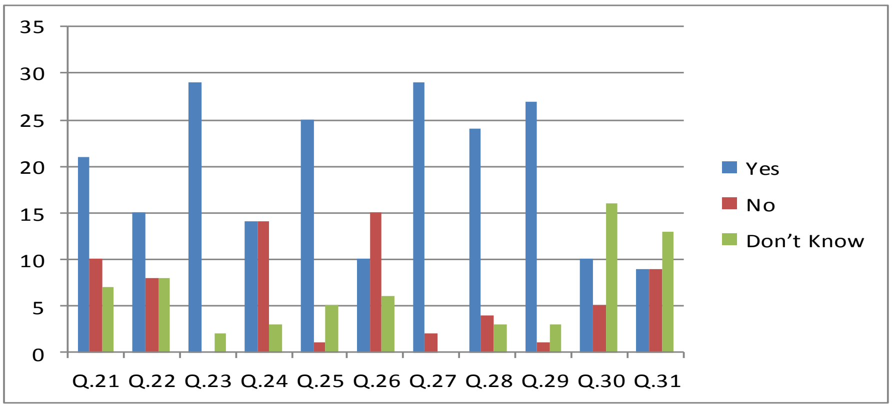

سروے کا تجزیاتی مطالعہ:

مجموعی طور پر سوالنامہ کے اگر جائزہ کی بات کی جائے تو یہ واضح طور پر نظر آئے گا کہ ہندو ثقافت کے اثرات اس قدر زیادہ ہیں کہ اس سے کوئی بھی محفوظ نہیں ہے اور کہیں نہ کہیں کسی نہ کسی شکل میں اس کو اپنائے ہوئے ہیں۔ سوالنامے کو پُر کرنے والے نوجوانوں اور گھریلو خواتین کی آراء کا مؤقف یہ تھا کہ اسلامی ثقافت کو فروغ تو دے سکتے ہیں مگر ہندو ثقافت کی آگاہی زیادہ ہے۔

دور حاضر کے حالات کی وجہ سے ہندو ثقافت کو تیزی سے فروغ مل رہا ہے فیشن کا لبادہ اوڑھ کر اس ثقافت کو پھیلایا جارہا ہے اور میڈیا بھی اس میں اہم کردار ادا کر رہا ہے اگر دیکھا جائے تو Pakistan Electronic Media Regularty Authority (PEMRA) اس بارے میں اہم اقدامات کر سکتی ہے کہ ہندو ثقافت سے ملتے جلتے ڈراموں یا پروگراموں کو بند کروادے اور اسلامی ثقافت کے فروغ کے بارے لوگوں کو اس طرح کے پروگرام نشر کرنے کا حکم دے۔ تحقیق سے یہ معلوم ہوا ہے کہ پڑھے لکھے طبقے پر اس کے اثرات زیادہ نظر آتے ہیں جو کہ ہر چھوٹی سے چھوٹی اور بڑی سے بڑی چیز کو فیشن کا نام دے کر نمایاں کرتے ہیں دور حاضر میں ایسی رسومات کو نکال لیا گیا ہے جس میں اسلامی ثقافت کا عنصر دور دور تک نظر میں نہیں ہے۔

ضرورت اس امر کی ہے اس کام کی اصل ذمہ دار ریاست کی حکومت ہے حکومت کا فرض ہے کہ وہ اس طرح کے پروگرام بنائے جس سے معاشرے میں اسلامی تعلیمات کا فروغ ہو۔ سکولوں کالجوں اور یونیورسٹیوں کی سطح پر اسلامی تعلیم کو لازمی کیا جائے تاک اس کو ختم کر دیا جائے بعض طلباء اسلامی تعلیمات کا علم رکھنے کے باوجود صحیح وغلط، جائز اور ناجائز میں کوئی فرق نہیں کر پاتے۔ معاشرے کی صحیح نہج صرف اس صورت میں ہے کہ اپنی نوجوان نسل کو قرآن وسنت کی روشنی مکمل طور پر میسر ہو اور اسلامی تعلیمات کے بارے مکمل طور پر آگاہی رکھتے ہوں۔

سروے مواد کا تجزیہ:

مجموعی طور پر اگر سوالنامے کے تمام نتائج کا جائزہ لیا جائے تو یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ نوجوان نسل کو کسی نہ کسی حد تک اسلامی اور ہندو ثقافت کے بارے میں آگاہی ہے سوالنامے کو حل کرنے والی اکثر تعداد کا یہ ماننا تھا کہ ہندو ثقافت نے اسلامی ثقافت میں اپنا اثر چھوڑا ہے جب ان سے یہ معلوم کیا گیا کہ موت کے وقت سفید یا کالے رنگ کا جو لباس پہنا جاتا ہے وہ اسلامی ثقافت ہے؟ تو ان میں سے ۳۵٪ لوگوں کی رائے تھی کہ ان کو نہیں معلوم یہ کہ اسلامی ثقافت ہے یا نہیں۔ پھر اس کے بعد ان سے پوچھا گیا کہ بسنت منانا اور ہندو ثقافت کا بچوں کے ذہنوں پر اثر انداز ہونا تو ان میں سے ۲۵٪ اور ۲۷٪ بچوں پر اثر انداز ہونے والی ہندو ثقافت کو لوگ جانتے ہیں۔ اس کے ساتھ ۲۹٪ اور ۲۵٪ اس بات پر رضامند آئے کہ ثقافتی پروگرام منعقد کروانے چاہیں اور اس کے ساتھ ساتھ تعلیمی اداروں میں بھی ثقافتی ڈرامے منعقد کروانے چاہئیں۔ جب اس سوال کا جواب لیا گیا کہ کیا آپ اسلامی ثقافت میں فروغ کے لیے مددگار ثابت ہوں گے یا ہندو ثقافت اسلامی ثقافت سے بہتر ہے تو پہلے سوال میں ۲۲٪ لوگوں نے اس میں مثبت جواب دیا اور ۳۰٪ لوگوں نے معلوم نہیں میں جواب دیا کہ وہ نہیں سمجھتے کہ اسلامی ثقافت سے بہتر کوئی ثقافت ہے۔

جہاں ہندو ثقافت کے اثرات خواتین پر زیادہ ہیں نوجوانوں کی رائے اس کے ۲۱٪ لوگوں نے دی کہ یہ مثبت ہیں اور ساتھ ساتھ ہی ہندو ثقافت کو اپنانے والے لوگ ۱۷٪ لوگوں نے اس کا جواب ہاں میں دیا۔ ۲۹٪ لوگ ہندو ثقافت کے سدباب کے لیے تجاویز دینے کے لیے تیار ہیں اور ساتھ ساتھ وہ اس میں اہم کردار ادا کرنے کے لیے ہمہ وقت نظر آتے ہیں۔ ۲۲٪ لوگوں کا ماننا ہے کہ وہ اسلامی ثقافت کے بارے میں آگاہی رکھتے ہیں اور ۲۹٪ لوگوں کا ماننا ہے کہ ہندو ثقافت اثر انداز ہو رہی ہے سروے نتائج میں یہ بھی بات واضح ہوئی ک ۲۰٪ لوگ کہتے ہیں کہ ہندو ثقافت عبادات پر بھی اثر انداز ہو رہی ہے جس کا سدباب ہونا ضروری ہے۔ عام بول چال کے سوال میں ۱۵٪ لوگوں نے ہاں میں جواب دیا کہ وہ عام بول چال میں ہندووانہ الفاظ کی ادائیگی کرتے ہیں۔

۲۵٪ لوگ کہتے ہیں کہ ہندو ثقافت خانگی پر اثر انداز ہو رہی ہے کیونکہ جو کچھ میڈیا پر دیکھایا جاتا ہے وہ سب خواتین اپنانے کی کوشش کرتی ہیں۔ روزمرہ کے معاملات میں ۸٪ لوگ کہتے ہیں کہ ان کو معلوم نہیں ہے کہ وہ ہندو ثقافت سے وزمرہ کے معاملات میں اثر انداز ہو رہے ہیں۔ ۱۹٪ لوگوں نے رائے دی کہ ہندو ثقافت لباس، رہن سہن، کھانے پر اثر انداز اور ۲۵٪ لوگ کہتے ہیں کہ میڈیا اس میں اہم کردار ادا کر رہا ہے اس کے تناظر میں ۲۷٪ لوگ کہتے ہیں کہ آج کی رسومات ہندو ثقافت کی مرہون منت ہیں عصر حاضر کے نوجوانوں کی رائے کے مطابق ۲۱٪ لوگ کہتے ہیں کہ ہندو ثقافت کو اپنائے بغیر رہ سکتے ہیں جبکہ ۱۸٪ لوگوں نے اس کی نفی کی۔ ہندو ثقافت کے بارے میں ۱۵٪ لوگوں نے اس کو مثبت قرار اور ۸٪ لوگوں نے اس کی نفی کی۔

جبکہ ان سے یہ پوچھا گیا کہ اسلامی لٹریچر کی نشر و اشاعت ہونی چاہیے یا وہ ہندوستان میں میڈیا کے ذریعے فروغ دے سکتے ہیں اسلامی ثقافت کو تو ٪۲۹ اور ٪۱۴ نے اس میں اپنا مثبت جواب دیا۔ پھر پوچھا گیا کہ آپ اسلامی ثقافت کو اپنانے کی کوشش کرتے ہیں تو ان میں سے ٪۲۵ لوگوں کا جواب صرف ہاں میں ملا۔ سب سے خاص اور اہم سوال (کیا مذہب اور ثقافت میں فرق ہے؟) پوچھا گیا تو صرف اور صرف ٪۱۰ لوگوں نے ہاں میں جواب دیا اور ٪۱۵ لوگوں نے معلوم نہیں اور ٪۶ لوگوں نے نہیں میں جواب دیا۔

نوجوان اپنا زیادہ وقت میڈیا، سوشل میڈیا پر گزارتے ہیں اس وجہ سے ان سے یہ پوچھا گیا کہ کیا نوجوان نسل ہندو میڈیا سے متاثر ہو رہی ہے تو ٪۲۹ لوگوں نے ہاں میں جبکہ ٪۲ لوگوں نے معلوم نہیں اور ٪۰ لوگوں نے نہیں میں جواب دیا۔ اگلا سوال یہ کیا گیا کہ غیر اسلامی ممالک میں اسلامی ثقافت کو فروغ دے سکتے ہیں تو ٪۲۴ لوگوں نے اس سوال کا جواب ہاں میں دیا۔

پھر یہ سوال کیا گیا کہ تعلیمی نصاب میں ثقافتی نصاب شامل ہونا چاہیے تو اس سوال کا ہاں میں جواب ٪۲۸ لوگوں نے معلوم نہیں کا ٪۱ اور نہیں میں جواب ٪۳ لوگوں نے دیا۔

آخر میں ان سے پوچھا گیا کہ ہندو ثقافت کے اثرات پڑھے لکھے طبقے پر زیادہ ہیں اور ہندو ثقافت کی کی کوئی صورتیں ہیں جو اسلامی ثقافت سے تعلق رکھتی ہیں کا پہلے سوال کے جواب میں ٪۱۰ لوگوں نے ہاں میں ٪۵ نے معلوم نہیں اور ٪۶ نے نہیں میں جواب دیا اور دوسرے اور آخری سوال میں ٪۹ لوگوں نے ہاں میں ٪۹ نے میں معلوم نہیں اور ٪۱۳ نے نہیں میں جواب دیا۔

عصر حاضر کے حالات دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ ہندو ثقافت کا اثر کس قدر زیادہ ہے اور اس کی وجہ دین اور اسلام سے دوری ہے اور اس کا حل یہ ہے کہ اسلامی تعلیمات پر عمل پیرا ہونے کی کوشش کی جائے۔

نتائج البحث

اس تحقیقی مقالہ کو انجام تک پہنچانے پر میں اللہ تعالیٰ کی بے حد شکر گزار ہوں کہ مجھے اس موضوع پر لکھنے اور تحقیق کرنے کی توفیق اور ہمت عطا فرمائی اگرچہ تحقیقی میدان میں اس عنوان پر موجودہ دور کے تناظر سے دیکھا جائے تو یہ محض ایک معمولی سی کوشش گردانی جا سکتی ہے لیکن بطور مقالہ نگار ایم فل علومِ اسلامیہ کی طالبہ ہونے کی حیثیت سے بھرپور محنت اور کوشش کی ہے کہ میرا مقالہ ہندو ثقافت کے پاکستانی مسلم ثقافت پر اثرات سے متعلق تمام عوامل، مظاہر اور ان کے حل کی تدابیر دے سکوں کہ جن کی وجہ سے مسلم ثقافت کی انفرادیت کو برقرار رکھا جاسکے۔ چنانچہ میری اس ریسرچ سے جو بنیادی عوامل اور مظاہر ظاہر ہوئے ہیں اس کو مختصر الفاظ میں یوں لکھا جاسکتا ہے۔

۱۔ میری اس تحقیق سے واضح ہوا ہے کہ ہندو ثقافت کے اثرات پاکستانی مسلم ثقافت پر مرتب ہو رہے ہیں۔

۲۔ اس مقالہ سے یہ بات بھی معلوم ہوئی ہے ہندو ثقافت کے پاکستانی مسلم ثقافت پر اثرات میڈیا، میگزین، ادب وغیرہ کے ذریعے منتقل ہو رہے ہیں۔

۳۔ اس تحقیق سے یہ بات بھی واضح ہوتی ہے کہ ہندو ثقافت کے اثرات کے مظاہر پاکستانی مسلم ثقافت کی خانگی زندگی، عقائد اور رسوم ورواج پر مرتب ہو رہے ہیں۔

۴۔ اس تحقیق سے یہ بات بھی اخذ ہوتی ہے کہ پاکستانی مسلم ثقافت کی انفرادیت کو اسلامی ثقافتی لٹریچر کے فروغ، میڈیا کے ذریعے یا اسلامی تعلیمات کی طرف رجوع کے ذریعے بچایا جاسکتا ہے۔

۵۔ سروے اور سوالنامے کے ذریعے نوجوانوں کی آراء کو مدنظر رکھا گیا ہے اور اس سوالنامے کی مدد سے نتائج کو اخذ کیا گیا ہے کہ کتنے لوگ اسلامی ثقافت اور کتنے لوگ ہندو ثقافت کے بارے میں آگاہی رکھتے ہیں۔

۶ میرے مقالہ میں یہ بات بھی واضح ہوئی ہے کہ سیاست پر بھی ہندو ثقافت کے اثرات مرتب ہو رہے ہیں جیسا کہ تحائف کے تبادلہ کے ذریعے، لباس کے ذریعے۔ وغیرہ وغیرہ

سفارشات

میں اپنے مقالے کو مد نظر رکھتے ہوئے ذیل میں سفارشات پیش کی ہیں۔

۱۔ طلبہ وطالبات کو فلسفہ اسلام کے بارے میں آگاہی دینی چاہیے اور کالجوں اور یونیورسٹیوں میں اسلامی ثقافتی پروگرام منعقد کروانے چاہئے۔

۲۔ ذرائع ابلاغ کو مؤثر طریقے سے اپنا کام کرنا چاہیئے اور عصر حاضر میں نظام تعلیم کو اس طرح سے چلایا جائے کہ اس سے معاشرے میں نوجوانوں کی ذہنی تربیت ہو سکے۔

۳۔ جدید ذرائع ابلاغ کو استعمال میں لا کر نوجوان نسل کو ان کی ثقافت کے بارے میں آگاہی دی جائے۔ نوجوان نسل کو اسلامی ثقافت کی آگاہی دلوانے کے لیے سیمنار منعقد کروانے چاہئیں اور بین الاقوامی سطح پر ایک Campaign چلانی چاہیے۔

۴۔ بیرون ملک رہنے والے مسلم لوگ اس سطح پر اپنی ثقافت کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں اپنی ثقافت کی عکاسی کریں اس سے غیر اسلامی ممالک میں بھی اسلامی ثقافت کو پرموٹ کیا جائے گا۔ ایسے ادارے جہاں پر علوم اسلامیہ کا شعبہ ہو وہاں پر بھی ثقافت کے بارے میں آگاہی منعقد کرنی چاہیئے کیونکہ ایسے ادارے اہم کردار ادا کرتے ہیں ثقافت کو سنوارنے اور بگاڑنے میں۔

۵۔ اسلامی ثقافت کی بقاء کے لیے ضروری ہے کہ تعلیمی نصاب کے اندا ایسے کورسز کا اجراء کیا جائے جس سے معاشرے میں تنزلی کی بجائے ترقی آئے۔

۶۔ یہ تحقیقی مقالہ خاص طور پر نوجوان نسل کے لیے بالعموم ہے کیونکہ اس سے ان کو ثقافت سے متعلق آگاہی دلائی جائے گئی ہے جو نوجوانوں کو شعوری طور پر ثقافت کو سمجھنے میں مدد کرے گا۔

۷۔ تعلیم اداروں میں اسلامی کورسز کے اجراء کو یقینی بنایا جائے تاکہ معاشرہ اسلامی بنیادوں پر استوار ہو سکے کیونکہ جدید تعلیمی نظام اسلامی نظام تعلیم سے ہم آہنگ ہونے کی اشد ضرورت ہے۔

فہارس مقالہ

فہرست آیات

نمبر شمار	آیات	سورۃ	صفحہ نمبر
۱.	﴿وَإِذْ قَالَ رَبُّكَ لِلْمَلَائِكَةِ إِنِّي جَاعِلٌ فِي الْأَرْضِ خَلِيفَةً﴾	البقرۃ	۱۳
۲.	﴿ إِذْ قَالَ لَهُ رَبُّهُ أَسْلِمْ قَالَ أَسْلَمْتُ لِرَبِّ الْعَالَمِينَ ﴾	البقرۃ	۹
۳.	﴿ لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَن تَبْتَغُوا فَضْلًا مِّن رَّبِّكُمْ ﴾	البقرۃ	۱۷
۴.	﴿لَآ اِكْرَاهَ فِي الدِّيْنِ﴾	البقرۃ	۶۳
۵.	﴿ وَتِلْكَ الْأَيَّامُ نُدَاوِلُهَا بَيْنَ النَّاسِ وَلِيَعْلَمَ ------ ﴾	آل عمران	۹۵،۹۲
۶.	﴿يَا أَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُم -----﴾	النساء	۶۵
۷.	﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُم ----- ﴾	النساء	۶۲
۸.	﴿الْيَوْمَ أَكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ وَأَتْمَمْتُ -----﴾	المائدۃ	۱۰
۹.	﴿يَهْدِي بِهِ اللَّهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضْوَانَهُ سُبُلَ السَّلَامِ ﴾	المائدۃ	۹
۱۰.	﴿قُلْ إِنَّ صَلَاتِي وَنُسُكِي وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِي لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ﴾	الانعام	۶۴
۱۱.	﴿ رِجَالٌ لَّا تُلْهِيهِمْ تِجَارَةٌ وَلَا بَيْعٌ عَن ذِكْرِ اللَّهِ ﴾	النور	۱۷
۱۲.	﴿ وَلَا تُصَعِّرْ خَدَّكَ لِلنَّاسِ وَلَا تَمْشِ فِي الْأَرْضِ ------﴾	القمان	۵۷
۱۳.	﴿لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ﴾	الاحزاب	۱۱۱
۱۴.	﴿ وَالَّذِي خَلَقَ الْأَزْوَاجَ كُلَّهَا وَجَعَلَ لَكُم --- ﴾	الزخرف	۶۴
۱۵.	﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِن جَاءَكُمْ فَاسِقٌ ------ ﴾	الحجرات	۹۶
۱۶.	﴿ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ ------ ﴾	الحجرات	۵۸
۱۷.	﴿ وَمِن كُلِّ شَيْءٍ خَلَقْنَا زَوْجَيْنِ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُونَ ﴾	الذاریات	۶۴

١٨.	﴿ وَتُقْسِطُوا إِلَيْهِمْ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُقْسِطِينَ ﴾	الممتحنہ	١٦
١٩.	﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لِمَ تَقُولُونَ مَا لَا تَفْعَلُونَ ----﴾	الصف	٩٦
٢٠.	﴿ يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن -----﴾	الجمعۃ	١٧
٢١.	﴿لَقَدْ خَلَقْنَا الْإِنسَانَ فِي أَحْسَنِ تَقْوِيمٍ﴾	التین:	١٣
٢٢.	﴿قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ o اَللّٰهُ الصَّمَدُo لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُوْلَدْ -﴾	الاخلاص	٦٣

فہرست احادیث

نمبر شمار	احادیث	کتب احادیث	صفحہ نمبر
۱.	أَرْبَعٌ مِنْ سُنَنِ الْمُرْسَلِينَ:الحَيَاءُ، وَالتَّعَطُّرُ، وَالسِّوَاكُ، وَالنِّكَاحُ	جامع ترمذی	۶۵
۲.	افضل الجهاد كلمة عدل عند سللطان---	صحیح بخاری	۹۶
۳.	أَكْمَلُ المُؤمِنِينَ إِيمَاناً أَحسَنُهُم خُلُقاً	ابوداؤد	۵۸
۴.	ان الرقي والتمائم والتولة شرک	ابوداؤد	۴۶
۵.	اِنَّمَا بُعِثْتُ لِأُتَمِّمَ مَكَارِمَ الْأَخْلَاقِ	سنن کبریٰ	۵۷
۶.	بعض اسفاره فارسل رسولاًان لا -------	صحیح مسلم	۸۰
۷.	طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيضَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِم	ابن ماجہ	۱۰۸
۸.	العين حق	صحیح بخاری	۷۹
۹.	كل كلام ابن آدم عليه لا اله الا امر بالمعروف والنهى عن منكر اوذكر الله	جامع ترمذی	۶۶
۱۰.	لا تجعلوا اقبرى عيدو اصلو على فان صلو ا تكمه-----	مشکوۃ شریف	۷۸
۱۱.	لعن الله اليهود والنصارىٰ اتخذو قبور انبيا ئهم مساجد	صحیح بخاری	۴۶
۱۲.	يا معشر التجار ان البيع يحضر الحلف والغو فشوبوه بالصدقة	ابن ماجہ	۶۲

فہرست اعلام

نمبر شمار	نام	صفحہ نمبر
۱.	E.C. Smith	۸۵
۲.	Krober	۶
۳.	Leslie A White	۴
۴.	Paul Janet	۸۵
۵.	Suber	۴
۶.	Tyler	۴۱
۷.	ابوالبشر	۸۰
۸.	امام ابن الحجاج	۵
۹.	البیرونی	۷۲
۱۰.	پروفیسر سیلے	۸۴
۱۱.	پروفیسر میکس	۵۶
۱۲.	پروفیسر ہیری شپیرو	۵
۱۳.	جواہر لال نہرو	۳۸
۱۴.	ڈاکٹر گارنر	۸۳
۱۵.	علامہ ابن خلدون	۸۲
۱۶.	مہاتما گاندھی	۳۸
۱۷.	میلی نوسکی	۱۲

فہرست مصادر و مراجع

قرآن مجید

کتب تفاسیر:

- ابو جعفر طبری، تفسیر طبری، کتاب تفسیر ابن جریر طبری، مکتبہ اسلامیہ
- حافظ عماد الدین ابو الغداء، تفسیر ابن کثیر، ترجمہ محمد جونا گڑھی، مکتبہ قدوسیہ، اردو بازار
- عبد اللہ بن عمر بن محمد الشیرازی، تفسیر بیضاوی، مترجم عبد الکریم الگورائی مکتبہ رحمانیہ اقراء سنٹر غزنی سٹریٹ، اردو بازار، لاہور
- علامہ ابو محمد عبد الحق حقانی، تفسیر حقانی، اعتقاد پبلشرز ہاوس، سوئیو لانا دہلی
- علامہ جلال الدین سیوطی، تفسیر جلالین، دار اشاعت اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی

کتب احادیث:

- صحیح بخاری، محمد بن اسماعیل،، دار السلام، ریاض، ۱۴۱۹ ھ
- صحیح مسلم، ابو الحسن مسلم بن الحجاج، قشیری، دار السلام، ریاض، ۱۴۱۶ ھ
- السنن، ابی داؤد، سلیمان بن الاشعث، دار السلام، ریاض، ۱۴۱۶
- شعب الایمان، احمد بن حسن البیھقی، اردو مترجم، مولانا محمد اسماعیل، دار الاشاعت، کراچی، ۲۰۰۷ء

کتب لغات:

- فرہنگ آصفیہ، سید احمد دہلوی، اردو سائنس بورڈ لاہور، ۱۷۷۲ء
- فیروز الدین، فیروز اللغارت، فیروز سنز پرائیویٹ لمیٹڈ، کراچی،
- قاموس المحیط، وحید الزمان قاسمی، ادارہ اسلامیات، پشاور
- قاموس الوحید، وحید الزماں قاسمی، ادارہ اسلامیات، لاہور کراچی،
- لسان العرب، ابن منظور، دار الکتب بیروت لبنان، ۱۹۸۸ء
- مفتاح اللغات، مولانا عبد الحفیظ بلیلاوی، قدیمی کتب خانہ، ۱۹۹۹ء کراچی
- المنجد، لوئیس معلوف، مترجم ابو الفضل عبد الحفیظ، قاسم برادرز اردو بازار، لاہور، ۱۹۷۸ء
- مہذب اللغات، حضرت مہذب لکھنوی، مکتبہ قدوسیہ، ۱۹۹۸

دیگر کتب:

- ابوریحان البیرونی، البیرونی کا سفر نامہ ہندوستان، میاں چیمبرز میڈل روڈ، لاہور
- ابوالحسن ندوی، پاجا سراغ زندگی، مجلس نشریات اسلام، کراچی پبلیشرز، ۱۹۷۳ء
- ارتھ شاستر، مقدمہ ہندومت میں عبادت کا طریقہ
- ارشد رازی، مترجم منودھرم شاستر، نگارشات پبلشرز، لاہور، ۲۰۰۳ء
- ایس ایم شاہد، مذاہب عالم، لاہور پبلشرز، ۱۹۴۶ء
- بی اے حیدر، مترجم مولوی غلام ربانی، ہندواخلاقیات، دکن رپورٹ پریس، جام باغ، ۱۷۹۸ء
- پروفیسر سید شعیب اختر، مقالات سیر تم جامعہ عثمانیہ، کراچی
- پروفیسر محمد یوسف، تقابل ادیان، بیت العلوم انارکلی، لاہور، ۱۹۲۷ء
- پروفیسر میاں منظور احمد، تقابل ادیان و مذاہب، علی بک ہاؤس، اردو بازار، لاہور، ۱۹۷۳ء
- جسٹس اسیس آر رحمان، اسلامی ثقافت کیا ہے؟ ۳ ستمبر ۱۹۲۷ء
- جسٹس اے رحمن، اردو جامع انسائیکلوپیڈیا، مکتبہ جبریل
- جواہر لال نہرو، تلاش ہند، جادہ منزل ترجمہ خلیل احمد حامدی مکتبہ سید قطب شہید، اتحاد العالمی، ۱۹۸۰ء
- جی بی جھٹا، معاشیات ہند، مترجم رشید احمد، دار طبع جامعہ عثمانیہ، حیدرآباد، دکن، ۱۹۴۰ء
- چوہدری غلام رسول، اسلام کا خاندانی نظام، عرفان پبلشرز، اردو بازار لاہور، ۲۰۰۴ء
- الحاج بی این امجد، مذاہب اور دنیا کے مذاہب، دانیال پبلشرز، اردو بازار، لاہور
- خالد علوی، اسلام کا معاشرتی نظام، دانیال پبلشرز، لاہور
- دیوی چند، چیر وید، مترجم ڈاکٹر عبدالکریم نائیک، ۲۰۰۳ء
- ڈاکٹر شبیر احمد، ہندو اور رام کے خواب، ۲۰۰۰ء
- ڈاکٹر عبدالحمید، ابتدائی معاشیات، سٹینڈرڈ ہاؤس، لاہور، ۱۹۹۴ء
- ڈاکٹر عبدالرشید، ادیان اور مذاہب کا تقابلی جائزہ
- ڈاکٹر عبدالکریم نائیک، اسلام اور ہندومت، ۲۰۰۵ء
- رام پرشاد ماتھر، ہندو تہوار کی اصلیت، نگارشات مزنگ، ۱۹۸۲ء
- رماشنکر تریاٹھی، تاریخ قدیم ہندوستان، مترجم سید سخی حسن نقوی، بک سٹی پوائنٹ، کتاب مارکیٹ، لاہور، ۲۰۰۵ء
- زیڈ اے راگوزن، ہندو وید، مترجم مولوی احمد انصاری، دارالطبع جامعہ عثمانیہ حیدر آباد، ۱۹۶۳ء

- سر سید احمد خان، رسوم ورواج بشمول مضامین سر سید، مکتبہ خیابان ادب، لاہور، ۱۹۶۴ء
- سوامی دیانند، رگ وید
- سید احمد دہلوی، رسوم دہلی، اردو اکادمی دہلی، ۱۹۸۲ء
- سید آل احمد رضوی، مذاہب عالم میں تذکرہ خیر الانام، ۱۹۸۴ء
- طفیل محمد، نقوش رسول، حکیم محمد نعیم خطبہ الوادع، ادارہ فروغ
- عبدالحمید سالک، مسلم ثقافت ہندوستان میں، ادارات اسلامیات، اردو بازار، لاہور، ۱۹۹۲ء
- عطش درانی، اسلامی فکر و ثقافت، احمد پبلیشرز، لاہور، ۲۰۰۱ء
- علی عباس، رسوم اقوام، علی پلازہ مزنگ روڈ، لاہور، ۲۰۰۵ء
- عماد الحسن فاروقی، دنیا کے بڑے مذاہب، مکتبہ تعمیر انسانیت، لاہور، ۱۹۹۷ء
- غلام رسول، مذاہب عالم کا تقابلی جائزہ، علمی کتب خانہ، اردو بازار، لاہور
- ماسٹر پیارے، رسوم ہند، فکشن ہاؤس، ۲۰۰۶ء
- محمد اقبال خان، تاریخ نیازی قبائل، اردو بک سنٹر، ۱۹۸۷ء
- محمد اکرم شاہ الازہری، ضیاء النبی ﷺ، ۱۹۸۷ء
- محمد دلشاد، ذرائع ابلاغ اور تحقیقی طریقہ، المکہ پبلشرز، لاہور، ۱۹۹۸ء
- محمد زبیر صدیقی، اسلام اور مختلف مذاہب کا تقابلی جائزہ، رسالہ اسلام اور عصر حاضر، ۱۹۸۶ء
- محمد سعود علم قاسمی، تحقیقات اسلامی، ۲۰۰۱ء
- محمد لطیف، تاریخ پنجاب، ترجمہ افتخار محبوب، تخلیقات لاہور، ۱۹۹۴ء
- مدخل الشرع، امام ابن الحاج، ۱۹۷۸ء
- ملک کریم بخش، اسلام اور مذاہب عالم، مکتبہ دانیال، اردو بازار، لاہور، ۱۹۹۹ء
- ملک کریم بخش، مطالعہ تقابل ادیان، ۱۸۹۸ء
- منتر شلوک، رگ وید
- منظور احمد نعمانی، اسلام کیا ہے، اردو پبلشرز، لاہور
- منو دھرم شاستری، منو سمرتی، مترجم ارشد رازی، نگارشات پبلشرز، لاہور، ۲۰۰۳ء
- مہاتما گاندھی، ہندو سوراج، ۱۹۷۸ء
- مولانا ابو طاہر صدیقی، مترجم مذاہب عالم کا جامع، ۱۸۹۴ء

- میاں محمد اشرف، اسلامی تہذیب
- نعیم الدین صدیقی، محسن انسانیت، اسلامک پبلی کیشنز، لاہور،۱۹۸۸ء
- نفیس الدین سعودی، ابلاغ عامہ اور دور جدید، کراچی ڈیسنٹ پریس،۱۹۸۶ء

ہندی کتب:

- اردو سفر ناموں میں ہندوستانی تہذیب و ثقافت، خواجہ محمد اکرام الدین، قومی کونسل برائے فروغ اراد، دہلی،۱۹۸۰ء
- بھگوت گیتا، بگھوان داس، مترجم ڈاکٹر ساجد صدیقی، میرھٹ پبلشرز،۱۹۴۵ء
- ہندووانہ رسوم ورواج، حافظ عبد اسلام، پیش کش بزم، اردو لائبریری، دہلی،۱۹۷۸ء
- ہندوستان کے مسلمان غیر امتیازی سلوک کا شکار، امت بانڈیا مترجم محمد اختر، مشعل پبلشرز، نئی دہلی،۱۸۷۱ء
- ہندومت، ڈاکٹر محمد نواز چوہدری، پولیمر پبلشرز، لاہور،۱۹۸۹ء

- The Oxford English Dictionary volume iv,
- Practical Dictionaey, Volume 10
- Prime Time Culture ,Edvard B Taylor
- The Great Religion of Modern World,Clark Arhar, 2001
- Encylopedia of Hindustan, Nagendra KR Singh, Anmal Public New Delhi, 1993
- A Kivalriye, 1997
- Culture in world,Simon Murden the globalization of word politics, 1998

Websites:

http://www.cultureencyclopedia.org.net .html

http://www.culturaleffect/net

http://www.hindumarriagecermony/net/fs8107

http://www.bikhujmeston.org.net /fxp47

http://www.ethics.hinduweekipidia/knowledge

http://hindumedia.wikitime /org/087

http://www.humsub.islamicculturediversity.pk/net